ماہنامہ
جہد حق

پاکستان کمیشن
برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JEHD-E-HAQ - August 2016 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 23...... شمارہ نمبر 8 ......اگست2016..... قیمت 5روپے

اگست

9اگست	دنیا بھر کے مقامی افراد کا عالمی دن
12اگست	نوجوانوں کا عالمی دن
19اگست	انسانیت پسندی کا عالمی دن
23اگست	غلاموں کی تجارت کی یاد آوری اور اس کے خاتمے کا عالمی دن (یونیسکو)
29اگست	جوہری تجربات کے خلاف عالمی دن
30اگست	جبری گمشدگیوں کے متاثرین کا عالمی دن

25جولائی 2016، اسلام آباد: الیکٹرانک کرائمز بل پر مشاورت کا اہتمام کیا گیا

23جولائی 2016، اسلام آباد: مردم شماری پر قومی سطح کی مشاورت منعقد کی گئی

01 اگست 2016، لاہور:

''غیرت، قانون، حقوق اور خلاف ورزیاں: پیش رفت کی تلاش'' کے موضوع پر ایک مشاورت منعقد کی گئی

19 جولائی 2016، لاہور:

''مقامی حکومت کے معاملات میں خواتین کی شمولیت کی حوصلہ افزائی'' کے عنوان سے ایک روزہ تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا

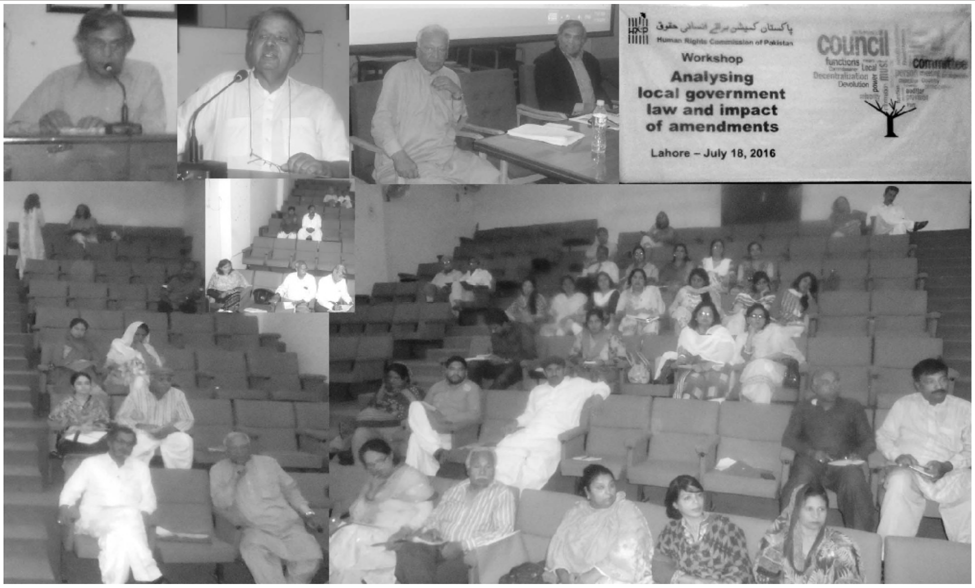

18 جولائی 2016، لاہور:

ایچ آر سی پی نے ''مقامی حکومت کے قانون اور ترامیم کے اثرات'' پر تربیتی ورکشاپ منعقد کی

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1

تمام انسان آزاد اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

دفعہ -2

ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔

دفعہ - 3

ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 4

کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔

دفعہ - 5

کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ - 6

ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔

دفعہ - 7

قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔

دفعہ - 8

ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔

دفعہ - 9

کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 10

ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق و فرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔

دفعہ - 11

(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا سکی ہوں۔

(2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔

دفعہ - 12

کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 13

(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آ جانے کا بھی حق ہے۔

دفعہ - 14

(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔

(2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔

دفعہ - 15

(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔

(2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔

دفعہ - 16

(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔

(2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔

(3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔

دفعہ - 17

(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 18

ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ - 19

ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔

دفعہ - 20

(1) ہر شخص کو پر امن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ - 21

(۱) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔

(3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

دفعہ - 22

معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور تقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشونما کے لیے لازم ہیں۔

دفعہ - 23

(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب و معقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔

(3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب و معقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔

(4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ - 24

ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔

دفعہ - 25

(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت اور فلاح و بہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہء قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔

(2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔

دفعہ - 26

(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔

(2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔

(3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔

دفعہ - 27

(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔

(2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں

دفعہ - 28

ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔

دفعہ - 29

(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشو و نما ممکن ہے۔

(2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔

(3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔

دفعہ - 30

اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

فہرست

ایچ آر سی پی کی جاری کردہ پریس ریلیزیں	5
مقامی حکومتوں سے متعلقہ قانون سازی کے اثرات پر تربیتی ورکشاپ	7
اوکاڑہ میں کیا ہوا؟	11
ایدھی کے مشن کو درپیش خطرات	12
بلوچوں کی پریشانیوں پر نظر ثانی	13
کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا	14
عورتیں	15
جنسی تشدد کے واقعات	18
بچوں کے حقوق سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ	21
انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس	33
عبدالستار ایدھی کو خراج عقیدت	35
بچے	39
اقلیتیں/ قانون نافذ کرنے والے ادارے	41
خودکشی کے واقعات	43
اقدام خودکشی	48
جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط	52

پی ای سی بی میں موجود خامیوں کی اصلاح میں مدد کی اپیل

عزیز دوستو!

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) اس مراسلے کے ذریعے آپ کو الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے بل (پی ای سی بی) سے متعلق پائے جانے والے خدشات کے حوالے سے سول سوسائٹی کے مشترکہ موقف کے بارے میں آگاہ کرنا چاہتا ہے جس کا اظہار اسلام آباد میں 25 جولائی کو منعقد کی گئی ایک مشاورت میں کیا گیا۔

یہ امر انتہائی تشویش کا باعث ہے کہ پی ای سی بی کی موجودہ شکل میں منظوری ملک میں آئینی حقوق اور اظہار رائے، خلوت کی آزادی، انسانی حقوق اور جمہوریت کے لئے شدید خطرے کا باعث ہے۔

ایچ آر سی پی سوسل سوسائٹی کی تنظیموں اور ان افراد کی انتھک جدوجہد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے جنہوں نے مجوزہ قانون کی متنازع دفعات کی نشاندہی کرنے میں اپنا وقت اور توانائی صرف کی اور قومی اسمبلی میں قانون سازوں کو اور بعد ازاں انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ٹیلی کمیونی کیشن سے متعلق سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کو اپنی سفارشات سے آگاہ کیا۔

اگرچہ ہم اس معاملے سے متعلق سول سوسائٹی کے تحفظات سننے پر کمیٹی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تاہم ایسا دکھائی دیتا ہے کہ حکومت سول سوسائٹی کی کاوشوں کی قدر کرنے، اور مجوزہ قانون میں موجود خامیوں کو دور کرنے کی بجائے سول سوسائٹی کے مقاصد کے بارے میں استفسار کرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتی ہے۔

پی ای سی بی کے حوالے سے ایک خدشہ یہ ہے کہ متعدد جرائم، جن کی ضابطہ تعزیرات پاکستان (پی پی سی) میں پہلے ہی وضاحت کی جا چکی ہے، اور دیگر قوانین کی پی ای سی بی کے تحت از سر نو تشریح کی گئی ہے۔ ان میں سے زیادہ تر قوانین دیگر قوانین سے متصادم ہیں اور ان میں زیادہ سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں اور ان کا طریقہ کار نہایت آسان ہے۔

سب سے زیادہ تشویش ناک بات یہ ہے کہ پی ای سی بی پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن اتھارٹی (پی ٹی اے) کو سینسر شپ کے وسیع اور آزادانہ اختیارات دیتا ہے جو ایک ایسا انتظامی ادارہ ہے جو براہ راست حکومت کے ماتحت ہے۔ ایسے وسیع اختیارات کا حامل ادارہ حکومتی کنٹرول سے مکمل طور پر آزاد ہونا چاہیئے، تاہم پی ٹی اے کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہے۔ خاص طور پر ایک تشویش ناک امر مجوزہ قانون کے تحت تفتیشی ایجنسی اور پی ٹی اے کی جانب سے اختیارات کے استعمال کی نگرانی کا فقدان ہے۔ قانون کے نفاذ کے حوالے سے پی ٹی اے اور اس کے اختیارات کی عدالتی اور/یا پارلیمانی نگرانی کی عدم موجودگی اختیارات کے ناجائز استعمال اور قانون کے غلط استعمال کا باعث بن سکتی ہے۔

پی ای سی بی میں ایسے کئی دفعات موجود ہیں جو یا تو متعدد بنیادی حقوق کے لیے نقصان دہ یا پھر ان سے متصادم ہیں۔ بالخصوص دفعہ 9، 18، 19، 22، 29، 34، 36 اور بل کی مختلف تعریفوں میں ایسا متن موجود ہے جو انسانی حقوق اور عالمی اقدار کے منافی ہے۔

بل میں بہتری کے لیے سول سوسائٹی کی تنظیموں کی جانب سے پیش کی گئیں بنیادی سفارشات یہ ہیں:

i۔ جرم کی نمائش سے متعلق دفعہ 9 پر نظر ثانی کرتے ہوئے متن میں سے لفظ ''ملزم'' تبدیل کیا جائے تاکہ اس بات کو یقینی بنا۔ دفعہ یا جا سکے کہ ملزمان کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک نہ جائے۔ دفعہ میں فنکارانہ اور سیاسی اظہار سے متعلق ایک شق بھی شامل کی جائے۔

ii۔ دفعہ 10 کو از سر نو مرتب کیا جائے کیونکہ اس کا تعلق سائبر جرائم سے زیادہ سائبر سکیورٹی سے ہے۔ موجودہ شکل میں، یہ دفعہ سائبر دہشت گردی کی مناسب تعریف نہیں کرتی اور اس میں ان جرائم پر عمر قید اور 5 کروڑ روپے جرمانے کی سزا مقرر کی گئی ہے جن کا تعلق حساس ڈیٹا تک غیر قانونی رسائی اور اس کے غلط استعمال سے ہو۔

iii۔ دفعہ 18 بنیادی طور پر ضابطہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 499، 500 اور 501 کی نقل ہے اور یہ ہتک عزت ایکٹ 2002ء میں آنے والے متعدد جرائم سے ملتی جلتی ہے۔ اس میں متنازعہ سزائیں بھی مقرر کی گئی ہیں اور اس میں پی پی سی اور ہتک عزت ایکٹ 2002ء میں دیے گئے تحفظ کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ بل میں سے اس دفعہ کو ختم کیا جانا چاہیئے۔

iv۔ دفعہ 19 کو دو دفعات میں تقسیم کیا جانا چاہیئے۔ ایک دفعہ بچوں کے خلاف جرائم سے متعلقہ ہو اور بچوں کو سائبر کرائم سے تحفظ فراہم کرے۔ دوسری دفعہ جس میں متاثرہ افراد بچوں کی بجائے بالغ لوگ ہیں، اس کا انسانی حقوق کے معیارات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے، قصور کے تعین کے لیے بُری نیت شامل ہو اور فنکارانہ و سیاسی اظہار کے تحفظ کے لیے ایک شق شامل کی جائے۔ ان خدشات کے ازالے کے لیے کام کرنے والی ذرائع ابلاغ کی تنظیم، جمہوریت کے لیے ذرائع ابلاغ اہم ہے، نے سینٹ کی قائمہ کمیٹی کو اس شق کے لیے مرتب شدہ تجویز پیش کی ہے۔

V۔ جعلی ای میلز سے متعلقہ دفعہ 22 عالمی سطح پر سائبر کرائم نہیں سمجھی جاتی۔ اس وقت، یہ دفعہ چھوٹے تاجروں کے لیے بھی عدم تحفظ کا سبب ہے کیونکہ وہ اپنی سروسز کی تشہیر کے لیے مارکیٹنگ ای میلز اور ایس ایم ایس بھیجنے پر منحصر ہو سکتے ہیں۔ اصولی طور پر جعلی ای میلز اور ایس ایم ایس کو پی ٹی اے کے لائسنس سے متعلقہ معاہدات اور پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن (از سر نو تنظیم سازی) ایکٹ کے تحت ہونا چاہیئے۔ تاہم، اگر اسے پی ای سی بی میں شامل کرنا ہی ہے تو اسے مجرمانہ ذمہ داری کے بغیر دیوانی جرم قرار دیا جائے۔ اس دفعہ کے لیے متبادل مرتب شدہ

تجویز ڈیجیٹل حقوق کے لیے کام کرنے والے ادارے 'بولوبھی' نے سینٹ کی قائمہ کمیٹی اور قومی اسمبلی کی متعلقہ کمیٹی، دونوں کو پیش کی ہے جس پر غور کیا جانا چاہئے۔

Vi۔ ٹریفک ڈیٹا کو برقرار رکھنے سے متعلقہ دفعہ 29 نے انسانی حقوق اور صنعت سے متعلقہ تحفظات کو جنم دیا ہے۔ انسانی حقوق کے تناظر میں دیکھا جائے تو ٹریفک کے ڈیٹا کے تحفظ، استعمال اور بالآخر اتلاف کا تعین کیے بغیر اسے ایک برس تک برقرار رکھنا شہریوں کے خانگی حق کی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔ ایسے ضوابط عالمی اصولوں کی مطابقت میں ہونے چاہئیں اور اس ڈیٹا کے استعمال سے متعلقہ حفاظتی طریق ہائے کار واضح طور پر طے شدہ ہونے چاہئیں۔ صنعت نے بھی مجرمانہ ذمہ داری کے اطلاق پر تحفظات کا اظہار کیا ہے اور تجویز پیش کی ہے کہ ایسے معاملات کو پی ٹی اے کے ساتھ لائسنس سے متعلقہ معاہدات کی روشنی میں نمٹا جائے۔

Vii۔ تحقیقاتی افسر کے اختیارات سے متعلقہ دفعہ 32 کو اگر اس قانون کی دیگر دفعات کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ دفعہ تحقیقاتی افسران اور تحقیقاتی ایجنسی کے اختیارات کے ناجائز استعمال کی راہ ہموار کرتی ہے۔ اس پر دفعہ نظر ثانی کی جائے تاکہ شہریوں کو اختیارات کے ناجائز استعمال سے تحفظ فراہم کیا جاسکے۔

Viii۔ سب سے زیادہ مخالفت دفعہ 34 کی کی گئی ہے۔ سول سوسائٹی کے تمام گروہوں نے اس کی مذمت کی ہے۔ دفعہ کی زبان آئین کے آرٹیکل 19 سے نقل کی گئی ہے اور اس کے تحت آئینی دفعات کی تشریح کا اختیارات ایک انتظامی اتھارٹی کو دے کر اسے بغیر کسی نگرانی کے ڈیجیٹل میڈیا پر پابندی لگانے کا اختیار دے دیا گیا ہے۔ اس دفعہ کو مکمل طور پر بل سے نکال دینا چاہیے۔

Ix۔ دفعہ 36 شفاف ٹرائل ایکٹ میں درج نگرانی کے طریق ہائے کار سے متصادم ہے۔ حقیقی وقت کی نگرانی لوگوں کے خانگی حقوق کے لیے شدید نقصان دہ ہے۔ دفعہ میں ان تحفظات کا ازالہ نہیں کیا گیا اور جارحانہ انداز سے شہادت اکٹھا کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ یہ دفعہ غیر پختہ خفیہ معلومات کو شہادت کے طور پر استعمال کرنا جائز قرار دیتی ہے۔ غیر پختہ خفیہ معلومات یا نگرانی سے متعلقہ ڈیٹا کو جرم کی شہادت کے طور پر عدالت میں استعمال نہیں کیا جانا چاہئے اور اس دفعہ کے تحت دیئے گئے اختیارات کو صرف مزید شہادت اکٹھا کرنے کے لیے استعمال کرنا چاہئے۔

رائے اور اظہار کی آزادی کے فروغ اور تحفظ پر اقوام متحدہ کے خصوصی رپورٹیر پی ای سی بی پر پہلے ہی اپنے تحفظ کا اظہار کر چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر "اس مسودہ قانون کو منظور کر لیا جاتا ہے تو اس کا نتیجہ ذرائع ابلاغ سنسرشپ اور ذرائع ابلاغ کی خود ساختہ سنسرشپ کی صورت میں نکلے گا۔ مجوزہ قانون جسے اب سینٹ میں پیش کیا جانا ہے، ایک مکمل طور پر ناقص اقدام ہے اور اس میں کئی ایسی دفعات ہیں جو اتنی جارحانہ ہیں کہ کسی مہذب معاشرے کے قانون میں شامل نہیں ہوسکتیں۔

پی ای سی بی کو قانون بننے سے روکنے کے لیے ایچ آر سی پی کو آپ کی مدد

گار ہے اور کمیشن اس خدشے کا اظہار کرتا ہے کہ اگر اسے اس کی موجودہ حالت میں قانون بننے دیا گیا تو حکام کو سنسرشپ کے لامحدود اختیارات حاصل ہو جائیں گے۔ ایک نئے ذریعہ جو کہ درحقیقت مستقبل کا ذریعہ ہے، یہ شہریوں کے حق معلومات، رائے اور اظہار پر اس قسم کی قدغنیں نہ صرف ہماری موجودہ نسل بلکہ آنے والی نسلوں کو بھی متاثر کریں گی۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ اس انتہائی ناقص پی ای سی بی میں بہتری اور اصلاحات لانے میں ہماری ناکامی ہمارے آنے والی نسلوں کے لیے مشکلات اور چیلنجز کا سبب بن جائے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 26 جولائی، 2016]

حکومت کو تحفظ پاکستان ایکٹ کی توسیع سے گریز کرنا چاہئے: ایچ آر سی پی

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے تحفظ پاکستان ایکٹ (POPA) کی توسیع کے اقدامات پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ مذکورہ ایکٹ 15 جولائی سے قابل اطلاق نہیں رہا۔ کمیشن نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ آئین میں درج بنیادی حقوق کی پامالی کا سبب بننے والے قوانین کی طرف رجوع کرنے سے گریز کرے۔

جمعہ کے روز جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا:

ایچ آر سی پی کو ان اطلاعات پر تشویش لاحق ہے کہ وزارت داخلہ تحفظ پاکستان ایکٹ کی بحالی کے لیے وزیراعظم کو سمری ارسال کر رہی ہے۔ POPA کی بدولت انسانی حقوق کی پامالی سے متعلقہ سول سوسائٹی کے خدشات میں اضافہ ہوا ہے۔ POPA کی بدولت سکیورٹی ایجنسیوں کو یہ اختیار حاصل ہوگیا تھا کہ وہ ملزم کو کسی قسم کے حفاظتی انتظامات کی عدم موجودگی میں طویل عرصہ تک زیر حراست رکھ سکیں جو کہ پریشانی کا بنیادی سبب تھا۔ POPA نے بارثبوت پیش کرنے کی ذمہ داری ملزم پر عائد کردی تھی اور باضابطہ قانونی کارروائی کی پامالی کا سبب تھا بشمول شفاف سماعت کے حق کے جس کی ضمانت بطور بنیادی انسانی حقوق آئین میں بھی دی گئی ہے۔

POPA کی منظوری وقت حکومت نے پارلیمان کو یقین دہانی کروائی تھی کہ اسے صرف دہشت گردوں کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ مگر ایسا نہ ہوسکا اور اسلام آباد کی جھونپڑیوں کے مکین اور اوکاڑہ کے مظاہرین کسان چند ایک ایسی مثالیں ہیں جن میں عام شہریوں کو اس غیر معمولی قانون کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق بعض سیاسی جماعتیں POPA کی توسیع کے متعلق نہایت محتاط ہیں کیونکہ قانون کے تحت قانون نافذ کرنے والے اداروں کو ملنے والے وسیع اختیارات کی بدولت سیاسی کارکنوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ 2014ء میں کئی سیاسی جماعتیں قانون کی استبدادی نوعیت کے بارے میں نہایت فکرمند تھیں مگر انہیں یہ کہہ کر تسلی دی گئی کہ غیر معمولی قانون صرف دو برس کے مختصر عرصے کے لیے ہوگا۔ یہ سوال کرنا بجا ہے کہ اگر حکومت قانون کو توسیع دینے کا ارادہ رکھتی تھی تو پھر دو برس والی شق کیوں شامل کی گئی تھی؟

قانون کے تحت قائم ہونے والی خصوصی عدالتیں زیادہ عرصہ تک غیر فعال رہیں اور دہشت گردی کے ملزمان کا ٹرائل کرنے میں ناکام رہیں۔

ایچ آر سی پی کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ اس استبدادی قانون کو توسیع دینے کا خیال ترک کردے اور اس کی بجائے ایسے اقدامات کرے جو کہ آئین میں درج بنیادی حقوق کی پامالی کا سبب نہ بنیں۔

ہمارا یہ بھی مطالبہ ہے کہ POPA پر غور وفکر بند دروازوں کے پیچھے نہیں ہونا چاہئے اور تمام متعلقہ فریقین کے خدشات پر توجہ دی جائے اور ان کا احاطہ کیا جائے۔

ایچ آر سی پی کا قانون سازوں، خاص طور پر اراکین سینٹ سے بھی مطالبہ ہے کہ وہ قانون اور لوگوں کے حقوق کو تحفظ دینے کا اپنا فریضہ سرانجام دیں۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 22 جولائی، 2016]

مردم شماری کے انعقاد کے حتمی شیڈول کا اعلان کیا جائے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے آج مردم شماری پر ایک قومی مشاورت کا اہتمام کیا۔ شرکاء میں وفاقی حکومت، سیاسی جماعتوں، سول سوسائٹی کی تنظیموں کے نمائندے اور ماہرین تعلیم شامل تھے۔ مقررین اور شرکاء نے ایک شفاف مردم شماری کے لیے درکار طریقہ کار سے متعلق اظہار خیال کیا اور اس بات پر زور دیا کہ جتنا جلد ممکن ہوسکے مردم شماری کا انعقاد کیا جائے۔ ایک جدید ریاست کے لیے مردم شماری ایک بنیادی شرط ہے اور پاکستان جیسے کثیر ثقافتی ملک کے لیے مردم شماری بہت ضروری ہے۔ حکومت سیاسی، سماجی اور معاشی پالیسیوں، وسائل کی تخصیص اور ملک کی آبادی میں ہونے والے ردوبدل کا تعین صرف اس صورت میں کرسکتی ہے جب اسے ملک کی موجودہ آبادی اور گھرانوں کی تعداد کا علم ہو۔

اجلاس کے شرکاء نے مندرجہ ذیل سفارشات پیش کیں:

حکومت کو چاہئے کہ وہ جتنا جلد ممکن ہوسکے مردم شماری کے ایک حتمی شیڈول کا اعلان کرے۔

مردم شماری کے انعقاد میں رکاوٹ بننے والے سیاسی بحران کو اعلیٰ ترین آئینی فورم یعنی مشترکہ مفادات کی کونسل (سی سی آئی) میں حل کیا جائے۔

مردم شماری کے طریقہ کار میں بہتری کے لیے جدید ٹیکنالوجی، طریقہ کار اور دیگر ممالک کے تجربے سے استفادہ کیا جائے۔

مردم شماری کا انعقاد باقاعدگی سے کیا جائے۔

مردم شماری میں سیاست کو ملوث نہ کیا جائے۔

اس بات کو یقینی بنایا جانا چاہئے کہ اندرونی طور پر بے دخل ہونے والے افراد (آئی ڈی پیز) کو مردم شماری کے لیے اختیار کردہ فارم سے خارج نہ کیا جائے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 23 جولائی، 2016]

مقامی حکومتوں سے متعلقہ قانون سازی کے اثرات پر تربیتی ورکشاپ

ایچ آر سی پی نے مقامی حکومتوں کے نظام کا مفصّل جائزہ لینے کے لیے تربیتی ورکشاپ منعقد کی

لاہور 18 جولائی 2016ء

صوبہ پنجاب کے مقامی حکومتوں سے متعلقہ تاریخی پس منظر، قوانین اوران میں کی جانے والی ترامیم اوران کے اثرات اور خامیوں کو تقاضے کے مطابق درست کرنے کے لئے ایچ آر سی پی کی جانب سے ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں دیگر اضلاع سے بھی شرکاء نے شرکت کی۔ ورکشاپ کے کوآرڈینیٹر محبوب احمد نے شرکاء کا تعارف کروایا اور ورکشاپ کی ضرورت اوراہمیت کے بارے میں بتایااور کہا کہ مقامی حکومتوں کے بغیر ملک کی ترقی ممکن نہیں۔

اغراض ومقاصد

آئی اے رحمان

اس ورکشاپ کے شرکاء میں خواتین کی کثیر تعداد دیکھ کر از حد خوشی ہوئی۔خواتین کا کسی پبلک آفس میں منتخب ہوکر آنا بہت خوش آئند بات ہے کیونکہ وہ لوکل گورنمنٹ کے نظام اور وسائل سے اپنے مسائل حل کرنا سیکھیں گی۔مغل دور کے خاتمے پر انگریزوں نے عوام کے فائدے کے لئے میونسپلٹی نظام متعارف کرایا جو اس وقت انگلستان میں رائج تھا۔ان میونسپلٹیوں کے نگران بورڈ انگریز حکومت کے زیر نگر تھے۔تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں چھوٹی میونسپلٹیاں معدوم ہوگئیں مگر بڑی میونسپلٹیاں کسی نہ کسی طور چلتی رہیں۔بھٹو دور میں لوکل گورنمنٹ کا نیا نظام وضع کیا گیا اور لوکل باڈی قوانین کو چھ سال کا تحفظ دیا گیا۔جنرل ضیاء الحق کے دور میں لوکل باڈیز کو انگریز کی طرح کنٹرول کرنے کا انتظام کیا گیا۔اس کے بعد بھی مختلف ادوار میں ان قوانین میں ترامیم کرکے اور اختیارات میں کمی کرکے ان اداروں کو ضعف پہنچایا گیا۔لوکل باڈیز کے فرائض صوبائی حکومتوں نے اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں سرکاری محکموں کا محتاج بنا دیا حالانکہ لوکل باڈی سسٹم کوئی خیراتی نظام نہیں جو صوبائی حکومتوں کا مرہون منت ہو۔اپنے وسائل پیدا کرنے کے لئے محصول چنگیوں کو ضم کرکے مقامی حکومتوں کو حکومتی خیرات کا محتاج بنا دیا گیا۔مقامی سطح کے کام لوکل گورنمنٹ کی ذمہ داری تھے جن کی انجام دہی کے لئے تیسرے درجے پر حکومتیں قائم کرکے لوکل باڈی نظام کو مضبوط کرکے اسے حکومتی نظام کا حصہ بنایا جانا تھا مگر یہ کام مشکل دکھائی دیتا ہے۔

مقامی حکومتوں کے قوانین اوران میں کی جانے والی ترامیم کے اثرات

زاہد اسلام (سہولت کار)

مقامی حکومت کا نام سنتے ہی بہت نچلی سطح کا ادارہ ذہن میں آتا ہے۔ ہر ملک میں لوکل گورنمنٹس موجود ہیں مگر اپنے کام، فرائض اور اختیارات کے مطابق ان میں کچھ فرق پائے جاتے ہیں۔صفائی ستھرائی، سکول کی تعلیم، صحت اور معیاری خوراک کی فراہمی کے مسائل لوکل گورنمنٹ کی سطح پر حل کئے

صفائی ستھرائی، سکول کی تعلیم، صحت اور معیاری خوراک کی فراہمی کے مسائل لوکل گورنمنٹ کی سطح پر حل کئے جانے چاہئیں۔اقتدار اعلیٰ نہ ہونے کے باوجود لوکل گورنمنٹ کا ڈھانچہ موثر ثابت ہوتا ہے۔اس سطح پر لوکل گورنمنٹ ٹیکس لگا سکتی ہے، بیماریوں کی روک تھام کرسکتی ہے۔کیمون نظام میں مکمل اختیارات کے باوجود قباحت یہ تھی کہ ان کا کنٹرول سیاسی پارٹی کی قیادت کے ہاتھ میں تھا۔

جانے چاہئیں۔اقتدار اعلیٰ نہ ہونے کے باوجود لوکل گورنمنٹ کا ڈھانچہ موثر ثابت ہوتا ہے۔اس سطح پر لوکل گورنمنٹ ٹیکس لگا سکتی ہے، بیماریوں کی روک تھام کرسکتی ہے۔کیمون نظام میں مکمل اختیارات کے باوجود قباحت یہ تھی کہ ان کا کنٹرول سیاسی پارٹی کی قیادت کے ہاتھ میں تھا۔پاکستان، انڈیا، سری لنکا اور بنگلہ دیش میں لوکل گورنمنٹ کا ایک ہی ماڈل نافذ ہے۔آئین پاکستان میں صوبائی حکومتیں لوکل باڈی گورنمنٹس قائم کرنے کی پابند ہیں جہاں کسانوں، محنت کشوں، خواتین اور یوتھ کو نمائندگی دی جائے گی اوران کو مالی وسائل استعمال کرنے کا اختیار ہوگا۔پاکستان میں مقامی حکومت کے چار ماڈلز کا تجربہ کیا گیا۔تین فوجی حکومتوں کا دارومدار ہی مقامی حکومتوں پر تھا تاکہ پارلیمنٹ سے بالا بالا کنٹرول حاصل کیا جائے۔معروف سیاسی شخصیات محمد خان جونیجو، یوسف رضا گیلانی اور فخر امام وغیرہ ماضی میں مقامی حکومتوں کا حصہ رہ چکے ہیں۔لارڈ رپن نے کہا تھا کہ مقامی حکومتیں سیاسی شخصیات کی تکمیل میں معاون ثابت ہوں گی اور یہ نرسریاں قومی سطح کے رہنما پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کریں گی۔

مقامی حکومتوں کے ادارے اپنے قیام سے ہمیشہ قائم رہے اگرچہ کئی دفعہ ان پر منتخب ارکان کی بجائے سرکاری اہلکاروں کو فائز کر دیا جاتا ہے۔تحریک انصاف نے عام انتخابات سے قبل مقامی حکومتوں کے مجوزہ نظام کا خاکہ تیار کرکے میڈیا کے سامنے پیش کیا تھا مگر 2013ء کے عام انتخابات میں کامیابی اور خیبر پختونخوا میں حکومت بنانے کے بعد تحریک انصاف نے مجوزہ مقامی حکومتوں کا ڈھانچہ بھلا دیا۔پنجاب اور سندھ میں حالت یہ ہے کہ ایک لاکھ سے زائد کونسلر اور ناظمین حلف اٹھانے کے باوجود اختیارات اور دفاتر سے محروم ہیں۔2016ء میں مقامی حکومتوں کے انتخابات منعقد ہونے کے باوجود پنجاب میں سٹی وڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا متوازی نظام کام کر رہا ہے جو سرکاری ملازمین پر مشتمل ہے۔صفائی اور ویسٹ مینجمنٹ کے کام نجی غیر ملکی فرم کے ملازمین کر رہے ہیں، مذبح خانوں میں گوشت بھی نجی کمپنی فراہم کرے گی۔مقامی حکومتوں کی آمدنی کے بڑے وسیلے محصول چونگی اور ضلع ٹیکس کو ظلم قرار دے کر ختم کرنے کے بعد شہریوں پر جنرل سیلز ٹیکس لگا دیا گیا ہے جو وفاقی حکومت وصول کرتی ہے جس کے حصے بخرے کرنے کے بعد میں صوبوں کو پبلک سروس ڈویلپمنٹ PSD کے نام پر دیئے جاتے ہیں۔اس پبلک سروس ڈویلپمنٹ فنڈ میں سے صوبائی حکومتیں اپنی مرضی سے فنڈ جاری کرتی ہیں۔حکومت کے حامی ممبران کو زیادہ فنڈ دیئے جاتے ہیں جبکہ حزب اختلاف کے ممبران کو معمولی رقومات پر ٹرخا دیا جاتا ہے حالانکہ آئین کے مطابق لوکل گورنمنٹ کے معاملات میں صوبائی حکومتوں کی مداخلت نہیں ہونی چاہیئے۔

مخصوص سیٹوں کے الیکشن نہ ہونے کی وجہ سے مقامی حکومتیں قائم نہ ہوسکیں اور افسر شاہی DCO کی شکل میں مقامی حکومت کے اختیارات استعمال کر رہی ہے۔اٹھارویں آئینی ترمیم کے بعد نومختلف فرائض صوبائی حکومت سے مقامی حکومتوں کو منتقل ہو چکے ہیں جن میں ثالثی کونسل، مسلم فیملی لاء کے تحت نان نفقہ کے مسائل، ماورائے عدالت تصفیہ کے علاوہ اضافی ذمہ داریاں جیسے کھیلوں کے مقابلے، کلچرل شو، سیلاب متاثرین کی بحالی، اشیائے ضروریہ کی کمی کی نشاندہی اور رائے عامہ ہموار کرنا شامل ہیں۔اس کے برعکس مقامی حکومتوں کے اختیارات 73 سے کم ہوکر 36 رہ گئے ہیں۔

مقامی حکومتوں کے نظام کی عصر حاضر میں اہمیت

ڈاکٹر نظام الدین سابقہ وائس چانسلر گجرات یونیورسٹی

دنیا بھر میں مقامی حکومتوں کی اہمیت اور افادیت مسلمہ ہے۔ملک عزیز میں اٹھارویں آئینی ترمیم کی منظوری کے بعد مقامی حکومتیں قائم کئے بغیر جمہوری ڈھانچہ قائم نہیں رہ سکتا حالانکہ لوکل باڈیز کو اپنے وسائل پیدا کرنے کے لئے ٹیکس لگانے کے اختیارات نہیں دیئے گئے۔مقامی حکومتوں کو بہترطور پر چلانے کے لئے نہ صرف تحریک کی ضرورت ہے بلکہ اس کی تعلیمی افادیت کو قبول عام بنانے کے لئے بطور مضمون کالج اور یونیورسٹی سطح پر پڑھانے کی بھی ضرورت ہے۔میڈیا کو بھی اس نظام کی خوبیاں منظر عام پر لانی چاہئیں۔ماضی بعید میں سندھ اور پنجاب میں لالہ موسیٰ کے مقام پر مقامی حکومتوں کی ٹریننگ دینے کے ادارے غیر فعال ہو چکے ہیں جنہیں بحال کرنے کی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں پرائیویٹ یونیوسٹیوں میں مقامی حکومت کے شارٹ کورس متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔

سوال: موجودہ حکومت نے 2002ء میں نافذ کئے جانے والا مقامی حکومتوں کا قانون من وعن 2013ء میں نافذ کردیا ہے۔سابقہ قانون کو سمجھنے میں چار سال لگے تھے۔اب پھر وہی گورکھ دھندہ کیوں؟

جواب: جب ان پڑھ لوگ منتخب ہوکر آئیں گے تو ان پر مرتب کردہ کورس کرنے کی ذمہ داری ڈالنا بڑا بوجھ بن جائے گا۔ پھر یہاں ان کے لئے سرٹیفکیٹ کورس تک نہیں ہیں۔NRB کے مرتب کردہ کورسز سیکریٹریز اور چیف آفیسرز کے لئے ہیں۔تاہم منتخب ہوکر آنے والے عوامی نمائندوں کی ٹریننگ کی افادیت مسلّمہ ہے اس کے لئے تھوڑی سی ایڈووکیسی کی ضرورت ہے۔

سوال: مردم شماری اور حلقہ بندیوں کے بغیر منعقد کرائے جانے والے لوکل باڈی انتخابات کی کیا اہمیت ہوگی؟

جواب: لوکل گورنمنٹ قانون کے ڈرافٹ میں کئی سقم ہیں۔2001 میں نافذ کیا جانے والا ماڈل بہتر تھا مگر صوبائی حکومتیں اس پر راضی نہیں تھیں۔ یہاں تک کہ ضلعی ناظمین کو صوبائی حکومتوں کے خلاف انجمن سازی کرنا پڑی۔موجودہ قانون میں تعلیمی قابلیت کی کوئی حد نہیں۔وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی بالا دستی کے سبب قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کونسلروں کو لفٹ نہیں کراتے نہ سرکاری افسران کوئی بات سنتے ہیں۔پولیس الگ ان سے نالاں ہے۔مقامی حکومت کے ادارے مکمل نہیں کئے جا سکے۔اگر اس نظام کو چلانے کی نیت ٹھیک نہیں اور حکمران مرکزیت چاہتے ہیں تو پھر فاتحہ پڑھ لی جائے۔مناسب ہوگا کہ ترقیاتی کام صوبائی حکومتوں کی بجائے مقامی حکومتوں کی نگرانی میں کرائے جائیں اور مخصوص نشستیں بھی انتخاب کے ذریعے پُر کی جائیں۔

پاکستان کے صوبوں میں قائم ہونے والی مقامی حکومتوں کا اجمالی خاکہ

رضا علی

عدالت عظمیٰ کی مداخلت پر تمام صوبوں میں مقامی حکومتوں کے قیام کے لئے انتخابات ہو چکے ہیں۔لوکل گورنمنٹس بلوچستان، اسلام آباد اور خیبر پختونخوا میں فعال ہو چکی ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں تو الیکشن ہونے کے باوجود مخصوص نشستوں کے چناؤ نہ ہونے کی وجہ سے مقامی حکومتیں قائم نہیں ہوسکیں۔خیبر پختونخوا میں ویلیج کونسلیں اور سٹی کونسلیں

> یہ بات واضح ہے کہ صوبائی حکومتیں کسی مقامی حکومتی ادارے کو نہیں چلنے دینا چاہتیں اور مرکزیت کا عارضہ صرف فوجی آمروں تک محدود نہیں رہا۔اس معاملے میں وفاقی اور صوبائی سول حکومتیں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

کام کر رہی ہیں۔ضلعی مقامات پر ڈسٹرکٹ کونسلیں تفویض کردہ 13 فرائض ادا کرنے میں مصروف عمل ہیں۔صوبہ خیبر پختونخوا میں 33 فیصد ترقیاتی فنڈ مقامی حکومتوں کے ذریعے خرچ کئے جائیں گے جس کے لئے 360 ارب روپے کے فنڈ ٹرانسفر ہو چکے ہیں۔پنجاب اور سندھ کے مقامی حکومتوں کے ڈھانچے ایک دوسرے کی نقل ہیں۔اسلام آباد کی مقامی حکومت فعال ہے مگر عدالتی حکم امتناعی کی وجہ سے یہاں ملازمین دستیاب نہیں ہیں۔یہ بات واضح ہے کہ صوبائی حکومتیں کسی مقامی حکومتی ادارے کو نہیں چلنے دینا چاہتیں اور مرکزیت کا عارضہ صرف فوجی آمروں تک محدود نہیں رہا۔اس معاملے میں وفاقی اور صوبائی سول حکومتیں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔مقامی حکومتوں کے نظام سے سیاست کا عنصر نکالنے کی کوشش کی گئی مگر مرکزیت کا رجحان مقامی حکومتوں کے خلاف مصروف کار رہا اور اختیارات نچلی سطح تک منتقل نہ ہو سکے۔صوبائی حکومتوں نے محاصل اکٹھے کرنے، پیسہ خرچ کرنے اور نئی تقرریاں کرنے کے اختیارات بلا شرکت غیرے اپنے پاس رکھے۔

مقامی حکومتوں کے قانون میں بہتری کیلئے تجاویز

۔تمام ناظمین کو فنڈ استعمال کرنے کا مکمل اختیار ہونا چاہئے (خالد شہزاد)

۔پسماندہ طبقات کو نمائندگی دی جائے، یوتھ کی سطح پر نوجوانوں کو متحرک کیا جائے اور فنڈز کے بے جا استعمال پر قدغن لگائی جائے۔

۔تمام سیٹوں کے انتخابات ایک ہی وقت کرائے جائیں تاکہ بعد میں سودے بازی اور مک مکا کرنے کی گنجائش نہ رہے۔

۔مقامی حکومتوں کے منتخب نمائندوں کی ٹریننگ کرائی جائے اور میڈیا کے ذریعے مقامی حکومتوں کی افادیت پر آگاہی مہم چلائی جائے۔

۔یوتھ ارکان کا انتخاب الیکشن کے ذریعے ہونا چاہئے۔

۔سلیکشن کو ختم کرنے کے لئے تمام سیاسی جماعتوں سے مشاروت کی جائے (نوشین اختر)۔

۔مقامی حکومتوں کے منتخب چیئرمین اپنی بے اختیاری کا رونا روتے ہیں مگر ان کے حصول کے لئے متحد نہیں ہو سکے (راجہ اشرف)۔

۔MNA اور MPA کے رشتہ داروں کو مقامی حکومتوں میں حصہ لینے سے دور رکھا جائے۔

۔مقامی حکومت کے ارکان کے لئے کم از کم تعلیم کی حد مقرر کی جائے (عاصمہ خان)۔

۔MNA اور MPA کے لئے مختص فنڈ لوکل گورنمنٹس کو منتقل کئے جائیں۔

۔میونسپل کورٹس کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ تعلیم، صحت اور ماحولیات کے فیصلے مقامی سطح پر کئے جائیں۔فیصلے کرنے اور ان پر عمل کرنے کی مدت کی حد مقرر کی جائے۔اسی طرح سٹریٹ کرائم کا خاتمہ بھی مقامی سطح پر کیا جا سکتا ہے۔

۔نائب چیئرمین کو عضو معطل نہ بنایا جائے اور اس کے اختیارات کا تعین کیا جائے۔

۔لوکل باڈی قوانین میں بہتری کی یہ تجاویز منتخب صوبائی ارکان اسمبلی کی طرف سے آنی چاہئیں (زاہد اسلام)

۔مقامی حکومت کے امیدواروں کے منشور اور وعدوں کو ان کے کاغذات نامزدگی کا حصہ بنایا جائے۔سیاسی جماعتوں کو اپنے منشور میں مقامی حکومت کی بہتری کو نمایاں کرنے کا وعدہ کرنا چاہئے (زاہد اسلام)

۔ہر سطح پر ارکان بذریعہ الیکشن منتخب ہونے چاہئیں (زاہد اسلام)

۔سیاسی جماعتیں اپنے پارلیمانی بورڈ تشکیل دیں اور امیدواروں کی اہلیت کا تعین کر کے ٹکٹ جاری کریں (زاہد اسلام)

۔آزاد امیدواروں اور بلا مقابلہ منتخب ہونے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کی جائے (زاہد اسلام)

۔2015ء کے لوکل باڈی انتخابات میں مسترد شدہ ووٹوں کی تعداد 175000 بہت زیادہ تھی۔اس کے تدارک کے لئے ووٹروں اور پولنگ ایجنٹوں کی مناسب ٹریننگ کی جائے (زاہداسلام)۔

۔مقامی حکومتوں کے منتخب ارکان کی ٹریننگ کے لئے نصاب مرتب کیا جائے (زاہداسلام)

۔مقامی حکومتوں کو شہریوں کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہنا چاہئے (زاہداسلام)

۔اقلیتوں،خواتین،محنت کشوں،کسانوں کی نشستوں کی تعداد بڑھائی جائے اور انہیں براہ راست الیکشن کے ذریعے منتخب کیا جائے۔

لاہور 19 جولائی 2016ء

شرکاء کا تعارف

محبوب احمد

آپ سب خواتین وحضرات کی تشریف آوری کا بہت شکریہ۔وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ تقریباً تمام شعبوں میں خواتین شامل ہورہی ہیں۔ وہ کون سا کام ہے جو مرد کر سکتے ہیں مگر عورت نہیں کرسکتی۔وہ کون سی ضرورت ہے جو مردوں کی احتیاج ہوسکتی ہے مگر خواتین کی نہیں۔مقامی حکومتوں میں بھی شامل خواتین نے مشکلات کے باوجود مثبت کردار ادا کیا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین اور زیادہ متحرک ہوں اور خود کو بااختیار بنانے کے لئے سیاست اور مقامی حکومتوں کے انتخابات میں بھر پور حصہ لیں۔تقریب میں مقررین کے خطاب سے پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں۔آپ کے پاس حاضری شیٹ آئے گی جس پر آپ اپنے مطلوبہ کوائف بھی درج کریں گے۔

اغراض ومقاصد

آئی اے رحمان

آپ لوکل گورنمنٹ کے معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مقامی حکومتوں میں خواتین کا سٹیک زیادہ ہوتا ہے۔نلکے میں پانی نہیں آرہا،گھر کے باہر کوڑے کے ڈھیر لگ رہے ہیں، بچوں کو سکول لانے لیجانے کیلئے سواری کا انتظام ہے یا نہیں یہ سب سردردی ہم نے خواتین کے ذمے ڈال دی ہوئی ہے۔رہائش اور روزمرہ کی یوٹیلیٹی اشیا کی کمی بیشی کے معاملات کو سلجھانے کا کام عورتوں کو کرنا پڑتا ہے۔معاشرے میں امن وامان کے قائم رکھنے کی صلاحیت بھی خواتین میں مردوں سے زیادہ ہوتی ہے۔خواتین کی لڑائی تلخ کلامی سے آگے نہیں بڑھتی جبکہ مرد حضرات کی لڑائی خونریزی کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔لوکل گورنمنٹ کے بارے خواتین کو آگاہ کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ ایک نرسری کی طرح لوکل گورنمنٹ میں ان کی صلاحیتوں کو جلا ملے گی اور ان کے جوہر کھل کر سامنے آئیں گے۔شروع شروع میں تو مقامی حکومتوں میں مقتدر افراد کی رشتہ دار خواتین آتی رہیں۔مگر پے در پے انتخابات میں سول سوسائٹی کی خواتین امیدواروں کی تعداد بڑھنے لگی۔اس مقصد کے لئے خواتین کو از خود کمر بستہ ہونا پڑے گا کیونکہ مرد حضرات یہ توقع کر لینا عبث ہوگا کہ وہ خواتین کو مقامی حکومتوں میں متحرک ہونے کا موقع دیں گے۔ہرخاتون کا کونسلر بن جانا ضروری نہیں۔آپ صرف نامناسب حالات پر غور کریں،اس کی اصلاح کی تدبیر کریں اور آگے بڑھ کر لوکل گورنمنٹ کی سطح پر ان خرابیوں کو دور کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔لوکل گورنمنٹ کے اختیارات کو مہارت سے استعمال کرنے میں خواتین معاون ثابت ہوسکتی ہیں۔اگر خواتین متحد ہو کر مقامی حکومتوں کے معاملات میں دخیل ہوں تو بہت سے معاملات کے کارگر حل تلاش کئے جاسکتے ہیں۔2010ء کے بعد بچوں کی مفت تعلیم کا حق تسلیم کیا گیا۔بچوں کے اس حق کے حصول کے لئے ان کی ماؤں کا متحد ہو کر احتجاج کرنا ضروری ہے۔مذہبی تفریق کا سلسلہ مقامی سطح تک پہنچ گیا ہے اور مساجد فرقوں کے قبضے میں چلی گئی ہیں اس لئے معاشرے میں اصلاح کے لئے گلی محلے کی سطح پر تفرقہ بازی کے بُرے اثرات سے بچوں اور خواتین کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔ہمارے شہری حقوق بھی ہیں جن کے حصول کے لئے مقامی حکومتوں کے اختیارات کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

عورتوں کے ووٹوں کی تعداد مردوں جتنی ہے تو مقتدر اداروں میں منتخب خواتین کی تعداد 50 فیصد ہونی چاہئے۔پاکستان کی ہرتحریک میں خواتین نے بھر پور حصہ لیا اور ہمارا ایمان ہے کہ تبدیلی ووٹ کی طاقت ہی سے آئے گی۔عورتوں کی شنوائی میں اضافہ کرنے کے لئے غور وخوض اور متحد جدوجہد کی ضرورت ہے۔ان میں سیاسی شعور ہے مگر وہ گھر کے مردوں کی وجہ سے گھر سے باہر نہیں نکل سکتیں۔

حسین نقی

ہر کام شروع کرنے میں کسی کا آگے بڑھ کر سامنے آنا بہت اہم ہوتا ہے۔1980ء کی دہائی کے اختتام تک خال خال خواتین صحافت میں نظر آتی تھیں وہ بھی زیادہ تر لیڈی رپورٹر کے طور پر۔جنگ گروپ نے لاہور سے انگریزی اخبار نکالا تو بطور ایڈیٹر میں نے شرط رکھی کہ سٹاف کی بھرتی ایڈیٹر کرے گا اور سٹاف میں 50 فیصد خواتین رکھی جائیں گی۔گروپ کے موجودہ مالک میر شکیل الرحمان نے اس وقت اعتراض کیا کہ خواتین رات کو ڈیوٹی نہیں کرسکتیں۔میں نے کہا کہ وہ رات کی ڈیوٹی کرسکتی ہیں اگر آپ ان کے لئے سواری اور محافظ کا انتظام کریں جو انہوں نے میرے اصرار پر کردیا۔اس طرح وہ بہت اچھا اخبار ثابت ہوا۔اب یہ عالم ہے کہ صحافت میں ہر سطح پر خواتین اپنے جوہر دکھا رہی ہیں اور کسی ادارے میں خواتین کو کام کرنے میں مشکل پیش نہیں آتی۔ہم سب اپنی خدمات انجام دیتے ہیں مگر سہولیات فراہم کرنے کے ذمہ دار افراد نااہل بھی ہیں اور کرپٹ بھی۔کرپٹ پولیس سے کام کرانا مشکل ہے۔دوسوسال پہلے بھی تھانے میں FIR درج کرانی مشکل تھی آج بھی یہ کام ناممکنات میں شامل ہے۔روزمرہ کے پانی کی سپلائی، صفائی اور سیکیورٹی کے مسائل ہمیشہ سے حل طلب ہی رہے ہیں۔خواتین زیادہ موثر انداز سے ان مسائل کا تدارک کرسکتی ہیں مگر اس کے لئے متحد ہونا ضروری ہے۔لوکل گورنمنٹ کی منتخب خواتین ارکان ہم خیال خواتین کا جتھہ بنا کر متعلقہ دفاتر میں جائیں تو یہ مسائل فی الفور حل ہوسکتے ہیں۔پاکستان میں منتخب ارکان کی بجائے افسر شاہی کی حکمرانی ہے یا عسکری قوتیں اپنے قوانین نافذ کر رہی ہیں،اس طرح ہمارے بجٹ کا زیادہ تر حصہ دفاعی تنظیموں پر خرچ ہوجاتا ہے۔

نازلی جاوید:بدقسمتی سے ہمارے ہاں مذہبی رجحانات زوروں پر ہیں۔ضیاء دور سے عورت کو گھروں میں قید کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔لڑکیاں تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں۔انہیں جاب تلاش کرنے میں دقت ہوتی ہے اور نوکری کرنے میں بھی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جب عورتوں کے ووٹوں کی تعداد مردوں جتنی ہے تو مقتدر اداروں میں منتخب خواتین کی تعداد 50 فیصد ہونی چاہئے۔پاکستان کی ہرتحریک میں خواتین نے بھرپور حصہ لیا اور ہمارا ایمان ہے کہ تبدیلی ووٹ کی طاقت ہی سے آئے گی۔عورتوں کی شنوائی میں اضافہ کرنے کے لئے غور وخوض اور متحد جدوجہد کی ضرورت ہے۔ان میں سیاسی شعور ہے مگر وہ گھر کے مردوں کی وجہ سے گھر سے باہر نہیں نکل سکتیں۔گھروں میں عورتیں ٹی وی ڈرامے دیکھتی ہیں مگر خبروں اور تجزیاتی تبصروں سے گریز کر کے عوام کو درپیش مسائل سے بھی لاتعلق ہوجاتی ہیں۔اسی طرح حکمران اقتدار کے بھوکے ہوتے ہیں اور آپ کے عوامی مسائل سے لاتعلق رہتے ہیں۔وہ آپ کو مسائل حل کرنے کا اختیار دینے میں حائل رہتے ہیں۔تبدیلی کی خواہش خواتین کے ذہنوں میں جاگزیں کرنے کی ضرورت ہے۔ہمیں مددگار بننا ہے کسی سے جنگ نہیں کرنی۔مقامی حکومتوں میں اپنے مسائل حل کرنے کا اختیار حاصل کرنے کے لئے ہمیں متحد ہو کر جدوجہد کرنی ہوگی۔

شمیم ریاض: میں سیاسی ذہن رکھنے والے گھر میں پیدا ہوئی۔ ضیاء دور میں جب میری سہیلی کے بھائی کو کوڑے لگے تو میرے اندر سیاسی شعور نے آنکھ کھولی۔ میدان عمل میں آکر میں نے کونسلر کا الیکشن لڑا، اس طرح لوکل گورنمنٹ کے قوانین میں سقم کے بارے مجھے آگاہی ملی۔ آج جمہوری دور میں لوکل گورنمنٹ اداروں میں خواتین کی سیٹیں کم ہو رہی ہیں اور الیکشن کے بجائے سلیکشن سے منظور نظر افراد کو آگے لایا جا رہا ہے۔ صحت مند معاشرے کی تعمیر کے لئے لوکل گورنمنٹ کی سطح پر خواتین کے ساتھ ساتھ مردوں کی تربیت کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں فرقوں اور مذاہب میں بٹنے کی بجائے معاشرتی تبدیلی کے لئے متحد ہونے کی ضرورت ہے۔ میری خواہش ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے مسائل پر بات چیت کرنے کے لئے خواتین کو ٹی وی پروگراموں میں بلایا جائے۔

رفعت مسعود: تبدیلی کیا ہے اور عورتیں سیاست میں کیوں نہ ہوں؟ بھٹو دور میں چھوٹی عمر میں ہم پٹی لگا کر سکول جاتے تھے اور ضیاء دور میں چھوٹی لڑکیوں کے لئے بھی چادر اوڑھ کر جانا ضروری قرار دیا گیا۔ تبدیلی لانے کے لئے عورتوں کو ان کے سماجی اور سیاسی حقوق سے روشناس کرانا ہوگا۔ لوکل گورنمنٹ کا مطلب ہے انفرادیت سے اجتماعیت میں داخل ہونا۔ مگر ہمارے ہاں مقامی حکومتوں کے معاملات کو نجی انصرام میں دے دیا گیا ہے۔ ان کی آمدنی کے وسائل ختم کر کے انہیں صوبائی حکومتوں کا باجگذار بنا دیا گیا ہے۔ وقت کی سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ خواتین کو ان کے سماجی اور سیاسی حقوق سے آگاہ کیا جائے۔

صباء عارف: جب کوئی عورت اپنے حقوق کے حصول کے لئے دوسری خواتین کے ساتھ متحد ہو کر باہر نکلے گی تب ہی اس سے اپنے حقوق حاصل کرنے میں کامیابی حاصل ہوگی۔ احتجاج سے پہلے اپنے حقوق سے آگاہی حاصل کرنا اور متحد ہونا بہت ضروری ہے۔

عاصمہ خان ایڈووکیٹ: عورت کے لئے تعلیم کا حصول سب سے اہم ہے کیوں کہ اس کے لئے گھر سے مدد بہت مشکل سے ملتی ہے۔ جو خواتین تعلیم حاصل کر لیتی ہیں وہ اپنے شعبے میں مہارت حاصل نہیں کرتیں جس سے ان کی تعلیم ادھوری رہ جاتی ہے۔ ثقافتی طور پر عورت کو پراپرٹی سمجھا جاتا ہے۔ اسمبلیوں میں عورتوں کو ان کی آبادی کے مطابق سیٹیں ملنی چاہئیں۔ ثقافتی تبدیلی کیلئے ورکنگ وومن کو ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کی جائے۔

ثروت ایڈووکیٹ راجن پور: میرے گاؤں رسول پور میں 100 فیصد شرح خواندگی ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین متحد ہو کر معاشرے میں صحت مند تبدیلی لاسکتی ہیں۔ ہر ماں اپنی بیٹی کو معاشرے میں تبدیلی کے لئے تیار کرے اور مسائل کو حل کرنے کے لئے ہر جگہ خود کو فعال رکھے۔

حنا نورین سیالکوٹ: بہت سے معاملات چل رہے ہوتے ہیں جن میں خواتین کی جدوجہد واضح نظر آتی ہے۔ کمیونٹی ٹریننگ کے دوران پتہ چلتا ہے کہ بہت سی پڑھی لکھی خواتین کو بھی اپنے حقوق کا پتہ نہیں ہوتا انہیں کم از کم اپنے بنیادی حقوق کا تو علم ہونا چاہئے۔ خواتین کو گھر سے باہر نکلنے میں دقت ہوتی ہے اور خواتین کی Skill ٹریننگ میں گھر کے مرد افراد آڑے آتے ہیں۔ چھوٹی عمر میں بچیوں کی شادی بھی ایک مسئلہ ہے اس لئے اٹھارہ سال سے کم عمر کی بچی کی شادی کی ممانعت ہونی چاہئے۔

سیموئل قصور: عورتوں کو گھر میں اہمیت نہیں دی جاتی اور ان کے مسائل کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ قصور کے ایک گاؤں بہادر پور میں خواتین کو پنچائتی فیصلے کے ذریعے عام انتخابات میں ووٹ ڈالنے سے منع کر دیا گیا مگر بعد میں اپنے مفاد کے لئے ناظم کے الیکشن میں ووٹ ڈالنے کی اجازت دے دی گئی۔

رفعت داروغہ والا: خواتین پر تشدد کے خاتمے کا قانون متنازعہ بنا دیا گیا ہے مگر اس کے تدارک کے لئے ابھی تک کوئی ادارہ قائم نہیں کیا گیا۔ عورتوں کا عدالتوں تک پہنچنا مشکل ہے۔ مجھے بڑی مشکل سے عدالتی احاطہ میں خواتین کو مفت قانونی امداد کی فراہمی کے لئے دفتر بنانے کی اجازت ملی۔ کچھ خواتین سوتیلی بیٹیوں کی غلط اور نشئی قسم کے مردوں سے شادی کر دیتی ہیں اور وہ بدبخت خاوند حیادار بیویوں کی ویڈیو بنا کر بچیوں اور ان کے والدین کو بلیک میل کرتے ہیں۔ بچیوں سے وراثت میں ملنے والا حق بھی چھین لیا جاتا ہے۔

سمیع الحق اعوان خوشاب: میرے گاؤں میں خواتین میں ووٹ ڈالنے کا رجحان نہیں پایا جاتا اور خوشاب کے بعض دیہات میں خواتین کے ووٹ ڈالنے پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔ 2002ء میں ایک خاتون امیدوار نے کاغذات نامزدگی جمع کرائے اور وہ خاتون سمیرا ملک آج ہر حلقے میں ایک رول ماڈل کے طور پر پہچانی جاتی ہے۔

زیب نواز سرگودھا: سکولوں میں انسانی حقوق کی تعلیم دینا ضرورت ہے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ خواتین مردوں کے مقابلے میں زیادہ مستعد ثابت ہوتی ہیں۔ سرگودھا یونیورسٹی میں طالبات کی تعداد طلبہ سے زیادہ ہے۔ بہت سی بچیوں کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ گھر سے باہر نکل کر تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے گھر والوں کو قائل نہیں کر سکتیں۔

خالد شہزاد: گذشتہ لوکل گورنمنٹ انتخابات میں ایک اقلیتی مذہب سے تعلق رکھنے والی امیدوار چاندنی کو اپنی کمیونٹی سے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ سول سوسائٹی کی بھرپور سپورٹ سے کامیاب ہونے والی چاندنی اپنی محنت اور سماجی خدمات کی وجہ سے آج ہر حلقے میں ہر دل عزیز ہو چکی ہے۔ لوکل گورنمنٹ میں خواتین کی نشستوں میں سو فیصد اضافہ ہونا چاہئے۔

نورین ایوب بھٹی سرگودھا: گھر گرہستی کرنے والی خواتین دفتروں میں کام کرنے والے مردوں سے زیادہ کام کرتی ہیں۔ غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کے پے در پے واقعات سے خواتین کے مسائل بہت بڑھ گئے ہیں۔ اچھے کام کرنے کے لئے بھی خواتین کو گھر والوں کی سپورٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔

فوزیہ یاسمین: خواتین کو اپنے معاملات کے سدھار کے لئے آگاہی حاصل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ بالخصوص نوجوان خواتین کو آگاہی فراہم کرنا بہت ضروری ہے۔ لوکل باڈی انتخابات میں حصہ لینے کے لئے بھی آگاہی بہت ضروری ہے۔

سمیرا لیاقت: مجھ جیسی گھریلو خاتون کو مقامی حکومت میں حادثاتی طور پر آنا پڑا۔ ووٹ کے حصول کے لئے گھر گھر جا کر خواتین سے ملنا ایک انوکھا تجربہ تھا۔ اس کے لئے اپنی قابلیت کا بھرپور اظہار کرنے کا موقع ملا۔ ایک ماں اپنے بچے کی سوچ مثبت طریقے سے بدل سکتی ہے کیونکہ اس نے صرف گھر ہی نہیں سنبھالنا ہوتا بلکہ پورا معاشرہ سنبھالنا ہوتا ہے۔

سحرش: گھر سے باہر خواتین کو ہراساں کیا جاتا ہے جس کو قانوناً جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کے بارے یوتھ کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔

قمر رانی: خواتین کو اپنی سواری چلانے کی اجازت ہونی چاہئے۔ کچھ علاقوں میں خواتین کے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی ہے۔ HRCP کو ان علاقوں میں جا کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

ناظمہ فیصل آباد: غیرت کے نام پر خواتین کو محبوس کر دیا جاتا ہے۔ الیکشن کے دوران خواتین کے پولنگ اسٹیشنوں پر مرد حضرات بلا روک ٹوک پھرتے ہیں جس کی وجہ سے خواتین کے ووٹوں کا ٹرن آؤٹ کم رہا۔

ثریا پروین خانیوال: تعلیم سے نابلد خواتین زندگی میں پیچھے رہ جاتی ہیں۔ تعلیم کی سہولیات میں اضافے سے معاشرے میں بہتر تبدیلیوں کی امید کی جاسکتی ہے۔

فوزیہ یاسمین: لوکل گورنمنٹ کے انتخابات میں اپنی کامیابی کے بعد میں نے لوگوں کو علاقے میں سہولیات فراہم کیں اور عوام کی بے لوث خدمت کر کے دلی خوشی ہوئی۔

اوکاڑہ میں کیا ہوا؟

ناصر جمال

اوکاڑہ میں کلیانہ ملٹری اسٹیٹ بہت سے دیہات پر مشتمل ہے جن میں چک 28/2R نامی گاؤں بھی شامل ہے۔ یہاں سرسبز کھیتوں کے درمیان ایک خستہ حال عمارت کھڑی ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں اوکاڑہ پولیس نے 13 جولائی کی صبح ایک مقابلے میں 6 دہشت گردوں کو ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

مقامی دیہاتیوں کا کہنا ہے کہ رات گئے ٹرکوں اور جیپوں میں پولیس کی بھاری نفری یہاں آئی تھی۔ آوازیں سن کر یہ لوگ نیند سے جاگ گئے مگر کسی کو گھر سے باہر آ کر حالات کا جائزہ لینے کی ہمت نہ ہوئی۔ صبح ہونے پر انہیں یہاں پولیس کی کارروائی کے بارے میں پتا چلا۔ اس وقت تک مارے جانے والے مبینہ دہشت گردوں کی لاشیں وہاں سے لے جائی جا چکی تھیں۔

مقامی رہائشی دلشاد علی کے مطابق رات کے پچھلے پہر ہم نے پولیس کی گاڑیوں کی آوازیں سنیں جو تیزی سے اس گھر کی جانب جا رہی تھیں۔ یہ مکان فقیر حسین نامی ریٹائرڈ میجر کی ملکیت ہے۔ دوسری فوجی افسروں کی طرح اسے بھی کلیانہ اسٹیٹ میں 25 سال پہلے الاٹ ہوئی تھی۔ تاہم یہ جگہ انجمن مزارعین پنجاب کے دو رہنماؤں سلیم جھکڑ (جو ڈیڑھ سال سے جیل میں ہیں) اور اس کے بھائی نعیم کے زیر استعمال تھی۔

2009 میں فقیر حسین کے ساتھیوں نے زمین کے ٹھیکے کے تنازعے پر احتجاج کرنے والے تین مزارعوں کو مبینہ طور پر فائرنگ کر کے قتل کر دیا تھا۔ اس واقعے کے بعد فقیر حسین کبھی گاؤں واپس نہ آ سکا۔ ان کا کہنا ہے کہ ''آٹھ سال پہلے سلیم کی قیادت میں مزارعوں نے اس کی تمام زمین پر قبضہ جما لیا۔ اس نے اپنا حق واپس لینے کے لیے ہر ممکن طریقہ آزمایا مگر نہ تو فوج اور نہ ہی صوبائی حکومت نے کوئی مدد کی۔ فقیر حسین کے مطابق اس نے 10 سال کڑی محنت کے بعد یہ زمین قابل کاشت بنائی تھی۔ پولیس بھی مزارعوں کی طرف دار ہے اور عدالتوں میں بھی اس کی شنوائی نہیں ہوئی۔ پولیس کہتی ہے کہ نعیم نے مشتبہ افراد کو اس گھر میں پناہ دے رکھی تھی۔ اوکاڑہ پولیس کے ایک سینئر افسر نے بتایا کہ چھاپے سے پہلے نعیم فرار ہو گیا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکومت نے اس کی گرفتاری میں مدد دینے والے کے لیے 10 لاکھ روپے انعام کا اعلان کیا ہے۔ دوسری جانب انجمن مزارعین کے کارکن غلام مرتضیٰ کا کہنا ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ انجمن کے رہنماؤں کے اہلخانہ کہاں ہیں۔ صرف پولیس ہی بتا سکتی ہے کہ آیا وہ روپوش ہیں یا انہیں حراست میں رکھا گیا ہے۔

انجمن مزارعین کے رہنما کے گھر 50 سے زیادہ پولیس اہلکار موجود تھے۔ جب صحافیوں نے ان اہلکاروں سے اس گھر کے مکینوں کی بابت پوچھا تو ان کے انچارج کو یہ بات پسند نہ آئی۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ لوگ پولیس مقابلے کے بعد صبح یہاں آئے تھے اور وہ اس گھر کے مکینوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ان کا کہنا تھا کہ ''وہ ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ اگر مزید معلومات درکار ہیں تو اعلیٰ افسروں سے بات کی جائے''۔

دوسرے دیہاتیوں کی طرح مرتضیٰ نے بھی پولیس کی آمد سے قبل یہاں مشتبہ افراد کی موجودگی کا امکان رد کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ انجمن مزارعین کے رہنما اور عام مزارعوں کا مذہبی شدت پسندوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ مرتضیٰ کے مطابق اوکاڑہ میں نعیم اور انجمن مزارعین کے دوسرے رہنماؤں کی تلاش کے لیے چھاپوں اور تشدد سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ان کوششوں کا مقصد مالکانہ حقوق کی تحریک کو زک پہنچانا اور مزارعوں کو اس زمین سے بے دخل کرنا ہے جسے وہ چار نسلوں سے کاشت کرتے چلتے آ رہے ہیں۔ مرتضیٰ نے بتایا کہ پولیس مزارعین اور ان کے رہنماؤں کو دہشت گرد قرار دلوانا چاہتی ہے مگر یہ لوگ دہشت گرد ہیں اور نہ ہی ملک دشمن مبینہ پولیس مقابلے کے مقام پر ایسا کوئی ثبوت نہیں ملا ہے جس سے پولیس کے اس دعوے کی تصدیق ہوتی ہو کہ یہاں دہشت گردوں اور پولیس میں بھرپور فائرنگ کا تبادلہ ہوا تھا۔

> دوسرے دیہاتیوں کی طرح مرتضیٰ نے بھی پولیس کی آمد سے قبل یہاں مشتبہ افراد کی موجودگی کا امکان رد کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ انجمن مزارعین کے رہنما اور عام مزارعوں کا مذہبی شدت پسندوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ مرتضیٰ کے مطابق اوکاڑہ میں نعیم اور انجمن مزارعین کے دوسرے رہنماؤں کی تلاش کے لیے چھاپوں اور تشدد سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔
>
> ان کوششوں کا مقصد مالکانہ حقوق کی تحریک کو زک پہنچانا اور مزارعوں کو اس زمین سے بے دخل کرنا ہے جسے وہ چار نسلوں سے کاشت کرتے چلتے آ رہے ہیں۔

گھر کے برآمدے میں خون کے چند بڑے بڑے دھبے دکھائی دیتے ہیں جبکہ کمرے میں بستر کی چادر پر بھی ایسے ہی نشان موجود ہیں۔ مگر گھر کی بیرونی دیواروں پر گولیوں کا بھی کوئی نشان نہیں پایا گیا۔ کمرہ تقریباً خالی تھا اور یوں دکھائی دیتا تھا جیسے یہ کافی دیر سے بے آباد ہو۔ ایک خبر ایجنسی کے مطابق لال مسجد کی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ اس مقابلے میں ہلاک ہونے والے چھ میں سے دو افراد جامعہ حفصہ کے ملازم تھے اور کئی ماہ سے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی تحویل میں تھے۔

اس بات سے اہل دیہہ کے اس دعوے کو تقویت ملتی ہے کہ ان افراد کو دراصل پولیس کی حراست میں ہی ہلاک کیا گیا تھا۔ تاہم پولیس کا کہنا ہے کہ اسے ان لوگوں کی یہاں موجودگی کی اطلاع آئی ایس آئی نے دی تھی۔ پولیس کے ایک سینئر افسر نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ اس کارروائی میں محکمہ انسداد دہشت گردی، مقامی پولیس اور آئی ایس آئی کے حکام نے حصہ لیا تھا۔

اوکاڑہ ملٹری فارمز کے مزارعین نے مالکانہ حقوق کی جدوجہد قریباً 15 سال پہلے شروع کی تھی۔ عوامی ورکرز پارٹی کے رہنما فاروق طارق اس وقت سے ان مزارعین کے ساتھ مل کر جدوجہد کرتے چلے آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ پہلے سے طے شدہ منصوبہ تھا جس کا مقصد مزارعوں کو کلیانہ اسٹیٹ کے الاٹیوں سے انہی کی شرائط پر معاہدے کے لیے مجبور کرنا ہے۔ فاروق طارق کے مطابق اس کارروائی کی منصوبہ بندی ملٹری فارم کی انتظامیہ نے کی تھی۔ کلیانہ اسٹیٹ کے اس گاؤں میں کارروائی کے بعد پولیس اور فوجی اہلکاروں نے چک 4/4L میں انجمن مزارعین کے رہنما مہر عبدالستار کے گھر پر چھاپہ مارا۔ عبدالستار اپریل سے زیر حراست ہیں جب انہوں نے یہاں کسانوں کا کنونشن منعقد کرانے کی کوشش کی تھی۔ فاروق طارق کہتے ہیں جب پولیس عبدالستار کو گرفتار کرنے ان کے گھر آئی تو اسے وہاں کچھ نہ ملا مگر کلیانہ میں اس نام نہاد مقابلے کے بعد پولیس نے عبدالستار کی رہائش گاہ سے ہتھیار اور بھارتی کرنسی برآمد کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ ایسی من گھڑت بات ہے جس پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔ عوامی ورکرز پارٹی کے رہنما کا کہنا تھا کہ اگر حکام یہ سمجھتے ہیں کہ وہ مزارعین کے رہنماؤں کو بھارتی ایجنٹ قرار دینے یا جابرانہ ہتھکنڈوں کے ذریعے ان کے خلاف جھوٹے کیس بنا کر انہیں خوفزدہ کر دیں گے تو یہ ان کی بھول ہے

(ترجمہ محمد فیصل، بشکریہ سجاگ)

ایدھی کے مشن کو درپیش خطرات

آئی۔اے۔رحمٰن

"ہمارے ملک کے حکمران اور مولوی حضرات صدقات اور خیرات کے ذریعے جمع ہونے والی رقم جس شرمناک طریقے سے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں، اس سے بھکاریوں کی قوم وجود میں آ رہی ہے اور میں نے موجودہ نظام کو تبدیل کرنے کا عزم کر لیا ہے۔" عبدالستار ایدھی

مولانا عبدالستار ایدھی کی وفات کے بعد دو ہفتوں سے بھی کم عرصے میں ان کا مشن دوستوں اور دشمنوں دونوں کی طرف سے ملنے والی دھمکیوں کی زد میں آ چکا ہے۔ یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ دنیا بھر میں عبدالستار ایدھی کے مشن کو مصیبت زدہ انسانوں کا ساتھی سمجھا جاتا ہے۔ ایدھی کی وفات کے بعد رجعت پسندوں نے اپنے خنجر صیقل کرنے اور ان کو لہرانے میں زیادہ وقت نہیں لیا۔ ایک اطلاع کے مطابق ایک مذہبی رہنما نے اس بنا پر ایدھی کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا تھا کہ مرحوم مسلم برادری کا حصہ نہیں رہے تھے۔ ایک اور عالم دین نے ان کی یہ کہہ کر لعنت ملامت کی کہ ایدھی نے اپنے تمام مراکز پر ناجائز بچوں کے لئے پالنے لگا دیئے تھے۔ آخری کیل ایک "ممتاز مذہبی شخصیت" نے یہ کہہ کر ٹھونکی کہ ایدھی نے اپنی موت کے بعد آنکھوں کا عطیہ دینے کا جو فیصلہ کیا تھا، وہ اسلامی احکامات کے خلاف تھا اس لیے کہ کسی ایسے انسان کو بینا بنانے کے لیے اپنی آنکھوں کا عطیہ دینا اس لیے خلاف اسلام ہے کہ خدا نے اس کو نابینا بنایا اور اس کو بینا بنانا خدائی مرضی ومنشاء کے خلاف اقدام ہے اور یہ اقدام خدا کے کاموں میں مداخلت ہے۔

پہلے دو اعتراضات کو با آسانی رد کیا جا سکتا ہے، ان کو نمٹایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ایدھی کے ان پیشہ ور مذہبی رہنماؤں کے ساتھ تعلقات خوشگوار نہیں تھے تاہم اس بات کی تصدیق کہیں سے نہیں ہوگی کہ مولانا ایدھی نے اپنا عقیدہ ترک کر دیا تھا۔ علماء کو اس قسم کے بے جا فتوے جاری کرنے سے پہلے دو بار سوچنا چاہئے کہ عقیدے پر سچائی کے ساتھ کون عمل پیرا ہے اور کون عقیدے کو محض اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتا ہے۔ جہاں تک پالنے رکھنے کا تعلق ہے تو یہ اقدام تو لائق تحسین ہے کہ ایدھی صاحب نے سماجی اصلاح کا آغاز اس سکیم سے کیا اور اس اہم کام کی تقلید کافی مشکل کام ہے۔ ایک طرف علماء اس بنا پر اسقاط حمل کی مخالفت کرتے ہیں کہ اس طرح ایک زندگی کو دنیا میں آنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جاتا ہے لیکن کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو پھر یہ علماء اس کو قتل کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ حالانکہ اس میں پیدا ہونے والے (ناجائز) بچے کی کوئی غلطی نہیں ہوتی۔ مزید برآں اس جھولا سکیم نے ان غریب والدین کو بھی تو سہارا دیا ہے جو بچوں کی پرورش کرنے کے قابل نہیں۔ یا پھر یہ بچے بیمار پیدا ہوتے ہیں اور انہیں دوائیوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ غریب والدین بچوں کا علاج نہیں کروا سکتے۔ اس لیے کہ ادویات انتہائی مہنگی ہیں جو عام لوگوں کی رسائی میں نہیں رہیں۔ مزید برآں ایسے بچوں کو بھی لوگ ان جھولوں میں چھوڑ جاتے ہیں جن کے اعضاء ٹیڑھے ہوتے ہیں اور والدین ان کا علاج نہیں کروا پاتے۔

ایدھی پر حملے کی ایک تیسری صورت بھی ہے جس سے شاید ایک ایسا تنازعہ شروع ہو سکتا ہے جس سے علماء کو دور رہنا چاہئے۔ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے، یہاں تک کہ جو پتہ بھی ہلتا ہے، اس میں اللہ کی رضا شامل ہوتی ہے اس لیے کہ اللہ کی رضا کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص اپنی بینائی کھو بیٹھتا ہے تو خدا کی مرضی سے ہی ایسا ہوتا ہے اور اگر کسی کی بینائی واپس آ جاتی ہے تو یہ عمل بھی اللہ ہی کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اعضاء کی ٹرانسپلانٹیشن مذہباً ممنوع ہے۔ اگر مذہبی احکامات کی اس صورت کو مان لیا جائے تو پھر ہمیں تمام ہسپتالوں اور صحت کے مراکز کو ڈھانا پڑے گا اس لیے کہ پھر لوگوں کا علاج تو مذہبی طور پر کیا ہی نہیں جا سکتا اس لیے کہ انسان اللہ کی مرضی سے بیمار ہوتا ہے اور اگر اس کا علاج کیا جائے تو یہ پھر اللہ کے کاموں میں مداخلت ہوگی۔

ہمارے علماء کو بار بار 2009ء کے وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کی یاد دہانی کرائی جاتی رہی ہے جس میں کہا گیا تھا کہ اسلام میں

چنانچہ اگر حکومت ایدھی کے مشن کو عزت دینا چاہتی ہے تو اس کو سماجی شعبہ میں اپنی سرمایہ کاری میں بہت زیادہ اضافہ کرنا چاہئے۔ حکومت نہ صرف یہ کہ ایدھی فاؤنڈیشن اور اس قسم کے سول سوسائٹی کے اداروں کی مدد کرے بلکہ سماجی بہبود کے شعبہ میں سرکاری اور غیر سرکاری شراکت کو مزید بڑھائے، اس تصور کو تقویت مہیا کرے۔ خاص طور پر صحت، تعلیم اور خواتین ورکرز کو بااختیار بنانے پر توجہ دے۔ ایدھی کے مشن کا احترام تبھی ممکن ہے جب عقیدے، صنف یا سماجی حیثیت کی بنیاد پر ہر قسم کے امتیاز کا خاتمہ کر دیا جائے۔

اعضاء کی ٹرانسپلانٹیشن عطیہ کرنے والے کی مرضی اور خواہش کی روشنی میں تو قابل قبول ہے لیکن انسانی اعضا کی خرید وفروخت اسلام میں جائز نہیں۔ عدالت کا فیصلہ او آئی سی، شریعت اکیڈمی، الازہر یونیورسٹی، سعودی عرب کی گرینڈ علماء کونسل اور ایران کی مذہبی اتھارٹی کی آرا کی بنیاد پر دیا گیا تھا۔ تمام نیک خواہ لوگ علماء سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان کے عقیدے کو تضادات کا شکار نہ بنائیں اور اس فیصلے پر عمل کریں جو ایدھی خاندان کے تمام ارکان نے متفقہ طور پر کیا تھا۔ اور وہ فیصلہ اپنے اعضاء دوسروں کو بطور عطیہ دینا ہے۔

تصویر کے دوسرے رخ کو دیکھیں تو لگتا ہے کہ ایدھی کے دوست یہ عزم کر چکے ہیں کہ وہ مریضوں اور ضرورت مندوں کے پشت پناہ کی پرستش کرتے رہیں گے لیکن وہ اس مشن کو نظر انداز کر رہے ہیں جس کو ایدھی صاحب نے ہمیشہ عزیز از جان جانا۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان ایک سکہ جبکہ محکمہ ڈاکخانہ ان کے نام کی ایک ٹکٹ جاری کرنا چاہتے ہیں اس کا مقصد ان کو ان کی انسانی خدمت کے کام پر خراج تحسین پیش کرنا ہے۔ اب سڑکوں اور اداروں کے نام ان کے نام پر رکھے جائیں گے۔ کوششیں کی جا رہی ہیں کہ ایدھی کو قومی اعزازات دیئے جائیں اور بین الاقوامی سطح پر ان کی پہچان ان کی انسانی خدمت کے حوالے سے کرائی جائے۔ لیکن یہ وہ نہیں ہے جو ایدھی چاہتے تھے۔ کئی مواقع پر انہوں نے واضح کیا تھا کہ وہ محض اپنی خدمت کے عمل کو جاری رکھنے کے لئے مدد چاہتے ہیں اور انہیں کوئی دنیاوی انعام واکرام نہیں چاہئے۔ بہرحال مرحوم ہو جانے والے اس عظیم انسان کے لیے عام لوگوں کی طرف سے محبت کا اظہار ہوتا رہے گا اور امید کی جاتی ہے کہ اس سے پاکستان کے شہریوں کو یہ احساس رہے گا کہ انہیں ایدھی کے کام کی نہ صرف حمایت جاری رکھنی ہے بلکہ اس کو آگے بڑھانا ہے۔

ہمارے ہاں خیرات کے جو طریقے رائج ہیں، ایدھی صاحب نے ان سے کہیں بہتر طریقے اختیار کئے تھے۔ ان کو روائتی طریقے پسند نہیں تھے اس کے علاوہ ان کی نظریں بہت بلندی پر ٹکی ہوئی تھیں۔ ان کا ہدف، عوامی معاملات کو ایک ایسے نظم وضبط میں لانا تھا جس میں امیر مزید امیر نہ ہو اور غریب مزید غریب نہ ہو۔ وہ یہ نہیں دیکھ سکتے تھے کہ لوگ بے وسیلہ رہیں اور اسی کیفیت میں مر جائیں۔ وہ لوگوں کو بھوکا اور بیمار مرتے نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے بار بار اعلان کیا کہ انہوں نے سماجی تبدیلی اور صحیح معنوں میں ایک فلاحی ریاست کے قیام کے لئے تحریک کا آغاز کیا تھا۔ وہ ہمیشہ ایک ایسی اسلامی فلاحی ریاست کا حوالہ دیا کرتے تھے جس میں برابری ہو، انصاف ہو، لوگوں کو ان کی بنیادی ضرورتیں میسر ہوں۔ فلاحی ریاست کی بات تو ہمارے سیاستدان بھی کرتے ہیں لیکن ایدھی صاحب جانتے تھے کہ اسلامی فلاحی ریاست کیسی ہوتی ہے جبکہ ہمارے سیاستدان اس کا ذکر تو کرتے ہیں لیکن اس کے خدوخال کو نہیں جانتے۔ وہ جن جن حکومتی رہنماؤں اور حکومت کے دوسرے نمائندوں سے ملے، ان سے ایدھی صاحب نے صرف ایک ہی درخواست کی کہ گورننس کے نظام کو تبدیل کیا جائے اور اس کو عوام دوست بنایا جائے۔

ایدھی صاحب کی زندگی کا سب سے اہم اور ناقابل فراموش روپ یہ تھا کہ آفت اور طوفان سے ہونے والے تباہی کے دوران عوام کی خدمت کی جائے اور انہوں نے اپنے عمل سے مثالیں قائم کر دیں۔ لوگوں کو کیسے بحال کیا جا سکتا ہے اور لوگوں کو طبی سہولتیں کیسے فراہم کی جا سکتی ہیں، انہوں نے اس کا اپنے عمل کے ذریعے ایک پورا نظام ہم کو دیا ہے۔

چنانچہ اگر حکومت ایدھی کے مشن کو عزت دینا چاہتی ہے تو اس کو سماجی شعبہ میں اپنی سرمایہ کاری میں بہت زیادہ اضافہ کرنا چاہئے۔ حکومت نہ صرف یہ کہ ایدھی فاؤنڈیشن اور اس قسم کے سول سوسائٹی کے اداروں کی مدد کرے بلکہ سماجی بہبود کے شعبہ میں سرکاری اور غیر سرکاری شراکت کو مزید بڑھائے، اس تصور کو تقویت مہیا کرے۔ خاص طور پر صحت، تعلیم اور خواتین ورکرز کو بااختیار بنانے پر توجہ دے۔ ایدھی کے مشن کا احترام تبھی ممکن ہے جب عقیدے، صنف یا سماجی حیثیت کی بنیاد پر ہر قسم کے امتیاز کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ریاست کا ہدف یہ ہونا چاہئے کہ رسمی اور غیر رسمی دونوں شعبوں میں کسانوں اور مزدوروں کو سوشل سکیورٹی مہیا کی جائے اور عام شہریوں کو یہ ضمانت دی جائے کہ آئین کے آرٹیکل 38 میں کئے گئے تمام وعدے پورے کئے جائیں گے۔ ایدھی کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عدم مساوات کی اذیت کے خلاف لڑا جائے جس نے پاکستان کو پسماندگی، عدم برداشت اور ذلت کی دلدل میں دھکیل رکھا ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

بلوچوں کی پریشانیوں پر نظرثانی

آئی۔اے۔رحمٰن

بلوچستان کے وزیراعلیٰ نے اپنی حکومت کی طرف سے اس عزم کا اظہار کرکے کہ صوبے کے مچھیروں کے حقوق کا ہر ممکن طریقے سے تحفظ کیا جائے گا، واضح کردیا ہے کہ حکومت اس مسئلے کا فوری حل چاہتی ہے اس لئے کہ اس معاملے پر بلوچستان کے تمام عوام متحد اور متفق ہیں۔ وزیراعلیٰ ثناءاللہ زہری مچھیروں کے اس تکلیف دہ مسئلہ کی طرف اس لیے توجہ دینے پر مجبور ہوئے کہ انہیں علم ہوا کہ مچھلیاں پکڑنے والے غیر ملکی ٹرالر ایک بار پھر ہمارے سمندری علاقوں میں آ گئے ہیں جو پہلے بھی ہمارے سمندری علاقوں میں آبی حیات کے تقریباً خاتمے کا سبب رہ چکے تھے۔ بلوچستان کی حکومت شاید اس لیے بھی زیادہ پریشان ہے کہ وفاقی حکومت ایک ایسی نئی پالیسی تیار کررہی ہے جس کے تحت ملک کی سمندری حدود (200 ناٹیکل میل) کے اندر گہرے پانیوں میں غیر ملکی ٹرالروں کو ماہی گیری کی اجازت دے دی جائے گی جس کے منفی اثرات مرتب ہوں گے اور بلوچستان کے سمندری علاقے (12 ناٹیکل میل) کے سمندری وسائل بُری طرح متاثر ہوں گے۔

مچھیروں کے ذریعہء معاش کو درپیش خطرے سے پیدا ہونے والا ذہنی تناؤ کئی ماہ پہلے اس وقت شروع ہوا تھا جب وفاقی میرین فشریز ڈیپارٹمنٹ کا تیار کردہ منصوبہ سامنے آیا جس کے مطابق وفاقی حکومت مچھلیاں پکڑنے والے مختلف اقسام کے 100 جہازوں کو پاکستان کے مخصوص اکنامک زون میں مچھلیاں پکڑنے کے لائسنس جاری کرنے جارہی تھی۔ سمندری اکنامک زون 20 اور 200 ناٹیکل میلوں کے درمیان ہے)۔ پاک فشریز ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن اور پاکستان فشریز فورم نے فوری طور پر اس حکومتی تجویز کے خلاف مذمتی بیان جاری کردیا۔ دونوں تنظیموں نے غیر ملکی پارٹیوں کو مچھلیاں پکڑنے کے لائسنس جاری کرنے کے فیصلے پر شدید تنقید کی اور کہا کہ اس سے ملکی سمندری حدود میں آبی جانوروں کی بے حد کمی واقع ہوجائے گی۔ غیر ملکیوں کے ٹرالروں کے ذریعے پاکستان کے گہرے پانیوں میں مچھلیاں پکڑنے سے جو خطرہ درپیش ہوسکتا تھا، وہ اس فہرست میں موجود ہے جو بلوچستان کے مچھیروں نے حال ہی میں اسلام آباد میں ہونے والی ایک کانفرنس میں پیش کی تھی۔ اس کانفرنس کا اہتمام بلوچستان کے سابق وزیراعلیٰ اختر مینگل کی جماعت بلوچستان نیشنل پارٹی نے کیا تھا۔ بہرحال گوادر کے مچھیروں کے متعدد دوسرے مسائل بھی کانفرنس کے دوران سامنے آئے جن کے فوری حل پر زور دیا گیا۔ کانفرنس میں گوادر کے فش ہاربر (وہ بندرگاہ جہاں مچھلیاں رکھی جاتی ہیں) کو بند کرنے کی حکومتی تجویز پر بھی گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔ ایک خبر یہ بھی تھی جس پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا کہ قدیمی بستی کی آبادی کو کسی نئی جگہ منتقل کردیا جائے۔ اس کے علاوہ گوادر کی بندرگاہ میں توسیع کے منصوبے سے مچھلیوں کی افزائش کے لیے بھی شدید خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ مزید برآں سڑکوں اور شہری ذرائع سے مچھیروں کی سمندر تک رسائی میں رکاوٹ کا مسئلہ بھی پیش ہوا۔ یہ وہ تمام مسائل ہیں جن کے سبب گوادر کے مچھیروں میں شدید بے چینی پیدا ہوچکی ہے جس کا اظہار اس کانفرنس میں کیا گیا۔

ان مسائل میں سے بہت سے ایسے ہیں جو بے حد جذباتی نوعیت کے ہیں۔ مثال کے طور پر گوادر میں روایتی فش ہاربر کی بندش اور قدیم رہائشی جگہ کی آبادی کو اس کے تاریخی مسکن سے بیدخل کرکے نئی جگہ آباد کرنے کے عمل کی شدید مزاحمت یقینی ہے۔ قصبہ اور بندرگاہ (ہاربر) نہ صرف یہ کہ بلوچستان کا ورثہ ہے بلکہ یہ پاکستان کا بھی ورثہ ہے جس کو نوکرشاہی کی جادوئی چھڑی سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی بھی شخص اس امکان سے انکار نہیں کرسکتا کہ عوام سے قومی ترقی کے ایسے منصوبوں کے لیے قربانیاں دینے کو کہا جاتا ہے جن میں ردوبدل کو ناممکن قرار دے دیا جاتا ہے۔ لیکن ایسے حالات میں دو شرائط کو پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پہلی یہ کہ منصوبے کے بارے میں منصوبے سے متاثر ہونے والے افراد کے ساتھ صحیح طور پر گفت وشنید کی جائے۔ یہ کوئی معقول بات تو نہ ہوگی کہ ایک حکم کے ذریعے سے لوگوں کو کہا جائے کہ ان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے نفع ونقصان کو پیش نظر نہ رکھتے ہوئے اس حکم کو تسلیم کریں۔ دوسری شرط یہ کہ متاثرہ افراد کو جو معاوضہ پیش کیا جارہا ہے، وہ ان کی سوچ سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہونا چاہئے۔ گوادر کے ان منصوبوں کی قدرومنزلت گوادر کی بندرگاہ کے دفاع اور اس کی حفاظتی ضروریات کی قیمت پر کم نہیں کی جانی چاہئے۔ بلکہ مقامی لوگوں کو بہتر سے بہتر سہولتیں مہیا کرکے بندرگاہ کے منصوبے کو زیادہ اہم حیثیت دی جاسکتی ہے۔ گوادر کے منصوبوں کو بندرگاہ کے

اس منصوبے کو نظریاتی طور پر ناگزیر قرار دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی سمجھ میں آنے والی نہیں کہ اس سے متعلقہ ہر بات کے بارے میں کہا جائے کہ یہ عوامی بحث مباحثہ سے ماوراء ہے۔ اس کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ اس منصوبے کا تصور، اس کی معقولیت، اس پر عملدرآمد کا طریقہ اور اس کے لئے مزدور اور تعمیراتی سامان کی فراہمی کے لئے مقرر کئے گئے ٹھیکیداروں کا رویہ اور ان کے طور طریقوں کو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔ اس صورت حال کو نہایت غیر معقول صورت حال کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

دفاع اور اس کی حفاظت کے نام پر خفیہ رکھا جارہا ہے۔ حالانکہ اس سے مقامی آبادی کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ حفاظتی معاملات کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے لیکن اس کا طریقہ معقول اور یقین بخش ہونا چاہئے اس لئے کہ محض فرض کرلینا کافی نہیں ہوتا۔ مزید برآں اگر اس طریقہ کو رضاکارانہ طور پر عوامی قبولیت حاصل نہ ہوئی تو دفاع اور سکیورٹی کی کوئی بھی حکمت عملی کارآمد ثابت نہیں ہوگی۔

اس کانفرنس میں گوادر کے مستقبل اور مچھیروں کے حقوق کے حوالے سے بلوچوں کی شکایات پر کافی بحث مباحثہ ہوا لیکن اس بحث کے دوران چائنہ پاکستان اکنامک کوریڈور (سی پی ای سی) کے حوالہ جات بھی سامنے آئے۔ بدقسمتی سے اس منصوبے کو نظریاتی حیثیت دے دی گئی ہے اور اگر کوئی بھی شخص اس منصوبے کے کسی حصے پر نظرثانی کرنے کی بات کرتا ہے یا اس منصوبے کے کسی حصے سے متعلق وضاحت چاہتا ہے تو اس کو تخریب کار عنصر قرار دے دیا جاتا ہے۔

اس منصوبے کو نظریاتی طور پر ناگزیر قرار دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی سمجھ میں آنے والی نہیں کہ اس سے متعلقہ ہر بات کے بارے میں کہا جائے کہ یہ عوامی بحث مباحثہ سے ماوراء ہے۔ اس کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ اس منصوبے کا تصور، اس کی معقولیت، اس پر عملدرآمد کا طریقہ اور اس کے لئے مزدور اور تعمیراتی سامان کی فراہمی کے لئے مقرر کئے گئے ٹھیکیداروں کا رویہ اور ان کے طور طریقوں کو زیر بحث نہیں لایا جاسکتا۔ اس صورت حال کو نہایت غیر معقول صورت حال کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

ایسے تمام کاموں جن کی ذمہ داری انسان لیتا ہے، کی طرح سی پی ای سی منصوبہ بھی بہت سی وجوہات کے باعث غیر متوقع رکاوٹوں کا شکار ہوسکتا ہے۔ یہ حقیقت کہ چین کے ساتھ دوستی کو ہر محبّ وطن پاکستانی عزیز از جان سمجھتا ہے کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اور اس حقیقت سے بھی ہر پاکستانی واقف ہے کہ اس منصوبے کی تعمیر وتکمیل میں چین پاکستان کی مدد کررہا ہے۔ وہ پاکستان کو امدادی عطیہ دے رہا ہے، قرضے دے رہا ہے اور فنی معاونت مہیا کررہا ہے اور ہر پاکستانی چین کے اس جذبے کی قدر کرتا ہے لیکن پاکستانی عوام اس منصوبے پر اٹھنے والے ممکنہ اخراجات، اس کی موزونیت اور اس سے حاصل ہونے والے ممکنہ فوائد کے بارے میں آزادانہ جانچ پڑتال کرنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں تو اس پر پریشانی کیوں؟ عوام یہ بھی جاننے کی خواہش رکھتے ہیں کہ اس منصوبے کی تکمیل سے پاکستان کو کس قدر فوائد حاصل ہوں گے۔

اگر منصوبے کے ڈیزائن کی درستگی اور صحت کے حوالے سے مطمئن ہونے کے لئے اور یہ جاننے کے لئے کہ اس پر عملدرآمد کس تیزی کے ساتھ ہوگا، سوال کیا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ چین کے خلوص اور پاکستان کے ساتھ اس کی دوستی پر کسی کو شبہ ہے۔ چین یقینی طور پر اس کوشش کو سراہے گا جس سے پاکستان اور چین کے درمیان تعلقات اس منصوبے میں کسی قسم کی کمی کے باعث کسی صورت خراب نہ ہوں۔ اس لیے ہمیں چاہئے کہ ہم اس منصوبے کو نظریاتی حوالے سے نہ دیکھیں اور اس منصوبے کے تمام پہلوؤں پر بھرپور بحث مباحثہ کا خیر مقدم کریں۔ ہمیں خاص طور پر یہ دیکھنا چاہئے کہ اس منصوبے سے لوگوں کے مفادات پر ہونے والے اثرات کی نوعیت کیا ہوگی۔

سی پی ای سی اور گوادر کے منصوبوں کے حوالے سے بلوچستان کے عوام کے تحفظات اور بدگمانیوں کو خوش اسلوبی اور تحمل کے ساتھ دور کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وفاقی حکومت کو یہ تحفظات اور بدگمانیاں بے بنیاد لگتی ہوں تاہم انہیں دور کرنا ضروری ہے۔ اگر انہیں دور کرنے میں ناکامی ہوئی تو اس سے بلوچستان کے عوام میں محرومی کا احساس شدت اختیار کرجائے گا اور اس کے باعث وہ ریاست سے برگشتہ ہوکر خود کو تنہا محسوس کریں گے۔ سی پی ای سی اور گوادر بندرگاہ کے منصوبوں کے ذریعے ریاست کو موقع فراہم ہوا ہے کہ وہ بلوچستان کے عوام کی انتہائی بنیادی شکایات کا تدارک کرے۔ وہ تسلسل کے ساتھ شکایت کررہے ہیں کہ مرکز انہیں سننے سے ہچکچاتا ہے۔ آسان زبان میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وفاق بلوچستان کے عوام کو پاکستان کے مکمل شہری تسلیم نہیں کرتا۔

سی پی ای سی، گوادر کی بندرگاہ اور مچھیروں کے مسائل کے حوالے سے بلوچستان کے نکتہء نظر کو خوش دلی کے ساتھ سمجھنے اور ان مسائل کو حل کرنے کی مخلصانہ کوشش کے ذریعے بلوچستان کے عوام کو یہ یقین دلایا جاسکتا ہے کہ بلوچستان کے عوام کو دوسرے صوبوں کے عوام کے مساوی حقوق دینے اور انہیں برابر کا شہری تسلیم کرنے کا عمل شروع کیا جاچکا ہے۔ یہ ایسا موقع ہے جسے جمہوری ذہن رکھنے والے حکام کسی صورت ہاتھ سے جانے دینا پسند نہیں کریں گے۔ (انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہد حق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق **22** جون سے **25** جولائی تک **15** افراد پر کارو کاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں **10** خواتین اور **5** مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
22 جون	امینہ چانڈیو	عورت	18	شادی شدہ	نیاز چانڈیو	چاقو	والد	مورو ضلع نوشہرو فیروز	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش اخبار
29 جون	وزیران	عورت	--	شادی شدہ	قربان لاشاری	پھندا	شوہر	گاں فیضو جمالی۔ گڑھی خیرو	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش اخبار
29 جون	صیفل	مرد	--	غیر شادی شدہ	قربان لاشاری	بندوق	مقامی	گاں فیضو جمالی۔ گڑھی خیرو	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش اخبار
29 جون	نور بانو	عورت	--	شادی شدہ	امیر بخش	بندوق	شوہر	گاؤں خدا بخش عیسانی ضلع شکارپور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش اخبار
3 جولائی	ارشاد خاتون	عورت	--	شادی شدہ	نبی ڈینو	بندوق	بھائی	گاؤں صالح پٹ ضلع خیرپور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش اخبار
12 جولائی	رضیہ	عورت	--	شادی شدہ	اصغر سامیو	بندوق	بھائی	گاؤں سامیا۔ کنڈرو ضلع نوشہرو فیروز	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش اخبار
15 جولائی	ضمیراں	عورت	--	شادی شدہ	برکت جکھرانی	بندوق	شوہر	ضلع کندکوٹ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ عوامی آواز
15 جولائی	نازاں خاتون	عورت	--	شادی شدہ	ابراہیم	بندوق	والد	گاؤں ابراہیم اوگاہو غوثپور ضلع شکارپور	۔	درج	۔	روزنامہ عوامی آواز
18 جولائی	عبدل مجید لغاری	مرد	--	شادی شدہ	لکی لغاری	کلہاڑی	مقامی	گاؤں ہوندل لغاری ضلع ٹنڈو محمد خان	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش اخبار
18 جولائی	سہنو لولائی	مرد	--	شادی شدہ	ڈولو گھوٹو	۔	مقامی	ضلع گھوٹکی	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش اخبار
19 جولائی	درناز	عورت	28	شادی شدہ	دلدار مگھطار	۔	شوہر	گاؤں کڈن۔ گڑھی یاسین ضلع شکارپور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش اخبار
22 جولائی	دوری	عورت	--	شادی شدہ	میر محمد پنچھر	۔	بھائی	گاؤں سگورو ضلع عمرکوٹ	۔	درج	۔	روزنامہ وامی آواز
22 جولائی	غلام مصطفیٰ	مرد	--	غیر شادی شدہ	میزبان	۔	رشتہ دار	گاؤں اللہ بخش نوناری ضلع دادو	۔	درج	نہیں	روزنامہ عوامی آواز
24 جولائی	فازہ	بچی	17	غیر شادی شدہ	حاکم چاچڑ	۔	بھتیجی	گاؤں طفیل چاچڑ ضلع کندکوٹ	۔	درج	نہیں	روزنامہ کاوش اخبار
25 جولائی	حافظ عطاء اللہ	مرد	--	شدای شدہ	میر محمد گولو	۔	شوہر	گاؤں لالو خان گولو۔ بخشاپور ضلع کشمور	۔	درج	نہیں	روزنامہ کاوش اخبار

عورتیں

بیوی کو مار ڈالا

ٹنڈو محمد خان 14 جولائی کو ٹنڈو محمد خان شہر کی پیپلز کالونی کی رہائشی چالیس سالہ شریمتی کنول پر اس کے شوہر منو میگھواڑ نے تشدد کیا جسے سول ہسپتال لے جایا گیا جہاں اس نے دم توڑ دیا۔ شریمتی کنول کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے بعد ان کے ورثاء کے حوالے کیا گیا۔ واقعے کی رپورٹ مقامی تھانے میں درج کروائی گئی جس کے بعد مقامی پولیس نے شریمتی کنول کے شوہر منو کو گرفتار کرلیا۔ شریمتی کنول کے ورثاء کے مطابق ملزم اپنی بیوی پر مسلسل تشدد کیا کرتا تھا۔ (نامہ نگار)

بیوی کی جان لے لی

بصیر پور بصیر پور تھانہ کے علاقہ میں سکینہ نامی خاتون اپنے خاوند محمد علی سے جھگڑے کے بعد اپنے بیٹے محمد امجد کے پاس آئی ہوئی تھی۔ 10 جون کو اس دوران محمد علی اپنے بیٹے کے گھر آیا اور اپنی بیوی سکینہ کو منانے کی کوشش کی وہ نہ مانی اور اپنے خاوند کے گھر جانے سے انکار کردیا۔ جس پر محمد علی نے طیش ہی آ کر اپنی بیوی سکینہ بی بی کو کلہاڑیوں کے وار کر کے ہلاک کردیا۔ بصیر پور پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی ہے۔ ملزم کو گرفتار کرلیا گیا۔ ملزم نے بتایا کہ اس کی بیوی سکینہ ناراض ہو کر اپنے بیٹے محمد امجد کے گھر آ گئی تھی، اس نے منانے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانی جس پر اس نے غصہ میں آ کر کلہاڑی کے وار کر کے ہلاک کردیا۔ مقتولہ سکینہ کے بھائی محترم آصف نے بتایا کہ اس کی بہن کو ملزم محمد علی روزانہ تشدد کا نشانہ بناتا تھا جس کی وجہ سے وہ ناراض ہو کر اپنے بیٹے کے پاس آ گئی تھی وقوعہ کے روز ملزم نے اسے کلہاڑی کے وار کر کے ہلاک کردیا۔ ایس ایچ او تھانہ بصیر پور عبداللہ پاشا نے بتایا کہ ملزم کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ تفتیش میرٹ پر ہوگی۔ (اصغر حسین حماد)

غیرت کے نام پر مرد اور خاتون قتل

سوات 12 جولائی کو سوات کے وادی کالام کے علاقہ بٹندر میں غیرت کے نام پر شادی شدہ خاتون زوجہ عزت گل اور ایک شخص محمد کبیر کو قتل کردیا گیا۔ مقامی ذرائع کے مطابق لاشوں کو دریائے سوات میں پھینک دیا گیا ہے جبکہ سی آئی ڈی پولیس کے مطابق لاشیں چھپائی گئی ہیں۔ مقتولہ کے بھائی نے اپنی بہن کے قتل کا اعتراف کرلیا۔ جبکہ پولیس نے مقتولہ کے شوہر عزت گل کو حراست میں لے تفتیش شروع کردی ہے۔ (ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

خاتون اور بچی بازیاب

عمرکوٹ 16 جون کو تعلقہ پولیس عمرکوٹ نے عدالت کے حکم پر شہر کے قریبی گوٹھ کھاروڑو چارن میں چھاپہ مار کر شادی شدہ پچیس سالہ خاتون شریمتی راجی کو اپنی دو ماہ کی معصوم بیٹی کے ہمراہ سسرالی گھر سے بازیاب کرالیا۔ مذکورہ کارروائی کے لیے عمرکوٹ شہر کے کولہی محلے کی رہائشی جھلومل کولہی نے عدالت میں درخواست دیتے ہوئے موقف اختیار کیا تھا کہ اس کی بیٹی راجی کو اس کا شوہر نارائن داس اور سسرالی روزانہ تشدد کا نشانہ بناتے ہیں اس لیے اس کی بیٹی کو بازیاب کرایا جائے۔

(اوکہو منروپ)

غیرت کے تصور نے ایک اور جان لے لی

بہاولپور ڈسٹرکٹ بہاولپور کی تحصیل یزمان کے چک 110 ڈی بی نزد چاندنی چوک کے رہائشی محمد نذیر یک 15 سالہ قبل شگفتہ بی بی سے شادی ہوئی جس میں تین بچے ہیں۔ اس بنا پر 12 جولائی کو نذیر نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر کلہاڑیوں کے وار کر کے شگفتہ کو قتل کردیا۔ پولیس تھانہ صدر نے مقدمہ درج کر کے چاروں ملزمان کو آلہ قتل برآمد کر کے گرفتار کرلیا اور نعش پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال منتقل کردی۔

(خواجہ اسداللہ)

کم عمر شادی کے مسائل

گوجرہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیل گوجرہ کے علاقے عُزیر کالونی سے تعلق رکھنے والی اکیس سالہ فائزہ نورین کے والدین نے اُن کی شادی پندرہ سال کی کم عمری میں اُن کے چچازاد سے کردی تھی لیکن شادی کے تین ماہ بعد ہی گھر میں لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد ہی نوری کو گھر سے نکال دیا گیا۔ فائزہ نورین نے بتایا کہ "غریب ہونے کی وجہ سے میرے والدین مجھے جہیز نہیں دے سکے تو سسرالیوں کی جانب سے طعنوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مجھے آئے روز طلاق کی دھمکیاں دی جاتی تھیں اور بانجھ پن کے طعنے مارے جاتے تھے۔ وہ بتاتی ہیں کہ انھوں نے میٹرک میں بہت اچھے نمبرز حاصل کیے تھے اور مزید پڑھنا چاہتی تھیں مگر شادی کی وجہ سے اپنی یہ خواہش پوری نہ کرسکی''۔ واضح رہے کہ پنجاب چائلڈ میرج ریسٹرینٹ (ایمینڈ منٹ) ایکٹ 2015ء کے تحت 16 سال سے کم عمر کی لڑکی سے شادی کرنے اور کروانے والے بشمول نکاح خواں، نکاح رجسٹرار کے لیے چھ ماہ قید اور پچاس ہزار روپے جرمانے کی سزا رکھی گئی ہے۔ اسی طرح تعزیراتِ پاکستان کے سیکشن 498 بی کے تحت کسی بھی لڑکی کی اُس کی مرضی کے بغیر شادی کرنے والے کو تین سے سات سال تک قید اور پانچ لاکھ روپے جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ فائزہ کی والدہ نور بی بی کہتی ہیں کہ اُنھیں اپنی بیٹی کی کم عمری میں شادی کرنے پر ندامت ہے۔ "مجھ سے غلطی ہوگئی جو اتنی چھوٹی عمر میں اپنی بچی کی شادی کردی۔ بچوں کی شادی چھوٹی عمر میں نہیں کرنی چاہیے۔ گوجرہ اور اس کی مضافات میں کم عمری کی شادیوں کا رواج عام ہے جن کا عمومی نتیجہ وہی نکلتا ہے جو فائزہ کی شادی کا نکلا۔ "والدین کو اپنے سر کا بوجھ ہلکا کرنے کے چکروں میں اپنے بچوں کی صحت اور زندگیاں داؤ پر نہیں لگانی چاہییں۔" عورتوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے والی سماجی کارکن نسرین اختر نے کہا کہ کم عمری میں بچے اپنے بھلے برے کی پہچان نہیں کر سکتے اس لیے زیادہ تر شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں۔" کم عمری کی شادیوں میں ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور پھر نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے"۔ (اعجاز اقبال)

بیوی کو گولی مار کر زخمی کر دیا

پشاور 15 جولائی 2016 کو تھانہ پھندو کے علاقہ چونا بھٹی میں گھریلو ناچاقی کی بناء پر شوہر نے میکے میں بیٹھی ہوئی اپنی بیوی کو تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد گولی مار دی۔ متاثرہ خاتون کو تشویشناک حالت میں ہسپتال میں داخل کرا کے شوہر شہباز علی کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ حیدر کالونی چونا بھٹی کی رہائشی مسماۃ سعدیہ کنول دختر الیاس نے پولیس کو رپورٹ درج کراتے ہوئے بتایا کہ وہ گھریلو ناچاقی کی وجہ سے اپنے شوہر سے ناراض ہو کر والدین کے گھر گئی ہوئی تھی کہ گزشتہ روز اس کا شوہر شہباز علی ولد شوکت علی وہاں آیا اور اسکے ساتھ جھگڑا کرتے ہوئے تشدد کا نشانہ بنایا اور گولی مار کر موقع سے فرار ہوگیا۔ تھانہ پھندو نے ملزم شہباز علی کے خلاف مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کردی۔

(روزنامہ آج/ایکسپریس)

عزت کے نام پر ایک اور قتل

ہری پور پشاور کے رہائشی اسماعیل خان، عمر چوبیس برس اور صباء منظور ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور شادی کرنا چاہتے تھے۔ اسماعیل خان کے والدین لڑکی کا رشتہ لینے کے لیے اس کے گھر گئے اور صباء کے والدین سے اپنے بیٹے کے لیے اس کا رشتہ مانگا مگر انہوں نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ جس پر ماہ جون کے تیسرے ہفتے اسماعیل خان اور صباء اپنے گھر سے فرار ہو کر ہری پور چلے گئے اور وہاں جا کر پسند کی شادی کر لی۔ بعدازاں ایک جرگہ قائم ہوا جس نے دونوں خاندانوں کے مابین مصالحت کی کوشش کی۔ جرگے نے فیصلہ کیا کہ لڑکی واپس اپنے والدین کے پاس آئے گی جس کے بعد دونوں خاندانوں اور برادری کے لوگوں کی شمولیت کے ساتھ شادی کی با قاعدہ تقریب منائی جائے گی اور لڑکی کو اس کے خاوند کے پاس بھیجا جائے گا۔ تاہم 30 جون کو اسماعیل کو ہری پور گاؤں درویش کے نزدیک نامعلوم حملہ آوروں نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ اسماعیل کے والدین کا کہنا ہے کہ ان کے بیٹے کو صباء کے اہل خانہ نے عزت کے نام پر قتل کیا ہے اور انہوں نے لڑکی کی زندگی کو لاحق خطرات پر بھی خدشات کا اظہار کیا ہے۔ ان کے مطابق انہیں نہیں معلوم کہ صباء اس وقت کہاں اور کس حالت میں ہے۔

(محمد صداقت)

معمولی جھگڑے پر جان لے لی

گوجرہ 18 جون کو گوجرہ میں بچوں کے معمولی جھگڑے پر ایک نوجوان نے فائرنگ کر دی جس کی زد میں آ کر ایک خاتون جاں بحق اور اس کے تین بچے زخمی ہو گئے۔ واقع کے مطابق گوجرہ کے محلّہ عثمان پارک میں گلی میں کھیلتے ہوئے بچوں کے مابین جھگڑا ہوا جسے ختم کروانے کی بجائے بڑے بھی ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔ جھگڑے کے دوران ڈاکٹر زاہد منظور نامی شخص نے فائرنگ کر دی اور فرار ہو گیا۔ فائرنگ کے نتیجے میں امینہ بی بی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر ہی جاں بحق اور اس کے تین کمسن بچے شہروز، مہروز اور زاہد زخمی ہو گئے۔ ہسپتال ذرائع کے مطابق دو بچوں کو حالت تشویش ناک ہونے کے باعث الائیڈ ہسپتال منتقل کر دیا ہے۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے ملزم کی تلاش کے لیے کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔

نامہ نگار)

حاملہ خاتون کو قتل کر دیا

عمر کوٹ 30 جون کو کنری شہر کے قریب دیھہ گوڑاہو کے گوٹھ عبدالجبار درس میں رات کو دس بجے نامعلوم شخص نے اپنے گھر کے اندر سوئی ہوئی حاملہ عورت تیس سالہ شریمتی پرشان کو گولی مار کر زخمی کر دیا اور فرار ہو گیا۔ خاتون کو فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گئی۔ لواحقین کا کہنا تھا کہ ملزم پیدل آیا تھا اور خاتون کو گولی مار کر فرار ہو گیا۔ تعلقہ ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے پوسٹ مارٹم عمرکوٹ سے کرایا گیا۔ وہاں خاتون کی ہلاکت کے بعد پیٹ میں ہلاک ہونے والے بچے کی نعش ماں کے پیٹ سے نکالی گئی۔ پوسٹ مارٹم کے بعد دونوں نعشیں لواحقین کے حوالے کی گئیں۔ کنری پولیس نے مقتولہ خاتون کے والد جیوراج کی فریاد پر مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(اوکھو منروپ)

بیوی کو پھانسی دے دی

پشاور طاؤس خان سکنہ چڑ گو کلے نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ 17 جولائی 2016 کو اس کے بہنوئی ثمین خان ساکن چڑ گو کلے حال حسین چوک نے اسے فون پر اطلاع دی کہ ہمارے گھر آ جاؤ تمھاری بہن فوت ہو گئی ہے اور جب وہ موقع پر پہنچا تو واقعی اس کی بہن مر چکی تھی۔ مدعی کے مطابق اس کی بہن مسماۃ صفینہ عمر 25 سال کو اس کے شوہر ثمین خان نے گھریلو ناچاقی کی بناء پر گلے میں پھندا ڈال کر قتل کیا ہے پولیس نے مقتولہ کے بھائی کی رپورٹ پر مقدمہ درج کر کے ثمین خان کو گرفتار کر لیا اور نعش کی پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد نعش ورثاء کے حوالے کر دی۔ پولیس کے مطابق پوسٹ مارٹم رپورٹ آنے کے بعد مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(روزنامہ آج)

شوہر نے بیوی کو اینٹیں اور پتھر مار کر قتل کر دیا

بدین صوبہ سندھ کے ضلع ٹنڈو محمد خان میں ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو اینٹوں اور پتھروں سے مار مار کر قتل کر دیا۔ مقامی حکام کے مطابق 11 جولائی کو ٹنڈو محمد خان کی حدود میں واقع پیپلز کالونی کے رہائشی منو میگھوار نے اپنی 35 سالہ بیوی کنول کو پتھروں اور اینٹوں سے مار کر ہلاک کر دیا اور خود موقع سے فرار ہو گیا۔ خاتون کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے ٹنڈو محمد خان کے سول ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ ٹنڈو محمد خان کے سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) شبیر احمد نے مقامی صحافیوں کو بتایا کہ مقتولہ کے والدین ضلع میر پور خاص کے علاقے جھڈو میں رہائش پذیر ہیں اور ان کی شکایت پر ایف آئی آر درج کی جائے گی۔ تاہم ایس ایس پی کا کہنا تھا کہ اگر خاتون کے والدین نے ایف آئی آر درج نہ کروائی تو پھر ریاست کی مدعیت میں مقدمہ درج کیا جائے گا۔ انھوں نے مزید بتایا کہ اس سفاک قتل کی وجوہات کے حوالے سے فوری طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ گذشتہ دنوں صوبہ پنجاب کے شہر سیالکوٹ کے قریب بھیلوال گاؤں کے رہائشی ملزم شاہد نے میکے جانے کے اصرار پر اپنی حاملہ بیوی طاہرہ پر وحشیانہ تشدد کیا جس کی وجہ سے ان کی اہلیہ اور 7 ماہ کا بچہ موقع پر ہی دم توڑ گئے۔ پولیس کے مطابق مقتولہ طاہرہ کے 5 بیٹے اور 2 بیٹیاں تھیں جبکہ خاتون کے شوہر کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان)

دیور نے 'غیرت' کے نام پر بھابھی کو قتل کر دیا

کراچی 12 جولائی کو کراچی کے علاقے اورنگی ٹاؤن میں 'غیرت' کے نام پر قتل کا ایک اور واقعہ سامنے آیا ہے، جہاں دیور نے بھابھی کو قتل کر دیا۔ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) اختر فاروق نے بتایا کہ اورنگی ٹاؤن کی رہائشی 36 سالہ نسرین کو ان کے دیور الیاس اور بھتیجے قاسم نے فائرنگ کر کے قتل کیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ ملزمان نے سوات کالونی میں موجود اپنے گھر سے ایک اجنبی شخص کو رات گئے نکلتے ہوئے دیکھا اور طیش میں آ کر نسرین کو قتل جبکہ مذکورہ شخص کو زخمی کر دیا۔ پولیس کے مطابق ملزمان کو شبہ تھا کہ نسرین کے اس شخص کے ساتھ غیر ازدواجی تعلقات ہیں جو اس وقت عباسی شہید ہسپتال میں زیرِ علاج ہے۔ پولیس نے غیرت کے نام پر خاتون کو قتل کرنے کے الزام میں الیاس اور قاسم کو حراست میں لے لیا۔ واضح رہے کہ نسرین کے شوہر سعودی عرب میں ملازمت کرتے ہیں۔ رواں برس اپریل میں بھی پولیس نے اورنگی ٹاؤن سے ایک نوجوان کو گرفتار کیا تھا جس نے اپنی بہن کا گلا کاٹ کر اسے ہلاک کر دیا تھا۔ 20 سالہ حیات خان نے اپنی 16 سالہ بہن سمیرا کو فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے دیکھا اور پھر کچن سے چاقو لا کر اسے قتل کر دیا تھا۔

(نامہ نگار)

برطانوی خاتون کا غیرت کے نام پر 'قتل': والدین پر مقدمہ

گجرات پاکستانی نژاد برطانوی خاتون سامعہ شاہد کو صوبہ پنجاب کے ضلع جہلم کے ایک گاؤں ڈھوک پندوری میں مبینہ طور پر قتل کرنے کے جرم میں ان کے والدین، سابق شوہر اور دیگر 2 افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔ 28 سالہ سامعہ شاہد کے شوہر سید مختار کاظم نے الزام عائد کیا تھا کہ ان کی اہلیہ کو ان کے خاندان والوں نے اپنی پسند سے شادی کرنے پر نام نہاد غیرت کے نام پر قتل کیا۔ مختار کاظم نے رواں ماہ 23 جولائی کو سامعہ کے والد چوہدری شاہد، والدہ امتیاز بی بی، بہن مدیحہ شاہد، کزن مبین اور خاتون کے سابق شوہر چوہدری شکیل کے خلاف پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ 302 اور 109 کے تحت ایف آئی آر درج کروائی تھی۔ سامعہ کی موت کی رپورٹ ان کے والد نے 20 جولائی کو منگلا پولیس کے پاس درج کروائی تھی۔ دوسری جانب مقدمے میں نامزد ملزمان نے سامعہ کے قتل کے الزامات سے انکار کرتے ہوئے ان کی موت کی وجہ دل کا دورہ قرار دیا۔ پولیس نے خاتون کے والد کو کچھ دیر کے لیے حراست میں لیا اور بعدازاں ابتدائی تفتیش کے بعد انھیں چھوڑ دیا گیا۔ منگلا پولیس کے ایک عہدیدار کے مطابق خاتون کے جسم کے نمونے لاہور کی فرانزک لیبارٹری میں بھیجے جا چکے ہیں اور رپورٹس کا انتظار ہے۔ بریڈفورڈ سے تعلق رکھنے والی بیوٹی تھراپسٹ سامعہ کی پہلی شادی ان کے کزن شکیل سے ہوئی تھی تاہم دونوں کے درمیان مئی 2014 میں طلاق ہوگئی تھی، بعدازاں خاتون نے ٹیکسلا سے تعلق رکھنے والے سید مختار کاظم سے ستمبر 2014 میں شادی کی اور دونوں نے دبئی میں رہائش اختیار کر لی۔ مختار کاظم نے اپنی ایف آئی آر میں دعویٰ کیا تھا کہ سامعہ کو ان کے رشتے داروں نے قتل کیا، جوان دونوں کی شادی سے خوش نہیں تھے کیونکہ وہ (مختار کاظم) ان کی برادری سے تعلق نہیں رکھتے۔ کاظم کا کہنا تھا کہ ان کی ساس نے 11 جولائی کو سامعہ کو فون پر کہا کہ وہ پاکستان آجائے کیونکہ اس کے والد بیمار ہیں، جس کے بعد سامعہ 14 جولائی کو اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئی۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ سامعہ نے فون پر بتایا کہ ان کے والد بالکل ٹھیک ہیں اور اب وہ خود کو غیر محفوظ محسوس کر رہی ہے۔ کاظم کے مطابق 20 جولائی کو سامعہ کا فون سوئچ آف ملا، جس پر انھوں نے ان کے کزن مبین کو فون کیا، جس نے بتایا کہ سامعہ کو دل کا دورہ پڑا ہے۔ جس کے بعد سید مختار کاظم 21 جولائی کو پاکستان پہنچے۔ دوسری جانب دی گارجین کی رپورٹ کے مطابق سامعہ کے والدین نے مختار کاظم کے دعووں کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ کاظم کی جانب سے ان پر 'جھوٹے اور بے بنیاد' الزامات لگائے جارہے ہیں۔ سامعہ کے والد چوہدری شاہد کا کہنا تھا کہ 'اس حوالے سے تحقیقات جاری ہیں اور اگر میں قصوروار پایا گیا تو میں ہر قسم کی سزا کے لیے تیار ہوں'۔ والد کا مزید کہنا تھا کہ 'ان کی بیٹی ایک خوشگوار زندگی بسر کر رہی تھی، جو خود سے پاکستان آئی اور اس پر خاندان کی جانب سے کسی قسم کا دباؤ نہیں تھا'۔ واقعے کے بعد برطانوی رکن پارلیمنٹ ناز شاہ نے پاکستانی حکام سے مطالبہ کیا کہ سامعہ کی قبر کشائی کر کے ان کا غیر جانبدار پوسٹ مارٹم کروایا جائے۔ ناز شاہ نے اس حوالے سے وزیراعظم نواز شریف کو لکھے گئے خط میں کہا کہ وہ اس معاملے میں مداخلت کریں جو کہ 'غیرت' کے نام پر قتل کا ایک کیس ہے اور ہمیں بتایا جائے کہ سامعہ کے ساتھ انصاف ہوا اور اس بات کی بھی یقین دہانی کروائی جائے کہ اس طرح کے واقعات دوبارہ نہ ہوں۔ دوسری جانب اسلام آباد میں واقع برٹش ہائی کمیشن کیس میں ہونے والی پیش رفت کے حوالے سے جہلم کے مقامی حکام کے ساتھ ساتھ خاتون کے اہلخانہ سے بھی رابطے میں ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ روزنامہ ڈان)

بیٹے کی فائرنگ سے والدہ جاں بحق

پشاور فقیر آباد کے علاقہ لطیف آباد کے رہائشی محمد علی نے رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ اس کا سترہ سالہ بیٹا الیاس جونجی کالج میں سال دوم کا طالبعلم ہے۔ 17 جولائی 2016 کو گھر میں موجود تھا کہ اس دوران اس کا اپنی والدہ عصمت شاہین کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہوا اور اس دوران اس نے طیش میں آکر پستول سے اپنی والدہ پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوگئی جسے فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔ جبکہ ملزم موقع واردات سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا تھا۔

(روزنامہ آج)

بیوی کے قتل میں قید ملزم تشدد سے ہلاک

ایبٹ آباد بیوی کے قتل کے جرم میں گرفتار ملزم مانسہرہ جیل میں مبینہ تشدد سے ہلاک ہوگیا۔ لواحقین نے قبر کشائی اور پوسٹ مارٹم کرانے کا فیصلہ کر لیا۔ دو سال قبل دو جولائی 2014 کو تھانہ شیروان یونین کونسل جرل میں آفتاب ولد منور نے اپنی بیوی مسماۃ روبینہ کو گولی مار کر قتل کیا تھا۔ آفتاب کے لواحقین کے مطابق دو روز قبل مانسہرہ جیل سے انہیں فون کر کے بلایا گیا جب ہم مانسہرہ جیل پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آفتاب کو دل کا دورہ پڑا ہے جس سے اس کی موت واقع ہوگئی ہے اس کی نعش کو لے جائیں۔ جب وہ نعش لیکر گھر پہنچے تو میت کو غسل دینے کے دوران معلوم ہوا کہ آفتاب کے جسم پر شدید تشدد کے نشانات تھے اور اس کا ایک بازو بھی ٹوٹا ہوا تھا۔ آفتاب کے ورثاء نے سیشن جج کے ذریعے قبر کشائی اور پوسٹ مارٹم کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔ (روزنامہ آج)

غیرت کے نام پر 2 اور افراد قتل

کندھ کوٹ سندھ کے شہر کندھ کوٹ کے علاقے گھورگھٹ پولیس اسٹیشن کی حدود میں ایک شخص نے اپنی بھتیجی سمیت ایک شخص کو غیرت کے نام پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ جیوان چاچڑ کے رہائشی حاکم علی نے 22 سالہ بھتیجی اور اس شخص کو فائرنگ کر کے قتل کیا۔ ایس ایچ او میر حسن گھوٹو نے دوہرے قتل کی تصدیق کرتے ہوئے صحافیوں کو بتایا کہ مسلح شخص نے دونوں افراد کو گاؤں کی مسجد کے قریب ہلاک کیا جبکہ لڑکی کی لاش اپنے ساتھ لے گیا۔ ایس ایچ او کا کہنا تھا کہ قاتل کی گرفتاری اور لڑکی کی نعش کو حاصل کرنے کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ واقعے کی اطلاع ملتے ہی پولیس جائے وقوع پر پہنچ گئی اور لڑکے کی نعش کو پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال منتقل کر دیا۔ پولیس کے مطابق چچا نے لڑکی اور ان کے مبینہ ساتھی کو ایک ساتھ پایا اور موقع پر ہی فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ تاحال پولیس کی جانب سے واقعے کی ایف آئی آر درج نہیں کی گئی، جبکہ پولیس کا کہنا ہے کہ غیرت کے نام پر دوہرے قتل کی تحقیقات شروع کر دی گئی ہے۔ واضح رہے کہ 4 ماہ قبل سندھ کے علاقے نوشہرو فیروز میں غیرت کے نام پر ایک جوڑے کو قتل کر دیا گیا تھا جنھوں نے چند سال قبل مقامی عدالت میں شادی کی تھی۔ حال ہی میں ماڈل قندیل بلوچ کو بھائی کے ہاتھوں قتل کے بعد ملک میں غیرت کے نام پر قتل کی روک تھام کے لیے قومی اسمبلی اور سینیٹ دونوں ایوانوں کی قائمہ کمیٹی نے غیرت کے نام پر قتل اور انسداد عصمت دری کے دو بل اتفاق رائے سے منظور کر لیے۔

(نامہ نگار)

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق **19** جون سے **14** جولائی تک **78** افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں **4** خواتین شامل ہیں۔ **37** واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور **13** واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
19 جون	عمیر	بچہ	4 برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	تلونڈی کھجوروالی، گجراں والا	-	-	روزنامہ نوائے وقت
19 جون	عبیدرضا	بچہ	9 برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	شیخم، پتوکی، قصور	-	-	روزنامہ خبریں
20 جون	س	بچی	6 برس	غیرشادی شدہ	زوہیب	اہل علاقہ	گرین ٹاؤن، لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
20 جون	ر	خاتون	70 برس	شادی شدہ	احمد شیر	اہل علاقہ	منگووالی، ساہیوال/سرگودھا	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
20 جون	ع	خاتون	-	-	بلال، ساتھی	اہل علاقہ	سفیان ٹاؤن، فیصل آباد	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
20 جون	س-ب	خاتون	-	-	اسد	اہل علاقہ	موضع لاشاری، جھنگ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
20 جون	ش	خاتون	-	-	نوشیر	اہل علاقہ	گاؤں 741 گ ب، پیرمحل	-	-	روزنامہ نوائے وقت
20 جون	م	بچی	4 برس	غیرشادی شدہ	مرزا اجمل	اہل علاقہ	محلّہ جہانگیر پورہ، پنڈی بھٹیاں	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
21 جون	ص	خاتون	-	-	کاشف، ساتھی	اہل علاقہ	ماڈل ٹاؤن، لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
22 جون	ص	خاتون	-	غیرشادی شدہ	شہزاد، ساتھی	اہل علاقہ	میوہسپتال، لاہور	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
23 جون	ص	خاتون	-	غیرشادی شدہ	خالد حمید	اہل علاقہ	ماڈھوکے، موڑکھنڈا	درج	-	روزنامہ خبریں
24 جون	ک	خاتون	-	-	ناصر	اہل علاقہ	رشید پارک، جڑاں والا	-	-	روزنامہ خبریں
24 جون	ر	خاتون	-	غیرشادی شدہ	حسنین	اہل علاقہ	اڈہ پولیس چوکی، قصور	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
24 جون	ے	خاتون	15 برس	غیرشادی شدہ	یوسف	اہل علاقہ	کوٹ لدھا، نوشہرہ ورکاں	-	-	روزنامہ نوائے وقت
25 جون	م	خاتون	16 برس	غیرشادی شدہ	ساجد، سلیم، جمیل، عبدالخالق، اکرام	اہل علاقہ	188 مراد، حاصل پور	-	-	روزنامہ نوائے وقت
25 جون	ع	خاتون	-	غیرشادی شدہ	اسد علی	اہل علاقہ	تھانہ چک امرو، شکرگڑھ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
25 جون	ح	خاتون	-	غیرشادی شدہ	شمروز	اہل علاقہ	شمس آباد، پاک پتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
25 جون	ع	بچی	-	غیرشادی شدہ	نسیم، محمد طفیل، وقار	اہل علاقہ	موضع یاروکوٹ، ملکہ ہانس	-	-	روزنامہ نوائے وقت
26 جون	حسن	بچہ	6 برس	غیرشادی شدہ	یوسف، شہروز	اہل علاقہ	بستی قادرآباد، قصور	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
27 جون	حیدرعلی	بچہ	6 برس	غیرشادی شدہ	جمیل	اہل علاقہ	پیپلز کالونی، فیروزوالا	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
27 جون	ش	بچی	10 برس	غیرشادی شدہ	بلال	اہل علاقہ	جھنگڑ حاکم والا، ننکانہ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
27 جون	س	خاتون	-	-	شکور	اہل علاقہ	غلام محمد آباد، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
27 جون	-	خاتون	-	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	صادق آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
28 جون	ش	بچی	13 برس	غیرشادی شدہ	صابر	اہل علاقہ	موضع قادرپور، ظاہرپیر	-	-	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
28 جون	عرفان	بچہ	-	غیرشادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	وارڈ نمبر15، شاہ پور	-	-	روزنامہ نوائے وقت
28 جون	انس	بچہ	8 برس	غیرشادی شدہ	حسن	اہل علاقہ	پسرور، سیالکوٹ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
28 جون	عمر	بچہ	-	غیرشادی شدہ	اکرم	اہل علاقہ	216 گ ب، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29 جون	الف	خاتون	-	غیرشادی شدہ	اصغر	اہل علاقہ	منچن آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29 جون	ش	خاتون	16 برس	غیرشادی شدہ	یاسر	اہل علاقہ	530 گ ب، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29 جون	ف	خاتون	-	شادی شدہ	شہباز، بابر، ابوبکر	اہل علاقہ	پرانی آبادی، خانقاہ ڈوگراں	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29 جون	زین	بچہ	6 برس	غیرشادی شدہ	شاہد	اہل علاقہ	محلہ قادرآباد، ماناں والا	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29 جون	-	بچہ	12 برس	غیرشادی شدہ	-	کزن	پیپلز کالونی، گجراں والا	درج	گرفتار	روزنامہ نیشن
29 جون	-	بچہ	6 برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	محلّہ قادرآباد، ماناں والا، شیخوپورہ	-	-	روزنامہ ایکسپریس
29 جون	-	خاتون	-	شادی شدہ	-	اہل علاقہ	چیچہ وطنی	درج	-	روزنامہ ایکسپریس
29 جون	تسلیم	بچہ	12 برس	غیرشادی شدہ	فلک شیر	اہل علاقہ	اسلامی کالونی، بہاول پور	درج	-	روزنامہ خواجہ اسداللہ
30 جون	-	بچہ	11 برس	غیرشادی شدہ	واجد	اہل علاقہ	چاہ جھورو، قصور	درج	-	روزنامہ ایکسپریس
30 جون	ت	خاتون	-	-	قمرعباس	اہل علاقہ	ذوالفقار کالونی، پیرمحل	-	-	روزنامہ نوائے وقت
30 جون	-	خاتون	-	شادی شدہ	بلال	اہل علاقہ	چیچہ وطنی	-	-	روزنامہ نوائے وقت
30 جون	ع	خاتون	30 برس	-	امتیاز	اہل علاقہ	چک 558 گ ب، ماموں کانجن	درج	-	روزنامہ نئی بات
30 جون	-	خاتون	14 برس	غیرشادی شدہ	پرویز، فیصل	اہل علاقہ	گاؤں سدھا واتاڑ، چونیاں	درج	-	روزنامہ مشرق
یکم جولائی	ر	بچی	7 برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	موضع کوٹ سعادت، وہاڑی	درج	-	روزنامہ ڈان
2 جولائی	گ	خاتون	14 برس	غیرشادی شدہ	رمضان	اہل علاقہ	بھولا چک، شاہ کوٹ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
2 جولائی	احمد رضا	بچہ	-	غیرشادی شدہ	فہد	اہل علاقہ	ڈی ٹائپ کالونی، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
3 جولائی	ن	خاتون	-	-	عثمان	اہل علاقہ	چک 226 رب، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
3 جولائی	ر	خاتون	-	غیرشادی شدہ	عدیل	اہل علاقہ	چک 104 رب، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
3 جولائی	م	خاتون	-	-	سلیم، ساتھی	اہل علاقہ	محلّہ شہیدنگر، پاک پتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
3 جولائی	ش	خاتون	-	-	اسلم	اہل علاقہ	7 مرلہ اسکیم، نانک پور، پاک پتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
3 جولائی	عبدالرحمان	بچہ	12 برس	غیرشادی شدہ	عمران	اہل علاقہ	تھانہ ہیڈمرالہ، سیالکوٹ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
4 جولائی	عبدالمجید	بچہ	11 برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	راناٹاؤن، قصور	درج	-	روزنامہ خبریں
4 جولائی	محمد حسنین	بچہ	11 برس	غیرشادی شدہ	واجد، ساتھی	اہل علاقہ	چاہ جھورو، قصور	درج	-	روزنامہ خبریں
4 جولائی	الف	خاتون	-	شادی شدہ	یاسین	اہل علاقہ	گاؤں پرناواں، قصور	درج	-	روزنامہ خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
4جولائی	ر	خاتون	-	40برس	سردار	اہل علاقہ	بستی برات شاہ، قصور	درج	-	روزنامہ خبریں
4جولائی	-	بچی	8برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	برکت ٹاؤن، ساہیوال	درج	گرفتار	روزنامہ ڈان
5جولائی	-	بچہ	12برس	غیر شادی شدہ	عمران	اہل علاقہ	متریال خورد، مرالہ، سیالکوٹ	درج	-	روزنامہ ایکسپریس
5جولائی	پ	خاتون	17برس	شادی شدہ	جاوید	اہل علاقہ	چک نمبر12بی سی، بہاول پور	درج	-	خواجہ اسداللہ
6جولائی	نشا	بچی	7برس	غیر شادی شدہ	احسان	اہل علاقہ	ہیڈ محمد آباد، شاہ پور	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
6جولائی	ع	خاتون	-	شادی شدہ	اصغر	اہل علاقہ	قصور	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	ر	بچی	8برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	قصبہ پکی کوٹلی، سیالکوٹ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	س	خاتون	-	شادی شدہ	-	اہل علاقہ	پسرور	-	-	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	ص	خاتون	-	شادی شدہ	جعفر	اہل علاقہ	چنیوٹ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	ص	خاتون	-	-	امجد، ندیم، محمود، بلال	اہل علاقہ	چنیوٹ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	عاطف	بچہ	-	غیر شادی شدہ	نواز	اہل علاقہ	موضع ٹاہلی، چنیوٹ	-		روزنامہ نوائے وقت
10جولائی	-	بچی	7برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	گاؤں پکی کوٹلی، سیالکوٹ	درج	-	روزنامہ ڈان
10جولائی	س	بچی	-	غیر شادی شدہ	اقرار	اہل علاقہ	اجنیاں والا، فاروق آباد	درج	-	روزنامہ نئی بات
10جولائی	-	بچی	5برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	ازاخیل، نوشہرہ	درج	-	روزنامہ راولپنڈی نیوز
10جولائی	زاہد	بچہ	5برس	غیر شادی شدہ	صابر	اہل علاقہ	کوٹ رادھا کشن، قصور	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
11جولائی	-	خاتون	14برس	غیر شادی شدہ	-	-	غالب مارکیٹ، لاہور	-	-	روزنامہ جنگ
11جولائی	الف	بچی	3برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	مانگا منڈی، قصور	-	-	روزنامہ نوائے وقت
11جولائی	ص	خاتون	-	شادی شدہ	علی شیر	اہل علاقہ	فیروز وٹواں، شیخوپورہ	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
11جولائی	ر	خاتون	-	-	اظہر	اہل علاقہ	چنیوٹ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
11جولائی	-	خاتون	16برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	صدر، ٹیکسلا	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
11جولائی	-	بچی	13برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	محمدی کالونی، کراچی	درج	-	روزنامہ نیشن
11جولائی	اکمل	بچہ	9برس	غیر شادی شدہ	بلال	اہل علاقہ	محمود سیارن والا، رفیق آباد	درج	-	روزنامہ خبریں ملتان
12جولائی	ناظم	بچہ	9برس	غیر شادی شدہ	قاری طاہر	معلم	رسول نگر، قصور	-	-	روزنامہ نوائے وقت
12جولائی	ف	بچہ	8برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	مظفر کالونی، اوکاڑہ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
12جولائی	-	خاتون	-	-	آفتاب، ساتھی	اہل علاقہ	چیچہ وطنی	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
12جولائی	بلال	بچہ	-	غیر شادی شدہ	شان	اہل علاقہ	چک70رب، جڑاں والا	-	-	روزنامہ نوائے وقت
14جولائی	-	مرد	20برس	غیر شادی شدہ	منہاج	اہل علاقہ	کارخانو مارکیٹ، پشاور	درج	گرفتار	روزنامہ پاکستان ٹائمز

بچوں کے حقوق سے متعلق کمیٹی کی رپورٹ

پاکستان کی پانچویں سلسلہ وار رپورٹ سے متعلق مشاہدات

تعارف

1۔ کمیٹی نے 25 اور 26 مئی 2016ء کو منعقد ہونے والے اپنے 2118 ویں اور 2119 ویں اجلاس (دیکھئے CRC/C/SR.2118 اور 2119) میں پاکستان کی پانچویں سلسلہ وار رپورٹ (CRC/C/PAK/5) کا جائزہ لیا اور مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

2۔ کمیٹی فریق ریاست کی جانب سے جمع کرائی گئی پانچویں سلسلہ وار رپورٹ اور مختلف مسائل (CRC/C/PAK/Q/5/Add.1) کے حوالے سے تحریری جوابات کا خیرمقدم کرتی ہے، جس سے فریق ریاست میں بچوں کے حقوق کی صورتحال کو سمجھنے کا موقع ملا۔ کمیٹی فریق ریاست کے اعلیٰ سطحی اور کثیر شعبہ جاتی وفود کے ساتھ ہونے والی تعمیری گفتگو کی قدر کرتی ہے۔

II۔ فریق ریاست کی جانب سے بعد میں کئے گئے اقدامات اور پیش رفت

3۔ کمیٹی فریق ریاست کی جانب سے اپنے گزشتہ جائزے سے اب تک مختلف شعبوں میں کی گئی پیش رفت بشمول بین الاقوامی معاہدوں ، خاص طور پر بچوں کی فروخت، بچوں کی جسم فروشی اور بچوں کی فحش نگاری سے متعلق اختیاری معاہدے، اور بچوں کے حقوق سے متعلق متعدد نئے قوانین کی منظوری اور اداراتی اور پالیسی سے متعلق اقدامات کا خیر مقدم کرتی ہے۔

III۔ معاہدے کے نفاذ میں رکاوٹ بننے والے اسباب اور مشکلات

4۔ کمیٹی فریق ریاست کو درپیش مشکلات جیسے کہ تباہ کن خشک سالی اور قدرتی آفات سے آگاہ ہے جو بقاء کے حق اور بچوں کی ترقی کے لئے خطرے کا باعث ہیں۔ کمیٹی قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے کچھ علاقوں میں کئے جانے والے آپریشنوں اور دہشت گردی کارروائیوں سے بھی باخبر ہے جس کے نتیجے میں متعدد لوگ بے دخل ہوئے ہیں۔ یہ تمام اسباب معاہدے میں بیان کئے گئے بچوں کے حقوق کے مکمل حصول میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔

IV۔ توجہ طلب معاملات اور سفارشات

نفاذ سے متعلق عام اقدامات (آرٹس۔4، 42 اور 44(6))

الف۔ کمیٹی کی سابقہ سفارشات

کمیٹی تجویز کرتی ہے کہ فریق ریاست اپنی 2009ء کی سفارشات کے نفاذ کے لئے تمام ضروری اقدامات کرے جن پر عمل درآمد نہیں کیا گیا یا جن پر مناسب طور پر عمل درآمد نہیں کیا گیا، بشمول وہ سفارشات جن کا تعلق جامع پالیسی اور حکمت عملی، کوائف کے حصول، آزادانہ نگرانی، معاہدے کے پھیلاؤ اور تربیت، اور بچوں کی رائے کے احترام سے ہے، جنہیں اس دستاویز میں مزید نہیں دہرایا جائے گا۔

قانون سازی

6۔ خاص طور پر چائلڈ لیبر اور تعلیم کے شعبوں میں قانون سازی سے متعلق مثبت پیش رفت کی یاد دہانی کراتے ہوئے، کمیٹی بچوں کے حقوق سے متعلق ان متعدد بلوں کی منظوری میں نمایاں تاخیر پر تشویش میں مبتلا ہے جو معاہدے کے تحت فریق ریاست پر عائد ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لئے نہایت اہم ہیں۔ کمیٹی کو اس بات پر بھی تشویش ہے کہ اس کی سابقہ سفارشات کے باوجود فریق ریاست نے اپنے قانون سازی کے فریم ورک کو معاہدے کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لئے خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے ۔ اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد صورتحال مزید خراب ہوگئی ہے کیونکہ صوبائی حکومتوں نے بچوں کے حقوق سے متعلق چند قوانین کو برقرار نہیں رکھا۔

7۔ کمیٹی تجویز پیش کرتی ہے کہ فریق ریاست بچوں کے حقوق سے متعلق زیر التوا بلوں کی فوری طور پر منظوری دے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ یہ بل معاہدے سے ہم آہنگ ہوں۔ کمیٹی یہ بھی تجویز کرتی ہے کہ فریق ریاست وفاقی، صوبائی اور علاقائی سطح پر بچوں پر اثر انداز ہونے والے تمام شعبوں میں اپنے قوانین اور ضوابط کو معاہدے کے اصولوں اور دفعات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اقدامات کرے۔

8۔ یہ امر کمیٹی کے لئے باعث تشویش ہے کہ خیبر پختونخوا کے بڑے بڑے علاقوں میں شرعی نظام عدل ریگولیشن 2009ء کے تحت شرعی قانون پر عمل درآمد جاری ہے جو کہ معاہدے سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ یہ امر بھی باعث تشویش ہے کہ فرنٹیئر کرائمز ریگولیشن 1901ء (فاٹا (وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات) کے لئے) اور زنا آرڈیننس اب بھی نافذ ہیں جو معاہدے کے اصولوں اور دفعات سے متصادم ہیں۔

9۔ کمیٹی اپنی اس تجویز کو پھر سے دہراتی ہے کہ فریق ریاست وفاقی اور صوبائی /علاقائی سطح پر موجودہ قوانین اور دیگر اقدامات کا احتیاط سے جائزہ لے تاکہ معاہدے کے ساتھ ان کی مطابقت کو یقینی بنایا جاسکے۔ کمیٹی فریق ریاست کو اس کی اس ذمہ داری کی یاد دہانی بھی کراتی ہے کہ یہ اس بات کو یقینی بنائے کہ ملکی قوانین، چاہے وہ وفاقی ہوں یا صوبائی، معاہدے سے ہم آہنگ ہوں تاکہ پورے علاقے کے بچے قومی، صوبائی / علاقائی سطح پر معاہدے کے اصولوں اور دفعات کو سمجھیں اور ان سے مستفید ہوں۔

تعاون اور اختیارات کی منتقلی

10۔ کمیٹی فریق ریاست کی اس اطلاع کو اہمیت دیتی ہے کہ بچوں کی بہبود اور ترقی سے متعلق قومی کمیشن اور

> کمیٹی فریق ریاست کی اس اطلاع کو اہمیت دیتی ہے کہ بچوں کی بہبود اور ترقی سے متعلق قومی کمیشن اور اس کے صوبائی دفاتر بچوں کے حقوق سے متعلق پالیسیوں اور سرگرمیوں کے رابطہ ساز ادارے ہیں۔ تاہم یہ امر باعث تشویش ہے کہ وفاقی، صوبائی اور علاقائی محکموں کے درمیان تعاون کمزور اور ناکافی وسائل کا شکار ہے۔

اس کے صوبائی دفاتر بچوں کے حقوق سے متعلق پالیسیوں اور سرگرمیوں کے رابطہ ساز ادارے ہیں۔ تاہم یہ امر باعث تشویش ہے کہ وفاقی، صوبائی اور علاقائی محکموں کے درمیان تعاون کمزور اور ناکافی وسائل کا شکار ہے۔ کمیٹی کو اس بات پر بھی تشویش ہے کہ 2010ء میں آئین میں کی جانے والی ترامیم کے بعد، جن کے تحت زیادہ تر اختیارات صوبوں کو منتقل ہوگئے، مختلف صوبوں اور علاقوں میں معیارات اور خدمات، بشمول وہ جن کا تعلق بچوں کے تحفظ سے ہے، میں بہت زیادہ فرق ہے اور بتایا جاتا ہے کہ ان میں تعاون اور بھی مشکل ہو چکا ہے۔

11۔ کمیٹی فریق ریاست کو یاددہانی کراتی ہے کہ صوبوں کو اختیارات کی منتقلی اور اس کی جانب سے اپنے علاقوں کے مختلف انتظامات کرنے کے باوجود، فریق ریاست معاہدے کے تحت اب بھی اپنے پورے علاقے میں بچوں کے حقوق کے نفاذ کی ذمہ دار ہے۔ اس لئے، اسے ایسے طریق کار تشکیل دینے چاہئیں جو مناسب اختیارات اور انسانی، تکنیکی اور مالی وسائل رکھتے ہوں، تاکہ اسے اپنے کام موثر طور پر انجام دینے اور ربط سازی کے قابل بنایا جاسکے۔

وسائل کی تخصیص

12۔ کمیٹی نے اس بات کا نوٹس لیا ہے کہ حالیہ سالوں میں فریق ریاست کے فلاحی اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ تاہم یہ بات باعث تشویش ہے کہ فریق ریاست نے صحت اور تعلیم کے شعبوں کے لئے انتہائی کم بجٹ مختص کیا ہے۔ یہ بات بھی تشویش کا باعث ہے کہ بچوں کے حقوق کے حوالے سے بجٹ کی نگرانی کا کوئی باقاعدہ نظام موجود نہیں اور یہ کہ بچو ں کے لئے مختص بجٹ مناسب طریقے سے خرچ نہیں کیا جاتا۔

13۔ کمیٹی بچوں کے حقوق کے معاہدے کے نفاذ کے حوالے سے عام اقدامات سے متعلق اپنی سابقہ عمومی رائے نمبر 5 (2003) کا حوالہ دیتی ہے اور اپنی سابقہ سفارش کو پھر سے دہراتی ہے کہ فریق ریاست بچوں اور خاص طور پر بچوں کے ان گروہوں کے بجٹ میں موثر اضافہ کرے جن کے لئے مثبت سماجی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عدم مساوات کا خاتمہ کیا جاسکے اور ملک بھر میں معاہدے میں بیان کئے گئے تمام حقوق کے مساویانہ استعمال کو یقینی بنایا جاسکے۔ ان گروہوں میں لڑکیاں، مہاجرین اور اندرونی طور پر بے دخل ہونے والے بچے، مذہبی اور لسانی اقلیتیں، والدین کی نگہداشت سے محروم بچے، معذوری کا شکار بچے، بے گھر بچے اور دیگر شامل ہیں۔ کمیٹی فریق ریاست کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ وہ بچوں کے حقوق کے تناظر میں بجٹ کی نگرانی کرنا شروع کرے تاکہ بچوں کے لئے مختص بجٹ پر نظر رکھی جاسکے۔

سول سوسائٹی کے ساتھ تعاون

14۔ فریق ریاست کے ان ضوابط اور طریق ہائے کار کے حوالے سے، جو غیر سرکاری تنظیموں کے اندراج کے علاوہ سول سوسائٹی کے ساتھ جاری تعاون میں آسانیاں پیدا کرتے ہیں، کمیٹی کو اس بات پر تشویش ہے کہ ایسا تعاون محدود ہے اور اطلاعات کے مطابق چند غیر سرکاری تنظیموں پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ اسے غیر سرکاری تنظیموں کو فراہم کی جانی والی ناکافی مالی امداد پر بھی تشویش ہے۔

15۔ کمیٹی تجویز پیش کرتی ہے کہ فریق ریاست سول سوسائٹی کی تنظیموں کے ساتھ تعاون کو مضبوط بنانے اور انہیں مالی معاونت فراہم کرنے کے لئے مختلف سطح، جیسے کہ قومی، صوبائی/علاقائی اور ضلعی سطح پر ایک واضح طریقہ کار تشکیل دے۔

ب۔ بچے کی تعریف (معاہدے کا آرٹیکل **1**)

16۔ اگرچہ کمیٹی سندھ کم عمری کی شادی کی ممانعت کا ایکٹ جس کے تحت لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لئے شادی کی عمر 18 سال تک بڑھا دی گئی، کا خیر مقدم کرتی ہے، تاہم اسے دیگر تمام صوبوں میں لڑکوں کے لئے شادی کی کم سے کم قانونی عمر (18 سال) اور لڑکیوں کی شادی کی کم سے کم عمر (16 سال) میں پائے جانے والے فرق اور زنا اور حدود آرڈیننس (1979) میں بیان کی گئی بچی کی تعریف (16 سال یا بلوغت تک) پر تشویش ہے۔ اسے وفاقی، صوبائی اور علاقائی سطح پر ایک بچے کی تعریف سے متعلق پائے جانے والے قانونی تضاد اور سیکولر اور شرعی قانون کے درمیان فرق پر بھی تشویش ہے۔

17۔ کمیٹی اپنی سابقہ سفارش کو پھر سے دہراتی ہے کہ فریق ریاست اس بات کو یقینی بنائے کہ یہ بچے کی تعریف کے حوالے سے اپنے قوانین کو ایک دوسرے کے ساتھ مکمل طور پر ہم آہنگ کرے تاکہ 18 سال سے کم عمر کے ہر بچے کی بطور انسان تعریف کی جاسکے۔ کمیٹی خاص طور پر یہ سفارش کرتی ہے کہ زنا اور حدود آرڈیننس (1979) کے علاوہ تمام صوبوں میں کم عمری کی شادی کی ممانعت کے ایکٹ میں ترمیم کی جائے تاکہ لڑکیوں کی شادی کے لئے شادی کی کم از کم عمر کو 18 سال تک بڑھا کر لڑکوں اور لڑکیوں کی عمر کو یکساں کیا جاسکے۔

ج۔ عام اصول (معاہدے کے آرٹیکل **2,3,6** اور **12**)

عدم امتیاز

18۔ کمیٹی کو:

(الف) فریق ریاست میں لڑکیوں کے ساتھ ہونے والے امتیازی سلوک اور بچوں کی اموات اور اسکولوں میں داخلے کی شرح کی حوالے سے پائے جانے والے صنفی تفاوت، کم عمری کی شادی اور قرض کے تصفیے کے لئے لڑکیوں کے تبادلے، اور لڑکیوں پر ہونے والے گھریلو تشدد پر سخت تشویش ہے؛

(ب) کمیٹی کو شرعی قانون، جس کے تحت لڑکیاں لڑکوں کی نسبت وراثت میں نصف حصے کی حق دار ہیں، کے تحت لڑکیوں کی حیثیت؛ اور

(ج) مذہبی اور لسانی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے بچوں، معذوری کا شکار بچوں، نکاح کے بغیر پیدا ہونے والے بچوں، غربت کی زندگی گزارنے والے بچوں، دلت برادری سے تعلق رکھنے والے بچوں، دیہی اور دور افتادہ علاقوں میں رہنے والے بچوں اور نسوانی ہم جنس پرست، ہم جنس پرست، مخنث اور خواجہ سرا بچوں کے ساتھ ہونے والے عام امتیازی سلوک پر بھی تشویش ہے۔

19۔ کمیٹی فریق ریاست پر زور دیتی ہے کہ وہ صنفی تفاوت کو کم کرے اور لڑکیوں کے ساتھ ہونے والے امتیازی سلوک کا خاتمہ کرے۔ کمیٹی خاص طور پر یہ کرتی ہے کہ فریق ریاست اپنے قوانین اور ضوابط پر نظر ثانی کرنے کے لئے موثر اقدامات کرے تاکہ لڑکیوں کے ساتھ ہونے والے امتیازی سلوک کو روکنے کے لئے مقامی حکام، مذہبی قائدین، ججوں اور استغاثہ کے لئے آگہی میں اضافہ کرنے والے جامع پروگرام منعقد کر کے لڑکیوں کے استحقاق کے حوالے سے پائے جانے والے کسی بھی تفاوت کا خاتمہ کیا جاسکے اور بچوں، خاص طور پر لڑکیوں کو معاہدے کے تحت ان کے حقوق سے آگاہ کیا جاسکے۔ علاوہ ازیں، کمیٹی اپنی اس سابقہ سفارش کو پھر سے دہراتی ہے کہ فریق ریاست امتیازی سلوک

اور منفی سماجی رویوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات، جیسے کہ عوامی آگہی کے پروگرام، کرے اور سیاسی، مذہبی اور کمیونٹی کے رہنماؤں کو متحرک کریں تا کہ وہ ان روایتی رجحانات اور رویوں کے خاتمے کے لئے کئے جانے والے اقدامات کی حمایت کریں جو مذہبی یا دیگر اقلیتی گروہوں سے تعلق رکھنے والے بچوں، معذوری کا شکار بچوں، غربت کی زندگی گزارنے والے بچوں، دلت برادری سے تعلق رکھنے والے بچوں، دیہی اور دور دراز کے علاقوں میں رہنے والے بچوں اور نسوانی ہم جنس پرست، ہم جنس پرست، مخنث اور خواجہ سرا بچوں کے ساتھ امتیازی سلوک کا باعث بنتے ہیں۔

بچے کا بہترین مفاد

20۔ کمیٹی نے اس بات کا نوٹس لیا ہے کہ فریق ریاست کے کچھ قوانین میں بچے کے بہترین مفاد کا احاطہ کیا گیا ہے، لیکن اسے اس بات پر تشویش ہے کہ اس پر اس اصول کے مطابق عمل درآمد نہیں ہوتا، اور خاص طور پر یہ کہ نظام انصاف میں بچے کے مفاد کو اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے۔

21۔ بچے کے اپنے بہترین مفاد کے حق کو اولین ترجیح دینے سے متعلق اپنے عمومی تبصرہ نمبر 14(2013) کی روشنی میں، کمیٹی یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ فریق ریاست اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ٹھوس اقدامات کرے کہ اس حق کی تکمیل کی جائے اور اس کی تسلسل کے ساتھ تشریح کی جائے اور اس کا انتظامی، عدالتی اور قانون سازی سے متعلق کارروائیوں اور فیصلوں کے ساتھ ساتھ تمام پالیسیوں، پروگراموں اور ان منصوبوں میں اطلاق کیا جائے جو بچوں سے متعلق ہیں اور ان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے فریق ریاست کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ حکومت میں موجود تمام متعلقہ افراد کی رہنمائی کے لئے طریق کار اور معیار تشکیل دیں تا کہ ہر شعبے میں بچے کے بہترین مفاد کا تعین کیا جا سکے اور اسے ایک اولین ترجیح کے طور پر اہمیت دی جا سکے۔

زندگی، بقاء اور ترقی کا حق

22۔ کمیٹی کے لئے یہ بات تشویش کا باعث ہے کہ انسداد دہشت گردی کی کارروائیوں، دہشت گردی، اور تشدد، جیسے کہ 2014ء میں پشاور کے اسکول پر حملے میں 142 بچوں کی ہلاکت، خشک سالی، بشمول تھرپارکر کی خشک سالی، غذائیت کی کمی اور ماں اور نوزائیدہ بچوں کی نگہداشت کے فقدان کے باعث متعدد بچے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کمیٹی کو اس بات پر بھی سخت تشویش ہے کہ نومولود بچیوں کو قتل کرنے کے واقعات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، اور یہ کہ ایسے جرائم کے خلاف بہت کم قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

23۔ کمیٹی فریق ریاست پر زور دیتی ہے کہ وہ فوری اقدامات کرے تا کہ:

> خاص طور پر بچوں کے غیر محفوظ اور محروم گروہوں جیسے کہ غربت میں زندگی گزارنے والے بچوں، بشمول دلت برادری سے تعلق رکھنے والے بچوں میں غذائیت کی کمی پر قابو پایا جا سکے اور اس کا مقابلہ کیا جا سکے۔

(الف) انسداد دہشت گردی کی کارروائیوں، دہشت گردی اور تشدد کے باعث بچوں کی ہلاکتوں کو روکا جا سکے اور اسکولوں اوان ر دیگر علاقوں کو بہتر تحفظ فراہم کیا جا سکے جہاں بچے ایک بڑی تعداد میں موجود ہوتے ہیں؛

(ب) خاص طور پر بچوں کے غیر محفوظ اور محروم گروہوں جیسے کہ غربت میں زندگی گزارنے والے بچوں، بشمول دلت برادری سے تعلق رکھنے والے بچوں میں غذائیت کی کمی پر قابو پایا جا سکے اور اس کا مقابلہ کیا جا سکے؛

(ج) اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ خشک سالی کی صورت میں بچوں کو فوری امداد، بشمول مناسب خوراک فراہم کی جائے اور ایسی امداد کی فراہمی کی نگرانی کی جائے تا کہ کسی بھی ممکنہ خرد برد کو روکا جا سکے۔

(د) خاص طور پر دور دراز کے علاقوں اور دیہات میں ماؤں اور نوزائیدہ بچوں سے متعلق معیاری نگہداشت تک آسان رسائی فراہم کی جا سکے؛

(ہ) نوزائیدہ بچیوں کو قتل کرنے والوں اور ایسے جرم کی ترغیب دینے والوں سے تحقیقات کی جا سکیں، ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکے اور انہیں سزا دی جا سکے اور ان پر جرم کی شدت کی مناسبت سے پابندیاں عائد کی جا سکیں اور لوگوں کو آگہی فراہم کی جا سکے کہ وہ ایسے جرائم کی اطلاع پولیس کو دیں۔

موت کی سزا پانے والے بچے

کمیٹی کو ان اطلاعات پر سخت تشویش ہے کہ بین الاقوامی برادری اور اقوام متحدہ کی متعدد درخواستوں کے باوجود 2014ء میں سزائے موت پر پابندی کے خاتمے کے بعد متعدد افراد کو پھانسی دی گئی جن کی عمر جرم کے ارتکاب کے وقت یا تو 18 سال سے کم تھی یا جن کی عمر متنازع تھی۔ یہ امر بھی انتہائی تشویش کا باعث ہے کہ ایسے متعدد افراد سزائے موت کے منتظر ہیں جن کی عمر جرم کے ارتکاب کے وقت 18 سال سے کم تھی اور جنہیں عمر کی بنیاد پر اپنی سزا کو چیلنج کرنے کے طریقہ کار تک محدود رسائی حاصل تھی۔ کمیٹی عبدالرحمان، معین الدین اور محمد انورک، جن کی عمر جرم کے ارتکاب کے وقت 18 سال سے کم تھی، کے مقدمات کی نشاندہی کرتی ہے جو مستقبل قریب میں پھانسی دیے جانے کے منتظر ہیں۔

25۔ کمیٹی فریق ریاست پر زور دیتی ہے کہ وہ انتہائی ترجیحی معاملے کے طور پر:

(الف) فوری طور پر تمام پھانسیوں کو روکنے کا حکم دے اور ان تمام مقدمات پر نظر ثانی کرے جن میں بچوں یا ان افراد کو سزائے موت دی گئی ہو جن کی عمر جرم کے ارتکاب کے وقت 18 سال سے کم تھی، جہاں ان کی کم عمری کی علامات موجود ہوں۔ اس دوران اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ایسے شخص کی عمر کا تعین کیسے کیا گیا اور جہاں ضروری ہو ایسے فرد کی رہائی یا سزائے موت کی قید کی سزا میں تبدیلی کو مدنظر رکھتے ہوئے مقدمے کی دوبارہ تحقیقات کی جائیں۔ اس کا اطلاق ان مقدمات پر بھی ہونا چاہئے جہاں جرم کا ارتکاب بچوں کے نظام انصاف کے آرڈیننس 2000 سے پہلے کیا گیا ہو؛

(ب) عمر کا تعین کرنے کے موثر طریق ہائے کار تشکیل دیے جائیں تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ ایسے مقدمات جہاں عمر کا کوئی ثبوت موجود نہ ہو وہاں اس فرد کی عمر کا تعین کرنے کے لئے اسے مناسب تحقیقات کا حق دیا جائے اور، کسی تنازع یا غیر فیصلہ کن ثبوت کی صورت میں اسے شک کے فائدے کے اصول کا حق حاصل ہو گا؛

(ج) اس بات کو یقینی بنائے کہ تمام بچوں سے متعلق تمام مقدمات، حتیٰ کہ وہ مقدمات بھی جن کا تعلق دہشت گردی سے متعلقہ جرائم یا شرعی قانون کی خلاف ورزی، بشمول گرفتاری، حراست (چاہے ٹرائل سے پہلے یا ٹرائل کے بعد) اور سماعت سے ہو، معاہدے اور تمام قابل اطلاق بین الاقوامی معیارات کی مطابقت میں بچوں کی عدالت میں

چلائے جائیں؛ اور

(د) سزائے موت کے منتظر بچوں کی تعداد سے متعلق کوائف، اور ان افراد کے کوائف فراہم کرے جنہوں نے 18 سال سے کم عمر میں جرائم کا ارتکاب کیا ہو۔

نام نہاد ''غیرت'' کے نام پر قتل

کمیٹی کو اس بات پر سخت تشویش ہے کہ قانون میں ترمیم (فوجداری قانون (ترمیمی) ایکٹ 2004ء) کے باوجود نام نہاد ''غیرت'' کے نام قتل کے واقعات میں اضافہ بتایا گیا ہے جس کی وجہ سماجی قبولیت اور قانون نافذ کرنے والوں کا رویہ ہے جو یا تو قانون سے ناواقف ہیں یا پھر جان بوجھ کر قانون کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ، کمیٹی کو شرعی قانون کے تحت قصاص اور دیت کے اطلاق کے امکان پر بھی تشویش ہے جن کے تحت مجرموں کو بری کیا جا سکتا ہے۔

27۔ کمیٹی فریق ریاست پر زور دیتی ہے کہ وہ نام نہاد ''غیرت'' کے نام پر صنف کی بنیاد پر ہونے والے جرائم کو کسی صورت برداشت نہ کرنے کی پالیسی اپنائے اور تمام مقدمات کی فوری اور موثر تحقیقات کو یقینی بنائے۔ خاص طور پر فریق ریاست کو چاہئے کہ وہ:

(الف) اس بات کو یقینی بنائے کہ نام نہاد ''غیرت'' کے نام پر صنف کی بنیاد پر ہونے والے جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف ضابطہ فوجداری کی متعلقہ دفعات کے تحت قانونی چارہ جوئی کی جائے اور ان کا شرعی قانون کے تحت تصفیہ نہ کیا جائے اور انہیں جرم کی سنگینی کی مناسبت سے سزائیں دی جائیں؛

(ب) عوام، میڈیا اور مذہبی قائدین اور برادری کے قائدین، اور قانون نافذ کرنے والے اداروں اور عدالتی حکام کی آگہی میں اضافہ کرنے کے لئے اقدامات کرے تاکہ نام نہاد ''غیرت'' کے نام پر تمام نفرت انگیز رویوں کا خاتمہ کیا جا سکے؛

(ج) نام نہاد ''غیرت'' کے نام پر ہونے والے جرائم کے خطرے سے دوچار یا اس کا شکار ہونے والی خواتین اور بچوں کے لئے موثر تحفظ، بشمول پناہ گاہ اور حفاظتی اسکیموں کو یقینی بنائے۔

د۔ شہری حقوق اور آزادیاں (آرٹیکل 7، 8 اور 13-17)

پیدائش کا اندراج

28۔ کمیٹی فریق ریاست کی جانب سے قائم کئے گئے 6 یونٹ اور چپ بیسڈ کارڈ سسٹم کا خیر مقدم کرتی ہے جس کا مقصد تمام صوبوں میں پیدائش کے اندراج کی حوصلہ افزائی کرنا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ امر باعث تشویش ہے کہ صرف 30 فیصد بچوں کا اندراج کیا گیا ہے اور بلوچستان اور فاٹا میں اندراج کی شرح سب سے کم ہے۔ کمیٹی کو خاص طور پر پیدائش کے اندراج کے بارے میں کم آگاہی، پیچیدہ طریقہ کار اور بھاری فیسوں کے علاوہ اس بات پر بھی تشویش ہے کہ محروم گروہوں سے تعلق رکھنے والے بچوں، بشمول نکاح کے بغیر پیدا ہونے والے بچوں اور مہاجر اور اندرونی طور پر بے دخل ہونے والے بچوں کی پیدائش کے اندراج کو یقینی بنانے کے لئے موثر اقدامات نہیں کئے گئے۔

> اس بات کو یقینی بنائے کہ نام نہاد ''غیرت'' کے نام پر صنف کی بنیاد پر ہونے والے جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف ضابطہ فوجداری کی متعلقہ دفعات کے تحت قانونی چارہ جوئی کی جائے اور ان کا شرعی قانون کے تحت تصفیہ نہ کیا جائے اور انہیں جرم کی سنگینی کی مناسبت سے سزائیں دی جائیں۔

29۔ تمام لوگوں کو قانونی شناخت کی فراہمی سے متعلق مستحکم ترقیاتی ہدف نمبر 16.5 کو مدنظر رکھتے ہوئے، کمیٹی فریق ریاست پر زور دیتی ہے کہ وہ:

(الف) بچوں، خاص طور پر محروم طبقات سے تعلق رکھنے والے بچوں کے بروقت اندراج کو فروغ دے اور عوام کو عدم اندراج کے نتائج کے بارے میں آگاہ کرے؛

(ب) ملک بھر میں پیدائش کے اندراج پر عائد تمام فیسیں ختم کرے اور اندراج کے طریقہ کار کو آسان بنائے اور اس مقصد کے لئے موبائل رجسٹریشن یونٹ بھی قائم کرے؛

(ج) پیدائش کے اندراج اور/یا شناختی دستاویزات سے محروم بچوں کی نشاندہی کے لئے ایک سروے کا اہتمام کرے، اور ان بچوں کے لئے پیدائش کے اندراج اور دستاویزات کے اجراء کو یقینی بنائے؛ اور

(د) اس بات کو یقینی بنائے کہ شناختی دستاویزات سے محروم بچوں کو تعلیم، صحت اور سرکاری سہولیات تک رسائی سے محروم نہ رکھا جائے۔

مذہب کی آزادی

کمیٹی کو فریق ریاست میں مذہب کی محدود آزادی، جبری تبدیلی مذہب اور فرقہ وارانہ تشدد پر سخت تشویش ہے جس میں مذہبی اقلیتوں جیسے کہ شیعہ مسلمانوں، ہندوؤں، مسیحیوں اور احمدیوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اسے خاص طور پر توہین مذہب کے قوانین پر تشویش ہے جن کے تحت قرآن کی بے حرمتی اور پیغمبر محمدؐ کی توہین کرنے پر سزائے موت سمیت سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ ان قوانین کی غلط تشریح کی جاتی ہے اور ان کا مسلسل غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں، کمیٹی کو ان اطلاعات پر بھی تشویش ہے کہ اسکولوں میں مذہبی عدم رواداری کی تعلیم دی جاتی ہے اور غیر مسلم طلباء کو اسلامیات کا مضمون پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ چند اسکولوں کی نصابی کتب میں مذہبی اقلیتوں کے بارے میں توہین آمیز مواد موجود ہے۔

31۔ کمیٹی فریق ریاست پر زور دیتی ہے کہ:

(الف) وہ شیعہ مسلمانوں، ہندوؤں، مسیحیوں اور احمدی بچوں سمیت تمام بچوں کی مذہبی آزادی کا تحفظ کرے اور بچوں کو، بشمول اسکولوں میں، اپنے مذہب کا انتخاب کرنے یا کسی بھی مذہب کا اقرار تسلیم نہ کرنے کا اختیار دے؛

(ب) توہین مذہب کے قوانین کا جائزہ لے اور انہیں کالعدم قرار دے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ 18 سال سے کم عمر بچوں کو ایسے جرائم کی ذمہ داری سے مستثنیٰ ہوں؛ اور

(ج) اسکولوں کی نصابی کتب سے تمام توہین آمیز بیانات کا خاتمہ کرے اور رواداری، عدم امتیاز اور انسانی حقوق کی تعلیم کو فروغ دے۔

ہ۔ بچوں کے خلاف تشدد (آرٹیکل 19، 24، پیراگراف۔ 3، 28، پیراگراف۔2، 34، 37(a) اور 39)

تشدد اور دیگر ظالمانہ یا ذلت آمیز سلوک یا سزا

32۔ کمیٹی ملک کے تھانوں اور جیلوں میں بچوں پر منظم اور بڑے پیمانے پر ہونے والے تشدد اور ناروا سلوک، بشمول فیصل آباد پولیس کی جانب سے بچوں پر تشدد کی اطلاعات کی مذمت کرتی ہے۔ کمیٹی کو اس بات پر سخت تشویش ہے کہ شرعی قانون حدود سے متعلقہ جرائم پر بچوں کو قطع عضو، کوڑوں کی سزا، سنگساری اور دیگر ظالمانہ اور ذلت آمیز سزاؤں کا نشانہ بنانے کی اجازت دیتا ہے۔

33۔ بچے کے ہر قسم کے تشدد سے تحفظ کے حق سے متعلق کمیٹی کے عمومی تبصرہ نمبر 13(2011) اور مستحکم

ترقیاتی ہدف نمبر 16.2 کا حوالہ دیتے ہوئے، کمیٹی فریق ریاست پرزوردیتی ہے کہ وہ بچوں پر تشدد اور ناروا سلوک کے تمام مبینہ واقعات، خاص طور پر قانون نافذ کرنے والے اداروں، بشمول فیصل آباد کی ضلعی پولیس کی جانب سے ہونے والے تشدد کی بلا تاخیر آزادانہ تحقیقات کرے، اور اس بات کو یقینی بنائے کہ ایسی کارروائیاں انجام دینے والوں، اس کا حکم دینے والوں، انہیں نظرانداز کرنے والوں یا اس میں مدد دینے والوں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے اور انہیں جرم کی سنگینی کی مناسبت سے سزا دی جائے۔ کمیٹی مزید سفارش کرتی ہے کہ فریق ریاست اپنے قوانین پر نظرثانی کرے اور 18 سال سے کم عمر بچوں کو حدود کے جرائم سے متعلق سزاؤں جیسے کہ قطع عضو، کوڑوں کی سزا، سنگساری اور دیگر ظالمانہ اور ذلت آمیز سزاؤں سے مستثنٰی قرار دے۔

جسمانی سزا

جسمانی سزا سے متعلق عمومی تبصرہ نمبر 8(2006) کی روشنی میں، کمیٹی فریق ریاست پرزوردیتی ہے کہ وہ ہر قسم کی جسمانی سزا کا خاتمہ کرے اور اسے ممنوع قرار دے۔ کمیٹی یہ بھی تجویز کرتی ہے فریق ریاست جسمانی سزا کے مضر اثرات سے متعلق آگہی میں اضافہ کرنے والی مہمات کا انعقاد کرے تاکہ اس سرگرمی کے حوالے سے پائے جانے والے عام رویے کو تبدیل کیا جاسکے اور بچوں کی تربیت کی مثبت، غیر متشدد اور شراکتی اقسام اور نظم وضبط کو فروغ دیا جاسکے۔

جنسی استحصال اور زیادتی

36۔ کمیٹی کو اس بات پر سخت تشویش ہے کہ:

(الف) خاص طور پر صوبہ خیبر پختونخوا، پنجاب کے علاقوں اور فاٹا میں بچوں کی ایک بڑی تعداد، بشمول طالبان کے ہاتھوں، جنسی زیادتی، استحصال اور اغواء کا نشانہ بن رہی ہے؛

(ب) جسم فروشی اور فحش نگاری کے ذریعے بچوں کے استحصال کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں؛ اور

(ج) حکومت نے بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی اور استحصال کو روکنے، مجرموں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے اور ان متاثرین کو انصاف فراہم کرنے کے لئے اقدامات نہیں کیے جنہیں معاشرہ اکثر بدنامی کا باعث سمجھتا ہے۔

37۔ کمیٹی فریق ریاست پرزوردیتی ہے کہ وہ ایک انتہائی ترجیحی معاملے کے طور پر اپنے علاقے میں:

(الف) ایسے مناسب قوانین کی منظوری دے جو بچوں کے ساتھ زیادتی اور استحصال کی واضح اور غیر مبہم طور پر تشریح کریں اور بچوں کے ساتھ زیادتی اور استحصال کو ممنوع قرار دیں؛

(ب) گھروں، اسکولوں، اداروں اور دیگر جگہوں پر بچوں کے ساتھ زیادتی اور استحصال کے واقعات کی فوری اور موثر، قابل رسائی، بچوں کے حوالے سے دوستانہ رپورٹنگ کا آغاز کرے، بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی اور استحصال کی تمام اطلاعات کی تحقیقات کرے، اور مجرموں کو جرائم کی سنگینی کی مناسبت سے سزائیں دے؛

(ج) جنسی زیادتی اور استحصال کے متاثرین کی رسوائی اور استحصال کو روکنے کے لئے آگہی میں اضافہ کرنے والی سرگرمیوں کا انعقاد کرے؛ اور

(د) متاثرہ بچوں کی بحالی اور سماجی انضمام کے لئے بچوں کے تجارتی جنسی استحصال کے خلاف عالمی کانگریس کے موقع پر منظور کی گئیں دستاویزات کی مطابقت میں پروگراموں اور پالیسیوں کی تشکیل کو یقینی بنائے۔

حکومت نے بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی اور استحصال کو روکنے، مجرموں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے اور ان متاثرین کو انصاف فراہم کرنے کے لئے اقدامات نہیں کیے جنہیں معاشرہ اکثر بدنامی کا باعث سمجھتا ہے۔

نقصان دہ سرگرمیاں

38۔ کمیٹی خواتین مخالف سرگرمیوں کی روک تھام (فوجداری قانون کی ترمیم) کے ایکٹ 2011ء جس میں ونی، سوارا یا بدلہ صلح کے لئے زیادہ سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں، کے علاوہ خیبر پختونخوا کا گھاگ کے رواج کے خاتمے کے ایکٹ 2013ء کا خیر مقدم کرتی ہے جو صوبہ خیبر پختونخوا میں جبری شادی کو جرم قرار دیتا ہے۔ تاہم کمیٹی کو اس بات پر تشویش ہے کہ عوام، خاص طور پر خاندان اور بچوں میں اس قانون کے حوالے سے زیادہ آگہی نہیں پائی جاتی اور ملک بھر میں کم عمری کی شادی کی سرگرمی جاری ہے۔ کمیٹی کو خاص طور پر اس بات پر تشویش ہے کہ اگرچہ غیر رسمی عدالتی نظام (مقامی جرگہ) پر پابندی ہے تاہم اب بھی فعال ہے اور وہ بچوں کی زندگی سے متعلق فیصلے کرتا ہے جو ان کے حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ علاوہ ازیں، کمیٹی دیگر غیر انسانی رواجات اور رسوم جیسے کہ جلانے، تیزاب حملوں، قطع عضو، برہنہ کرنے اور جنسی طور پر ہراساں کئے جانے پر مسلسل تشویش کا شکار ہے جو زندگیوں اور لڑکیوں کی سلامتی کے لیے خطرے کا باعث ہے۔

39۔ کمیٹی فریق ریاست پرزوردیتی ہے کہ وہ:

(الف) ایسے قوانین نافذ کرے جو کم عمری کی شادی کو ممنوع قرار دے، اور ایسے افراد، بشمول مقامی کونسلوں (جرگہ) کے اراکین کے خلاف قانونی کارروائی کرے ایسی مضر سرگرمیوں کا فیصلہ کرتے ہیں اور ان کی تائید کرتے ہیں جو فریق ریاست کے قوانین اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کی خلاف ورزی ہیں؛

(ب) خاندانوں، مقامی حکام، مذہبی اور کمیونٹی قائدین، اور ججوں اور استغاثہ کو ہدف بناتے ہوئے کم عمری کی شادی کے جسمانی اور ذہنی صحت اور لڑکیوں کی فلاح پر پڑنے والے مضر اثرات سے متعلق مہمات اور پروگراموں کا اہتمام کرے اور بچوں، خصوصاً لڑکیوں کو معاہدے کے تحت ان کے حقوق بشمول جبری شادی کا نشانہ نہ بنائے جانے کے حق سے متعلق معلومات فراہم کرے؛ اور

(ج) نقصان دہ سرگرمیوں (2014) سے متعلق مشترکہ عمومی تبصرہ نمبر 18(2014) کی روشنی میں بچوں کے خلاف مضر سرگرمیوں جیسے کہ جلائے جانے، تیزاب حملے، قطع عضو، برہنہ کرنے اور جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کے خاتمے کے لئے موثر اقدامات کرے اور مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لائے۔

ہر قسم کے تشدد سے تحفظ

40۔ بچوں کے خلاف تشدد سے متعلق اقوام متحدہ کی 2006ء کی تحقیق (A/61/299) کو دہراتے ہوئے، بچوں کے ہر قسم کے تشدد سے تحفظ کے حق سے متعلق اپنے عمومی تبصرہ نمبر 13(2011) کو مدنظر رکھتے ہوئے اور بچوں کے استحصال، سمگلنگ، اور ان کے خلاف ہر قسم کے تشدد اور ایذارسانی کے خاتمے سے متعلق متحکم ترقیاتی ہدف 16.2 کو دیکھتے ہوئے، کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ فریق ریاست بچوں کے خلاف ہر قسم کے تشدد کے خاتمے کو ترجیح دے۔ یہ خاص طور پر یہ سفارش کرتی ہے کہ فریق ریاست:

(الف) بچوں کے خلاف ہر قسم کے تشدد کو روکنے کے لئے ایک جامع قومی حکمت عملی تشکیل دے؛

(ب) بچوں کے خلاف ہر قسم کے تشدد کے خاتمے کے لئے ایک مربوط قومی فریم ورک تشکیل دے؛

(ج) تشدد کی صنفی وسعت پر خصوصی توجہ دے اور اس کا خاتمہ کرے؛ اور

(د) بچوں پر تشدد سے متعلق سیکریٹری جنرل کے نمائندوں اور اقوام متحدہ کے دیگر متعلقہ اداروں کے ساتھ تعاون کرے۔

و۔ خاندانی ماحول اور متبادل نگہداشت (آرٹیکل 5، 9، 11، 18 (پیراگراف 1 اور 2)، 20، 21، 25 اور 27 (پیراگراف 4)

خاندانی ماحول

41۔ کمیٹی کو اس بات پر تشویش ہے کہ ان خاندانوں کو ناکافی معاونت فراہم کی گئی ہے جن کے بچے غربت کی زندگی گزار رہے ہیں اور نفسیاتی معاونت اور رہنمائی فراہم کرنے والے مراکز موجود نہیں ہیں جو بچوں کو ترک کرنے اور ان کے اداروں میں داخلے کا سبب بنتا ہے۔ کمیٹی کو ملک بھر میں رائج ایک سے زائد بیویاں رکھنے کی سرگرمی، جس کی قانونی طور پر اجازت ہے، پر بھی تشویش ہے جس کا بچوں پر منفی اثر پڑتا ہے۔

42۔ بچوں کی نگہداشت سے متعلق رہنما اصول (جنرل اسمبلی کی قرارداد 64/142، ضمیمہ) کی جانب توجہ دلاتے ہوئے کمیٹی اس بات پر زور دیتی ہے کہ مالی اور مادی غربت-- یا ایسی غربت کے ساتھ براہ راست اور منفرد طور پر منسلک حالات-- کو کبھی بھی کسی بچے کو والدین کی نگہداشت سے محروم کرنے، کسی بچے کو متبادل نگہداشت میں دینے یا کسی بچے کے سماجی انضمام کو روکنے کا جواز قرار نہیں دیا جانا چاہئے۔ اس حوالے سے کمیٹی یہ سفارش کرتی ہے کہ فریق ریاست:

(a) غربت کی زندگی گزارنے والے خاندانوں کو مالی مدد کے ساتھ ساتھ نفسیاتی اور سماجی معانت اور والدین کو اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے حوالے سے رہنمائی فراہم کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو تیز کرے تاکہ بچوں کو ترک کرنے اور انہیں اداروں میں داخل کرانے کے عمل کو روکا جا سکے؛ اور

(b) مسلم عائلی قانون آرڈیننس 1961ء پر نظر ثانی کرے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ ایسی تمام دفعات جن کے بچوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، خاص طور پر وہ جو ایک سے زائد بیویاں رکھنے کا اختیار دیتے ہیں، کو کالعدم قرار دیا جا سکے۔

خاندانی ماحول سے محروم بچے

کمیٹی قومی اور صوبائی چائلڈ پروٹیکشن سینٹرز، محنت کش بچوں کے لئے قومی بحالی مراکز اور پاکستان سویٹ ہومز کا نوٹس لیتی ہے جن کا مقصد بچوں کو متبادل نگہداشت فراہم کرنا ہے، مگر یہ اس بات پر افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ فریق ریاست خاندانی ماحول سے محروم بچوں کی نگہداشت نہیں کرتی۔ اسے اس بات پر بھی تشویش ہے کہ والدین کی نگہداشت سے محروم بہت سے بچے نجی یتیم خانوں، اداروں، بشمول مذہبی اداروں (مدارس) اور پناہ گاہوں میں رہائش پذیر ہیں جو بعض اوقات قومی یا صوبائی حکومتوں سے رجسٹرڈ ہوتے ہیں لیکن وہ نہ تو معیاری نگہداشت فراہم کرتے ہیں اور نہ ہی فریق ریاست ان کی نگرانی کرتی ہے۔ علاوہ ازیں، یہ امر باعث تشویش ہے کہ ایسے اداروں میں طبی، نفسیاتی اور تعلیمی سہولیات اور اس بات کو یقینی بنانے کے لئے شکایت کے طریقہ کار کا فقدان پایا جاتا ہے کہ بچوں کے حقوق پامال نہ ہوں۔

44۔ کمیٹی اپنی اس سابقہ سفارش کو دہراتی ہے کہ فریق ریاست:

(a) خاندان کی نگہداشت سے محروم بچوں کے لئے خاندانی طرز کی اور کمیونٹی پر مبنی متبادل نگہداشت کو فروغ دے تاکہ ادارتی نگہداشت کو کم کیا جا سکے؛

(b) بچوں کے لئے متبادل نگہداشت، بشمول معیاری نگہداشت، سکونت کے سلسلہ وار جائزے اور اس عمل کے تمام مراحل کے دوران بچے کے مشاورت کے حق سے متعلق ایک واضح ضابطہ اپنائے۔

(c) عملے کو تربیت فراہم کرے اور بچوں کو ناروا سلوک کی رپورٹنگ، نگرانی، تلافی بشمول شکایت کے طریقہ کار تک الگ رسائی فراہم کرے۔

(d) اس بات کو یقینی بنائے کہ متبادل نگہداشت کے مراکز کے لئے مناسب انسانی، تکنیکی اور مالی وسائل مختص کیے جائیں اور انہیں طبی، نفسیاتی اور تعلیمی سہولیات فراہم کی جائیں تاکہ جس حد تک ممکن ہو سکے، وہاں پر رہائش پذیر بچوں کی بحالی اور سماجی انضمام میں آسانی پیدا کی جا سکے۔

متاثرہ بچے

45۔ کمیٹی کو ان اطلاعات پر شدید تشویش لاحق ہے کہ متاثرہ بچوں کو معاشرے میں حقارت کی نظر سے دیکھنے کے باعث انہیں بے یارو مددگار چھوڑا جا رہا ہے۔ کمیٹی کو علم ہے کہ فریق ریاست جامع تعلیم کی فراہمی کا ادارہ رکھتی ہے مگر کمیٹی کو اس بات پر تشویش لاحق ہے کہ فریق ریاست میں متاثرہ بچوں کی بہت بڑی تعداد تعلیم تک رسائی سے محروم ہے۔ کمیٹی اس امر پر بھی فکر مند ہے کہ خصوصی تعلیم کے ادارے، جن میں معمولی معذوری کا شکار بچوں کی انتہائی کم تعداد (اطلاعات کے مطابق (0.04 فیصد) حاضر ہوئی ہے، بچوں کی ضروریات پورا کرنے کے لیے ناکافی ہیں اور دیہاتی علاقوں میں تو ہیں ہی ہیں۔ کمیٹی کو یہ فکر بھی لاحق ہے کہ سکولوں، ہسپتالوں اور تفریحی اداروں تک متاثرہ بچوں کی رسائی انتہائی ضروری ہے۔

46۔ متاثرہ بچوں کے حقوق پر اپنے عمومی تبصرہ نمبر 9(2006) کی روشنی میں، کمیٹی فریق ریاست سے مطالعہ کرتی ہے کہ وہ:

(a) متاثرہ بچوں کے خاندانوں کی مناسبت امداد اور رہنمائی کرے، اور سرکاری عہدیداران، عوام اور مذکورہ خاندانوں کے لیے آگہی مہمیں چلائے تاکہ متاثرہ بچوں کے خلاف نفرت اور تعصب کو ختم کیا جا سکے اور ایسے بچوں کا مثبت تشخص اجاگر کرے تاکہ متاثرہ بچوں کو لاچارگی کا نشانہ بننے سے بچایا سکے۔

(b) اس امر کو یقینی بنائے کہ تمام متاثرہ بچے جامع تعلیم تک رسائی حاصل کر سکیں اور بچوں کو خصوصی اداروں اور جماعتوں میں بٹھانے پر جامع تعلیم کو ترجیح دی جائے۔

(c) سکولوں، صحت کے مراکز اور ریاستی عمارتوں کے انفراسٹرکچر اور سہولیات میں بہتری لائی جائے تاکہ ملک بھر کے متاثرہ بچوں کو ان تک آزادانہ رسائی فراہم ہو سکے۔

(d) متاثرہ بچوں کے اعداد و شمار مرتب کئے جائیں اور معذوری کی تشخیص کا موثر نظام تشکیل دیا جائے جو کہ متاثرہ بچوں کے لیے موثر پالیسیوں اور پروگرامز کی تشکیل کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

صحت اور طبی سہولیات

47۔ اگرچہ کمیٹی نے فریق ریاست کے صحت کے بجٹ اور لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام کے فنڈز میں بہتری کا مشاہدہ کیا ہے، تاہم کمیٹی فکر مند ہے کہ سرکاری طبی نگہداشت کی سروسز ناکافی ہیں، خاص طور پر دیہاتی علاقوں میں، جہاں یہ خدمات زیادہ تر نجی شعبہ کی طرف سے فراہم کی جا رہی ہیں۔ مزید برآں، کمیٹی درج ذیل امور کے متعلق نہایت فکر مند ہے:

(a) بچوں کی شرح اموات میں کمی میں سست رفتار کمی اور نومولود بچوں کی شرح اموات میں اضافہ۔

(b) طالبان کی طرف سے ویکسینیشن پر پابندی اور پولیو کے عملے کی ہلاکتوں کے باعث پولیو کی شرح خاص طور پر فاٹا میں پولیو کی شرح میں اضافہ اور بڑے پیمانے پر اور بسا اوقات خسرے کے مرض کا پھیلاؤ۔

(c) صحت کی غیر موثر سہولیات، خاص طور پر شمالی وزیرستان، (فاٹا) کے اندرون ملک نقل مکین بچوں کے لیے۔ اطلاعات کے مطابق ان کی تقریباً نصف تعداد صحت کے پیچیدہ مسائل کا شکار ہے؛ اور

(d) پینے کے صاف پانی اور صفائی تک عدم رسائی اور غذائی قلت جو کہ اطلاعات کے مطابق، پانچ برس سے کم عمر 35 فیصد بچوں کی موت کا سبب بنتی ہے، جس کا بنیادی سبب دیگر وجوہات کے علاوہ ضرورت مند بچوں کے لیے مختص شدہ فنڈ میں بدانتظامی ہے۔

48۔ صحت کے اعلیٰ ترین معیار سے مستفید ہونے کے بچے کے حق پر اپنے عمومی تبصرہ نمبر 15(2013) اور پائیدار ترقی کے ہدف نمبر 3.2 اور 3.8 کی روشنی میں کمیٹی فریق ریاست سے درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

(a) صحت کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے اور پورے ملک، خاص طور پر، دیہی علاقوں میں صحت کی معیاری سہولیات فراہم کی جائیں؛

(b) پانچ برس سے کم عمر بچوں کی شرح اموات میں نمایاں کمی لانے کے لیے تمام ضروری اقدامات کیے جائیں تا کہ 2030 تک 25 بچے فی 1000 زندہ پیدائشوں کا ہدف حاصل کیا جا سکے اور نومولود بچوں کی شرح اموات کو کم از کم 12 بچے فی 1000 بچہ تک کم کیا جا سکے۔

(c) پیدائش سے لے کر پانچ برس تک کے تمام بچوں خاص طور پر، فاٹا میں، پولیو اور خسرہ کی ویکسینیشن سمیت صحت کی مفت سہولیات فراہم کی جائیں اور لوگوں کو ویکسینیشن کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے۔

(d) ملک بھر میں بچوں کو تربیت یافتہ طبی ماہرین کی جانب سے صحت کی موثر سہولیات اور معیاری طبی سہولیات فراہم کی جائیں اور اس حوالے سے اندرون ملک نقل مکین افراد کے بچوں پر خاص توجہ دی جائے؛

(e) افزائش کی روک تھام اور غذائی قلت کو کنٹرول کرنے کے لیے پانی اور حفظان صحت کے انتظامات تک رسائی کو سب سے بڑی ترجیح قرار دیا جائے اور صحت کے تمام مراکز، خاص طور پر شدید غذائی قلت کا شکار بچوں کے لیے قوت بخش غذاء کے پیکجز کا اہتمام کیا جائے؛ اور

(f) اس حوالے سے دیگر اداروں کے علاوہ، یونیسیف اور عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) سے مالی و فنی امداد حاصل کی جائے۔

ذہنی صحت

49۔ کمیٹی کو بچوں کی خودکشی اور اقدام خودکشی کی اطلاعات اور ان خودکشیوں کے اسباب کی چھان بین کی معلومات کی کمی پر شدید تشویش لاحق ہے۔ کمیٹی کو ذہنی صحت کے ماہرین، خاص طور پر، بچوں کے ماہرین نفسیات کی کم تعداد (اندازاً چالیس لاکھ بچوں کے لیے ایک ماہر نفسیات ہے) پر بھی تشویش

> بچوں کی نگہداشت سے متعلق رہنما اصول (جنرل اسمبلی کی قرارداد **64/142**، ضمیمہ) کی جانب توجہ دلاتے ہوئے کمیٹی اس بات پر زور دیتی ہے کہ مالی اور مادی غربت -- یا ایسی غربت کے ساتھ براہ راست اور منفرد طور پر منسلک حالات -- کو کبھی بھی کسی بچے کو والدین کی نگہداشت سے محروم کرنے، کسی بچے کو متبادل نگہداشت میں دینے یا کسی بچے کے سماجی انضمام کو روکنے کا جواز قرار نہیں دیا جانا چاہیے۔

لاحق ہے۔ کمیٹی اس بات پر بھی فکر مند ہے کہ فریق ریاست نے بچوں کی ذہنی صحت کی مجموعی صورتحال پر اعداد و شمار فراہم نہیں کیے۔

50۔ کمیٹی یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ فریق ریاست بچوں کو خودکشی کے رجحان کے خاتمے کے لیے فوری اقدام کرے۔ اس مقصد کے لیے ریاست سکولوں اور کمیونٹیوں میں دستیاب نفسیاتی مشاورت کی سہولیات اور سماجی ورکروں کی تعداد میں اضافہ کرے اور اس امر کو یقینی بنائے کہ بچوں کے ساتھ وابستہ تمام نفسیاتی ماہرین بچوں میں خودکشی کے ابتدائی رجحانات اور ذہنی صحت کے مسائل کی بروقت تشخیص کریں اور ان کا ازالہ کریں۔ کمیٹی یہ سفارش بھی کرتی ہے کہ فریق ریاست اعداد و شمار مرتب کرے اور بچوں کی ذہنی صحت کی جامع قومی پالیسی مرتب کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ بنیادی طبی نگہداشت، سکولوں اور کمیونٹیوں میں ذہنی صحت کی ترقی، مشاورت اور ذہنی صحت کی سہولیات مذکورہ پالیسی کا بنیادی حصہ ہوں۔

بالغ افراد کی صحت

51۔ کمیٹی موبائل سروس یونٹس کے قیام کو خوش آئند قرار دیتی ہے جن کے ذریعے خاندانی منصوبہ بندی اور تولیدی معاملات سے متعلق سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ تاہم، کمیٹی اس بات پر فکر مند ہے کہ فریق ریاست نے ان سہولیات کی اقسام، دائرہ کار اور کوریج کے متعلق تفصیلات فراہم نہیں کیں اور یہ کہ اس مقصد کے لیے مختص شدہ بجٹ کے بارے میں معلومات فراہم نہیں کی گئیں۔ خاص طور پر کمیٹی اس بات پر فکر مند ہے کہ نوجوان افراد کو جنسی اور تولیدی حقوق کے بارے میں بہت کم آگہی دی گئی ہے اور سماجی رکاوٹوں کے باعث لڑکیوں کو، خاص طور پر دیہی علاقوں میں جنسی اور تولیدی معاملات میں صحت کی سہولیات تک رسائی نہیں ہے۔ کمیٹی کو غیر محفوظ طریقوں سے کمسن افراد کے اسقاط حمل، اسقاط حمل کے خفیہ طرائق کار اور قانونی اسقاط حمل تک عدم رسائی، خاص طور پر غیر شادی لڑکیوں کی عدم رسائی کی اطلاعات پر بھی تشویش لاحق ہے۔

52۔ بالغ افراد کی صحت پر اپنے عمومی تبصرہ نمبر (2003) 4 کی روشنی میں، کمیٹی فریق ریاست سے سفارش کرتی ہے کہ:

(a) بالغ افراد کے لیے جنسی اور تولیدی معاملات پر صحت کی جامع پالیسی اختیار کی جائے اور جنسی و تولیدی صحت کی تعلیم کو سکول کے نصاب کا لازمی حصہ بنایا جائے اور بالغ لڑکیوں اور لڑکوں کو توجہ کا مرکز بنایا جائے، اور قبل از وقت اسقاط حمل اور جنسی طور پر منتقل ہونے والی بیماریوں کی روک تھام پر خاص توجہ دی جائے۔

(b) قانون سازی کا جائزہ لیا جائے تا کہ غیر شادی لڑکیوں سمیت بچوں کو مانع حمل، محفوظ اسقاط حمل اور اسقاط حمل کے بعد نگہداشت کی سہولیات تک رسائی کو یقینی بنایا جا سکے۔ اسقاط حمل کے فیصلوں میں لڑکی کی رائے کو ہمیشہ سنا جائے اور اس کا احترام کیا جائے؛ اور

(c) کمسن حاملہ افراد، بالغ ماؤں اور ان کے بچوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے اور ان کے خلاف امتیازی سلوک ختم کرنے کے لیے پالیسی تشکیل دی جائے اور اس پر عملدرآمد کیا جائے۔

ایچ آئی وی/ایڈز

53۔ اگرچہ نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کمیٹی کے مشاہدے میں آیا ہے مگر کمیٹی فکر مند ہے کہ خاص طور پر بالغ

افراد کو ایچ آئی وی ایڈز کے بارے میں بہت کم آگہی دی جارہی ہے۔ کمیٹی کو شدید دکھ ہے کہ بچوں، خاص طور پر بچوں کے غیر محفوظ گروہوں، مثلاً بے گھر بچوں، کام کرنے والے بچوں، منشیات کے عادی بچوں اور عصمت فروشی کا شکار بچوں میں اس بیماری کے خطرات اور محرکات کو سمجھنے کے لیے معلومات دستیاب نہیں یا اس حوالے سے کوئی تحقیقی جائزہ نہیں کیا گیا۔ مزید برآں، کمیٹی اس بات پر بھی فکر مند ہے کہ ایچ آئی وی/ایڈز کا شکار خواتین کو اپنی بیماری کا علم نہیں اور ایڈز مخالف ادویات بھی فراہم نہیں کی جائیں تاکہ وائرس کو ماں سے بچے کو منتقل ہونے سے روکا جاسکے۔

54۔ ایچ آئی وی/ایڈز اور بچے کے حقوق پر اپنی عمومی تبصرہ نمبر 3 (2003) کی روشنی میں، کمیٹی تجویز پیش کرتی ہے کہ فریق ریاست عام لوگوں، خاص طور پر بچوں میں ایچ آئی وی۔ ایڈز کے متعلق آگہی پیدا کرے اور بچوں، خاص طور پر پسے ہوئے اور پسماندہ حالات کا شکار بچوں کو لاحق خطرات اور محرکات کے متعلق تحقیقی جائزہ کروائے۔ یہ تجویز بھی پیش کی جاتی ہے کہ فریق ریاست ماں سے بچے کو ایچ آئی وی/ایڈز کی منتقلی کی روک تھام کے لیے اقدامات کرے اور متاثرہ حاملہ ماؤں کو ایڈز کش ادویات فراہم کرے۔ کمیٹی کی تجویز ہے کہ اس مقصد کے لیے، فریق ریاست ایچ آئی وی/ایڈز پر اقوام متحدہ کے مشترکہ پروگرام (یو این ایڈز) سے فنی معاونت حاصل کرے۔

منشیات اور نشہ آور اشیاء

55۔ کمیٹی منشیات کنٹرول ماسٹر پلان 2014-2010 سے آگاہ ہے، مگر اس بات پر افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ عمومی طور پر تمام بچوں میں، اور خاص طور پر غیر محفوظ اور پُر خطر حالات میں گھرے بچوں منشیات کے استعمال کو کنٹرول کرنے کے لیے کیے گئے اقدامات پر معلومات کا فقدان پایا جاتا ہے۔ کمیٹی کو اس امر پر بھی افسوس ہے کہ منشیات کے عادی بچوں کے علاج کے متعلق معلومات دستیاب نہیں، نیز سرکاری و نجی شعبہ کے بحالی نو کے مراکز میں اخلاقی اصولوں پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا اور وہاں لوگوں کو اکثر علاج کے غیر انسانی اور غیر اخلاقی طرائق کار کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

56۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ فریق ریاست بچوں میں منشیات کے استعمال کو روکنے کے لیے موثر اقدامات کرے اور اس حوالے سے دیگر اقدامات کے علاوہ، بچوں اور بالغ افراد کو تمباکو اور الکوحل سمیت نشہ آور اشیاء کے استعمال کی روک تھام کے لیے درست اور جامع معلومات، نیز مہارت سازی پر مبنی تعلیم دی جائے۔ مزید برآں، منشیات کے استعمال سے چھٹکارے کا ایسا علاج متعارف کرایا جائے جو لوگوں کے لیے قابل رسائی، نوجوانوں کے لیے سازگار ہو اور نقصانات کو کم کرنے والی سروسز متعارف کروائی جائیں۔ کمیٹی یہ تجویز بھی پیش کرتی ہے کہ فریق ریاست بحالی نو مراکز کے لیے قابل اطلاق اصول اختیار کرے، خاص طور پر 18 برس سے کم عمر لوگوں کے علاج کے حوالے سے۔

ماحولیاتی صحت

57۔ کمیٹی بچوں کی صحت پر آلودہ ہوا، پانی اور زمین کے مضر اثرات پڑنے اور اس چیلنج سے نبٹنے کے لیے ناکافی اقدامات پر شدید فکر مند ہے۔

58۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ فریق ریاست بچوں کی صحت پر آلودہ ہوا، پانی اور زمین کے اثرات کا جائزہ لے اور بعد ازاں اس صورتحال کے ازالے کے لیے جامع حکمت عملی تشکیل دے، نیز ہوا اور پانی کی آلودگی کے ذرائع کے حجم کو کنٹرول کرے۔

معیار زندگی

59۔ کمیٹی اس بارے میں فکر مند ہے کہ ملک میں، خاص طور پر بچوں میں شدید اور معتدل غربت کی شرح بدستور بہت زیادہ ہے اور ضرورت مند خاندانوں کی امداد کے لیے متعارف کروایا گیا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام، چائلڈ سپورٹ پروگرام اور زکوۃ پروگرام ناکافی ہے اور غربت کی انتہائی نچلی سطح پر رہنے والے لوگ ان پروگرامز سے مستفید نہیں ہو پا رہے۔

60۔ کمیٹی ملک کے تمام افراد کے لیے سماجی تحفظ کی قومی پالیسیوں اور موثر اقدامات پر عملدرآمد کے لیے پائیدار ترقی کے ہدف 1.3 کی طرف توجہ مبذول کرواتے ہوئے سفارش کرتی ہے کہ فریق ریاست بچوں کے حامل غریب گھرانوں، خاص طور پر ان خاندانوں، جو پسماندہ اور محروم حالات کا شکار ہیں، کی موزوں اور موثر معاونت کرے۔

تعلیم، فراغت اور ثقافتی سرگرمیاں (آرٹیکل نمبر **30,29,28** اور **31**) تعلیم بشمول فنی تعلیم اور رہنمائی۔

61۔ کمیٹی ہزاریہ ترقیاتی اہداف (ایم ڈی جی) کے جلد از جلد حصول کے پروگرام 2013ء کو خوش آئند قرار دیتی ہے جس کا مقصد سکول نہ جانے والے بچوں اور سکول کے انفراسٹرکچر کو توجہ کا مرکز بنانا ہے۔ تاہم، کمیٹی درج ذیل امور کے بارے میں فکر مند ہے:

(a) کے پی اور گلگت بلتستان میں لازمی تعلیم کے قانون کی عدم موجودگی اور جن صوبوں میں قوانین موجود ہیں، وہاں ان کا ناقص نفاذ؛

(b) بچوں کی بہت بڑی تعداد (پانچ سے 16 برس کے 47.3 فیصد بچے) جو سکول سے باہر ہیں، جن کی اکثریت کبھی بھی سکول نہیں گئی؛

(c) لڑکیوں کی بہت بڑی تعداد کا سکول سے اخراج، جو کہ اطلاعات کے مطابق کے پی میں پچاس فیصد جبکہ فاٹا میں 77 فیصد ہے۔

(d) بچوں کے داخلوں میں صنفی، علاقائی اور دیہی و شہری پیمانے پر عدم مساوات

(e) قدرتی آفات یا مسلح حملوں کے باعث سکولوں کی مخدوش حالت اور بنیادی سہولیات کی کمی جیسا کہ پینے کا پانی، لیٹرین، بجلی اور دیواریں

(f) ناقص معیار تعلیم جس کا سبب دیگر وجوہات کے علاوہ، قابل اساتذہ کی کمی یا اساتذہ کی غیر حاضری، نیز، صنفی و مذہبی امتیاز کو فروغ دینے والا تدریسی نصاب اور تدریس کا طریقہ کار ہے۔

(g) رپورٹنگ کے دورانیے کے دوران، سکولوں، خاص طور پر لبرل و گرلز سکولوں پر بیشتر حملے، نیز اساتذہ کی ٹارگٹ کلنگ اور مسلح گروہوں کی جانب سے سکول عمارتوں کا استعمال؛

(h) نجی سکولوں میں تعلیم کے کم از کم معیار، نصاب کی شرائط اور اساتذہ کی قابلیت کے معیار کو یقینی بنائے بغیر تعلیم کی نجکاری؛ اور

(i) محدود اور غیر موثر قبل از۔ سکول تعلیم۔

52۔ تعلیم کے مقاصد پر اپنے عمومی تبصرہ نمبر (2001) 1 کی روشنی میں اور پائیدار ترقیاتی ہدف نمبر 4 کو مدنظر رکھتے ہوئے کمیٹی فریق ریاست سے سفارش کرتی ہے کہ:

(a) قومی، صوبائی اور علاقائی سطحوں پر متعلقہ قوانین اور پالیسیاں تشکیل دے کر ملک بھر کے تمام بچوں کے لیے یونیورسل، مفت اور لازمی بنیادی تعلیم کو یقینی بنایا جائے۔

(b) سکول سے بچوں کے اخراج کو کنٹرول کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے سکولوں تک رسائی کو آسان بنایا جائے

اور پسماندہ گھرانوں کے بچوں کی مالی امداد کی جائے، لڑکیوں کی تعلیم کی اہمیت پر زور دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے لڑکیوں کی بجائے صرف لڑکوں کی فلاح و بہبود کو ہی ترجیح دینے جیسے راسخ رجحانات کی بیخ کنی کی جائے؛

(c) کمیونٹیوں، خاص طور پر والدین کے شعور میں اضافہ کیا جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ اپنے بچوں، خاص طور پر لڑکیوں، اور کم نمائندگی والے صوبوں اور دیہی علاقوں میں رہائش پذیر بچوں کو سکولوں میں داخل کروائیں؛

(d) سکولوں کے انفراسٹرکچر کی تعمیر اور تعمیر نو کو ترجیح دی جائے، خاص طور پر وہ سکول جو قدرتی آفات یا کشیدگی سے متاثر ہوئے تھے اور پینے کے پانی، بیت الخلاء اور حدت سمیت بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لیے مناسب فنڈز مختص کیے جائیں۔؛

(e) اساتذہ کی تعلیم کے معیار کو بہتر کیا جائے اور انہیں معیاری تعلیم اور مراعات فراہم کی جائیں۔ اس حوالے سے دیہی علاقوں پر خاص توجہ دی جائے۔ نصاب اور تدریس کے طرائق کار کی نگرانی کی جائے تاکہ غیر قانونی مواد اور/ یا تدریسی طریقہ پر قابو پایا جاسکے۔

(f) سکولوں، خاص طور پر، لبرل اور گرلز سکولوں کو تحفظ فراہم کیا جائے، اور اساتذہ پر ٹارگٹ حملوں سمیت ممکنہ حملوں کو روکا جائے، اور سکولوں کو مسلح گروہوں کے قبضے سے بھی بچایا جائے،

(g) سکولوں کی نجکاری پر قابو پایا جائے اور نجی سکولوں میں کم از کم تعلیمی معیار، نصاب کی شرائط اور اساتذہ کی قابلیت کے نفاذ کی نگرانی بھی کی جائے؛ اور

(h) اوائل بچپن کی نگہداشت اور تعلیم کی افزائش اور وسعت، جو کہ اوائل بچپن کی نگہداشت اور افزائش کی جامع اور ٹھوس پالیسی پر مبنی ہو، کے لیے موثر مالی وسائل مختص کیے جائیں۔

مدارس

63۔ مدارس کی تعداد میں اضافہ کمیٹی کے مشاہدے میں آیا ہے، جو کہ 2011ء میں وزارت داخلہ اور مرکزی مدارس کے اتحاد کے مابین سمجھوتے کے باعث رپورٹنگ کے دورانیے میں رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔ تاہم، کمیٹی کے لیے یہ امر انتہائی تشویشناک ہے کہ سمجھوتے کے تحت، مدارس کو ریاست کی نگرانی کے بغیر مذہبی نصاب کی تشکیل کی مکمل آزادی دی گئی تھی اور اطلاعات کے مطابق، مدارس کی انتظامیہ بچوں کا استحصال کرتی رہی ہے۔ بچوں کو تجارتی مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا گیا تھا۔ مزید برآں، کمیٹی کو اس بات پر بھی تشویش لاحق ہے کہ غیر ریاستی مسلح گروہ بچوں کی بھرتی اور مسلح تربیت کے لیے بسا اوقات مدارس کا استعمال کرتے رہے ہیں۔

64۔ کمیٹی کا فریق ریاست سے مطالبہ ہے کہ وہ موثر طریق کار کی بدولت، رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ، دونوں قسم کے نجی مدارس کی نگرانی کرے تاکہ زیادتی اور استحصال کے کسی بھی امکان کو روکا جاسکے۔ خاص طور

مدارس کی تعداد میں اضافہ کمیٹی کے مشاہدے میں آیا ہے، جو کہ **2011**ء میں وزارت داخلہ اور مرکزی مدارس کے اتحاد کے مابین سمجھوتے کے باعث رپورٹنگ کے دورانیے میں رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔ تاہم، کمیٹی کے لیے یہ امر انتہائی تشویشناک ہے کہ سمجھوتے کے تحت، مدارس کو ریاست کی نگرانی کے بغیر مذہبی نصاب کی تشکیل کی مکمل آزادی دی گئی تھی اور اطلاعات کے مطابق، مدارس کی انتظامیہ بچوں کا استحصال کرتی رہی ہے۔ بچوں کو تجارتی مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا گیا تھا۔ مزید برآں، کمیٹی کو اس بات پر بھی تشویش لاحق ہے کہ غیر ریاستی مسلح گروہ بچوں کی بھرتی اور مسلح تربیت کے لیے بسا اوقات مدارس کا استعمال کرتے رہے ہیں۔

پر، کمیٹی کا مطالبہ ہے کہ مدارس کا نصاب مجموعی طور پر ریاست کے نصاب سے ہم آہنگ ہو اور اس میں مذہبی یا فرقہ وارانہ عدم برداشت شامل نہ ہو، انسانی حقوق کی روح سے مطابقت رکھتا ہو اور اس میں بچوں کے حقوق کے موضوعات اور فریق ریاست کے دستخط شدہ انسانی حقوق کے عالمی معاہدات شامل ہوں۔ کمیٹی فریق ریاست سے یہ مطالبہ بھی کرتی ہے کہ وہ تعلیمی عمارتوں تک غیر ریاستی عناصر کی رسائی کو روکے اور، بچوں کو مسلح گروہوں میں بھرتی ہونے اور مسلح تربیت کا نشانہ بننے سے بچائے۔

1۔ تحفظ کے خصوصی اقدامات (آرٹیکل 39,38,(d)-(b)37,36,35,33,32,30,22 اور 40)

پناہ کے متلاشی، پناہ گزین اور بے ریاست بچے

65۔ کمیٹی اس امر کو خوش آئند قرار دیتی ہے کہ فریق ریاست نے بہت بڑی تعداد میں پناہ گزینوں، خاص طور پر افغانستان سے تعلق رکھنے والے مہاجرین کی میزبانی کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے، مگر یہ قابل افسوس بات ہے کہ فریق ریاست نے پناہ گزینوں اور بے ریاست لوگوں کے لیے قانونی ڈھانچہ تشکیل نہیں دیا ہوا۔ یہ بات بھی باعث تشویش ہے کہ پناہ گزین زیادہ تر غیر رجسٹرڈ رہتے ہیں (خاص طور پر وہ جن کے والدین کے پاس رجسٹریشن کا ثبوت نہیں ہے)، ان کی تعلیم تک رسائی نہیں ہے جس کے نتیجے میں وہ مدارس جانے پر مجبور ہو جاتے ہیں، سخت حالات کا شکار بنتے ہیں اور چائلڈ لیبر اور کمسنی کی شادی کا نشانہ بنتے ہیں، نیز زیادتی، اسمگلنگ اور مذہبی بنیاد پرستی کا بھی آسانی سے نشانہ بنتے ہیں۔ مزید برآں، کمیٹی کے لیے یہ بات بھی فکرمند ہے کہ بنگالی، بہاری اور روہنگیا کمیونٹی کے بچے بے ریاست رہتے ہیں۔

66۔ کمیٹی مطالبہ کرتی ہے کہ فریق ریاست درج ذیل امور کے حوالے سے تمام ضروری اقدامات کرے۔

(a) بین الاقوامی اصولوں کی روشنی میں پناہ گزینوں کے متعلق قومی قانون منظور کرنے کے بارے میں غور کرے اور پناہ گزینوں، خاص طور پر بچوں والے خاندانوں اور لاوارث بچوں کی میزبانی کا سلسلہ جاری رکھے۔

(b) اس امر کو یقینی بنائے کہ رجسٹریشن کا ثبوت نہ رکھنے والے پناہ گزینوں سمیت تمام پناہ گزینوں پناہ کے حصول کے خواہشمندوں اور بے ریاست افراد کے ہاں پیدا ہونے والے تمام بچوں کی پیدائش کے وقت اندراج ہو جائے۔

(c) پناہ گزین اور پناہ کے درخواست گزاران کے بچوں کو فریق ریاست کے شہریوں کے مساوی درجہ کی حیثیت سے قومی اور صوبائی تعلیمی نظام کا حصہ بنایا جائے؛

(d) پناہ گزینوں، خاص طور پر بچوں والے خاندانوں کو مناسب رہائش فراہم کی جائے اور بے گھر افراد کو جائے سکونت فراہم کی جائے؛

(e) پناہ گزینوں، پناہ کے درخواست گزاران اور بے ریاست بچوں میں چائلڈ اور جبری مشقت کے خلاف قانونی اقدامات نافذ کیے جائیں۔

(f) پناہ گزینوں، پناہ کے درخواست گزاران اور بے ریاست بچوں کو کمسنی کی شادی، زیادتی، اسمگلنگ اور

مذہبی بنیاد پرستی کا نشانہ بنایا جائے؛

(g) شہریت کے مساوی نفاذ کو یقینی بنایا جائے تا کہ بنگالی، بہاری اور روہنگیا بچوں کو شہریت کا حق فراہم کیا جائے، اور

(h) پناہ گزینوں کے مقام سے متعلقہ 1951ء کے کنونشن اور اس کے 1967ء اختیاری پروٹوکول بے ریاست افراد کے مقام پر 1954 کے کنونشن اور بے ریاست حیثیت میں کمی پر 1961 کے کنونشن کی توثیق کے بارے میں غور وفکر کیا جائے۔

اندرون ملک نقل مکین بچے

67۔ کمیٹی کے مشاہدے میں آیا ہے کہ 2009ء میں اس کے آخری نتیجہ خیز مشاہدات سے لے کر اب تک، بچوں کی اندرون ملک نقل مکانی ختم نہیں ہوئی اور قدرتی آفات اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے آپریشنوں کے باعث بدستور جاری ہے۔ کمیٹی فکر مند ہے کہ فریق ریاست نے ہنگامی منصوبے کی تیاری کے لیے مناسب اقدامات نہیں کئے اور یہ کہ بیشتر اندرون نقل مکین بچے اور ان کے خاندان دشوار حالات کا سامنا کررہے ہیں اور انہیں رہائش، حفظان صحت کے انتظامات، صحت اور تعلیم کی سہولیات تک رسائی نہیں ہے۔ کمیٹی کو ان اطلاعات پر بھی تشویش لاحق ہے کہ اندرون ملک نقل مکین بچوں کو ہر ہنگامی صورتحال کے بعد جنسی تشدد، ہراسیمگی، اغواء اور اسمگلنگ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کے موثر تحفظ کے لیے اقدامات کا فقدان پایا جاتا ہے۔

68۔ کمیٹی اپنی پچھلی سفارش کا اعادہ کرتی ہے اور فریق ریاست سے مطالبہ کرتی ہے کہ:

(a) ہنگامی انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جدوجہد کرے اور اندرن ملک نقل مکین بچوں کے انسانی حقوق کو تحفظ فراہم کرے۔

(b) فوجی آپریشنوں میں شہریوں کی ہلاکتوں کو محدود کرنے کے لیے تمام ضروری تدابیر اختیار کرے اور موزوں ملٹری تدابیر اختیار کرے؛ اور

(c) اس امر کو یقینی بنائے کہ نقل مکین بچوں کو رہائش، غذا، حفظان صحت کے انتظامات، طبی نگہداشت اور تعلیم، جسمانی ونفسیاتی بحالی نو کی سہولیات فراہم کی جائیں اور خاص طور پر غیر محفوظ گروہوں، خاص طور پر، لاوارث بچوں اپنے خاندانوں سے بچھڑے ہوئے بچوں، معذور بچوں، غذائی قلت اور بیماریوں کا شکار بچوں پر خصوصی توجہ دی جائے۔

(d) ہر ہنگامی صورتحال کے بعد، اندرون نقل مکین بچوں کو جنسی تشدد، ہراسیمگی، اغواء اور اسمگلنگ سے بچانے کے لیے خصوصی اقدامات کئے جائیں۔

مسلح گروہوں میں شامل بچے

69۔ کمیٹی کو تشویش لاحق ہے کہ بچوں کو مسلح گروہوں میں بھرتی کیا جارہا ہے اور انہیں مسلح تربیت کا مسلسل نشانہ بنایا جارہا ہے اور ان سے خودکش بم دھماکوں اور دھماکہ خیز سرنگوں کو اڑانے سمیت مسلح کارروائیاں کروائی جارہی ہیں اور انہیں کشیدگی زدہ علاقوں کے اگلے محاذوں پر منتقل کیا جاتا ہے جہاں وہ ہلاکت اور جسمانی گزند جیسے خطرات کا شکار ہوتے ہیں اور یہ کہ اس قسم کی بھرتیوں کی روک تھام کے لیے ریاست کی طرف سے ناکافی اقدامات کئے گئے ہیں۔ اگرچہ مسلح گروہوں کی طرف سے بھرتی شدہ بچوں کی بحالی نو کے لیے مہاجرین سنٹر اور دیگر سنٹرز کا قیام کمیٹی کے مشاہدے میں آیا ہے مگر کمیٹی فکر مند ہے کہ یہ سنٹرز اور دیگر اقدامات ان بچوں کو از سرنو معاشرے کا حصہ بنانے اور ان کی بحالی نو کے لیے ناکافی ہیں۔

70۔ کمیٹی فریق ریاست سے تمام ضروری اقدامات کرنے کا مطالبہ کرتی ہے تا کہ بچوں کو غیر ریاستی گروہوں میں شامل ہونے، مسلح کارروائیوں اور دہشت گردی کی کارروائیوں، خاص طور پر بم دھماکوں میں انہیں استعمال ہونے سے روکا جاسکے۔ کمیٹی فریق ریاست سے یہ مطالبہ بھی کرتی ہے کہ وہ بحالی نو کے مراکز کے استحکام کے لیے جدوجہد کرے اور تمام متاثرہ بچوں اور کشیدگیوں میں حصہ لینے والے بچوں کی بحالی نو کے لیے مناسب وسائل فراہم کرے۔

معاشی استحصال، بشمول چائلڈ لیبر

71۔ کمیٹی پنجاب اور کے پی میں بعض خطرناک مقامات پر بچوں کی ملازمت کے امتناع کے قوانین کی منظوری کو خوش آئند قرار دیتی ہے۔ تاہم، کمیٹی فکر مند ہے کہ:

(a) بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد چائلڈ لیبر کا شکار ہے، جو دیگر شعبوں کے علاوہ غلامی جیسے پُرخطر حالات میں گھریلو مشقت اور عصمت فروشی کا نشانہ بن رہے ہیں؛

(b) گھریلو مشقت کا شکار بچوں سمیت کام کرنے والے بچوں کے ساتھ زیادتی اور تشدد کی اطلاعات موصول ہوتی رہتی ہیں۔ ایسے واقعات بعض اوقات بچوں، زیادہ تر لڑکیوں کی موت کا سبب بن جاتے ہیں؛

(c) غریب اور پسماندہ پس منظر سے تعلق رکھنے والے بچے، بشمول دلت بچے مسلسل گروی وجبری مشقت کا شکار ہورہے ہیں؛

(d) چائلڈ لیبر کی وسعت پر قومی یا صوبائی سطح کا تحقیقی جائزہ موجود نہیں؛

(e) جبری مشقت، خاص طور پر گروی مشقت اور گھریلو مشقت سمیت غیر رسمی شعبہ میں چائلد لیبر کی نشاندہی اور خاتمے کے لیے موجود پروگرامز اور طرائق کار غیر موثر ہیں۔

(f) پُرخطر کام کرنے کی اجازت کی شرط انتہائی کم عمر مقرر کی گئی ہے جو کہ 14 برس ہے؛ اور

(g) کام کے مقامات کے معائنے کے لیے انسپکٹرز کی تعداد ناکافی ہے اور جو ہیں وہ مکمل تربیت یافتہ نہیں ہیں، بدعنوانی کا شکار بنتے رہتے ہیں اور ان کے پاس وسائل کی کمی ہے۔

72۔ کمیٹی فریق ریاست سے مطالبہ کرتی ہے کہ؛

(a) چائلڈ لیبر، خاص طور پر، چائلڈ لیبر کی انتہائی بُری اقسام کے خاتمے کے لیے موثر اقدامات کئے جائیں اور غربت سمیت اس کے بنیادی اسباب سے نبٹا جائے؛

(b) کام کے مقامات، جہاں بچے برسرروزگار ہوں، کی باضابطہ اور مستقل نگرانی کے طرائق کار تشکیل دیئے جائیں تا کہ بچوں کے ساتھ ناروا سلوک، زیادتی اور استحصال پر قابو پایا جاسکے،

(c) بچوں خاص طور پر پسماندہ اور محروم گروہوں کے بچوں بشمول دلت بچوں کی گروی وجبری مشقت کی تمام اقسام کو ختم کیا جائے اور ذمہ داران، خاص طور پر آجروں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے؛

(d) چائلڈ لیبر، لیبر کی بُری اقسام بشمول گروی وجبری لیبر کی نوعیت کے جائزے کے لیے سروے کیا جائے اور اس کے حقائق سے کمیٹی کو اس کی اگلی سلسلہ وار رپورٹ میں مطلع کیا جائے؛

(e) جبری مشقت خاص طور پر گروی مشقت، نیز غیر رسمی شعبہ میں چائلڈ لیبر کی نشاندہی اور خاتمے کے لیے پالیسیاں اور طرائق کار تشکیل دیئے جائیں؛

(f) لیبر انسپکٹوریٹ کو مستحکم کیا جائے اور لیبر انسپکٹرز کو چائلڈ لیبر کی مہارتوں سمیت تمام ضروری معاونت فراہم کی جائے تا کہ وہ ریاستی ومقامی سطحوں پر لیبر قانون کے اصولوں کی پاسداری کی موثر نگرانی کرسکیں اور مبینہ خلاف ورزیوں کی شکایات وصول

کرسکیں، ان کی تحقیقات اور ازالہ کرسکیں؛

(g) لیبر قوانین کو ہم آہنگ کرنے کا عمل تیز کیا جائے تا کہ روزگار کے لیے کم از کم عمر کا تعین عالمی اصولوں، خاص طور پر آئی ایل او کنونشن نمبر 138 کی مطابقت میں کیا جاسکے، اور کم از کم عمر کے اصولوں کا اطلاق کروایا جائے۔ اس مقصد کے لیے آجروں کے لیے لازمی قرار دیا جائے کہ وہ اپنی صنعتوں میں کام کرنے والے بچوں کی عمر کا ثبوت اپنے پاس رکھیں اور مطالبہ کرنے پر متعلقہ اتھارٹی کو پیش کریں؛ اور

(h) اس حوالے سے عالمی لیبر دفتر کے چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لیے شروع کئے گئے عالمی پروگرام سے فنی معاونت حاصل کی جائے۔

بے گھر بچے

73۔ کمیٹی کو ان اطلاعات پر تشویش لاحق ہے کہ بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد بے گھر ہے جو صحت، تعلیم اور رہائش سمیت تمام سہولیات سے محروم ہے اور چائلڈ لیبر کی پُرخطر اقسام، جنسی استحصال، ناروا سلوک اور سمگلنگ کا نشانہ بن رہی ہے۔ کمیٹی اس بات پر بھی فکر مند ہے کہ سڑکوں پر رہنے یا کام کرنے والے بچے یا جن بچوں کے والدین قانون کے ساتھ تصادم کی صورتحال سے دو چار ہیں، انہیں بچوں کے حفاظتی مراکز کے عملے کی بجائے پولیس اہلکار کنٹرول کر رہے ہوتے ہیں۔

74۔ کمیٹی اپنی گزشتہ سفارشات کا اعادہ کرتے ہوئے فریق ریاست سے مطالبہ کرتی ہے کہ؛

(a) بے گھر بچوں کی حالت زار کا باضابطہ جائزہ لیا جائے تا کہ ایک جامع حکمت عملی تشکیل اور نافذ کی جاسکے۔ مذکورہ حکمت عملی میں بنیادی اسباب کا جائزہ بھی شامل ہوگا تا کہ بچوں کو اپنے خاندان اور اسکول کو چھوڑ کر سڑکوں پر آنے سے روکا جاسکے۔

(b) اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ بے گھر بچوں کو مناسب تحفظ اور امداد، غذاء، رہائش، طبی نگہداشت اور تعلیم کے مواقع میسر ہوسکیں تا کہ ان کی مکمل نشوونما میں ان کی معاونت ہوسکے۔

(c) بے گھر بچوں کے تحفظ ومعاونت کی پالیسیاں اور اقدامات تشکیل دیتے وقت ان سے مشاورت کو یقینی بنایا جائے۔

فروخت، اسمگلنگ اور اغواء

75۔ کمیٹی کو شدید تشویش لاحق ہے کہ فریق ریاست تجارتی جنسی استحصال اور جبری وگروی مزدوری کے مقاصد کے لیے بچوں کی سمگلنگ کا ذریعہ، منزل اور راہداری ملک کے طور پر استعمال ہورہی ہے۔ کمیٹی خاص طور پر اس بات پر فکر مند ہے کہ بچوں کو گھریلو مشقت، گروی مشقت اور جنسی استحصال یا جبری شادیوں کے لیے اندرون وبیرون ملک خریدا جاتا ہے، کرائے پر لیا جاتا ہے اور فروخت کیا جاتا ہے۔ کمیٹی کو شدید دکھ ہے کہ اندرون ملک اسمگلنگ سے نبٹنے کے لیے فریق ریاست کے قوانین واضح نہیں ہیں اور اسمگلنگ اور عصمت فروشی کے متاثرین بچوں کے لیے پناہ گاہوں کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں۔

76۔ زیادتی، استحصال، اسمگلنگ، بچوں کے خلاف تشدد کی تمام اقسام اور تشدد کے خاتمے کے لیے پائیدار ترقی کے ہدف نمبر 16.2 کو مدنظر رکھتے ہوئے، کمیٹی فریق ریاست سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ بچوں کو عالمی وملکی اسمگلنگ اور فروخت سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے۔ اس مقصد کے لیے صنفی امتیازات، غربت، کمسنی کی شادیاں، تعلیم وفنی تربیت تک عدم رسائی جیسے عناصر سمیت بچوں کی فروخت اور سمگلنگ کے بنیادی اسباب کا ازالہ کیا جائے۔ کمیٹی یہ مطالبہ بھی کرتی ہے کہ فروخت اور اسمگلنگ کے شکار بچوں کی بازیابی اور بحالی نو کے لیے ان کی موثر سماجی ونفسیاتی معاونت کی جائے۔ مزید برآں، فریق ریاست اندرون ملک سمگلنگ پر اپنے قوانین واضح کرے اور بچوں کی سمگلنگ وفروخت کی اطلاعات کی فوری اور موثر تحقیقات، نیز مجرموں کی مقدمہ سازی اور سزایابی کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کرے۔

جبری گمشدگیاں

77۔ کمیٹی بلوچستان، کے پی اور فاٹا میں بچوں کی جبری گمشدگیوں کی اطلاعات پر شدید فکر مند ہے جنہیں مبینہ طور پر قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں نے اغواء کیا تھا جو کہ 18 برس سے کم عمر افراد سمیت کسی بھی فرد کو جبری حراست میں رکھنے کی مجاز ہیں۔

78۔ کمیٹی فریق ریاست سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ سکیورٹی سے متعلقہ قانون سازی پر نظر ثانی کرے تا کہ اٹھارہ برس سے کم افراد کو جبری حراست کا نشانہ بننے سے بچایا جاسکے اور جبری حراست کی بجائے ان سے بچوں کے نظام انصاف کے تحت نبٹا جائے۔ کمیٹی فریق ریاست پر زور دیتی ہے کہ وہ جبری گمشدگیوں کے تمام واقعات کی فوری اور موثر تحقیقات کرے۔

بچوں کے نظام انصاف کا انتظام وانصرام

79۔ کمیٹی کو فریق ریاست میں بچوں کے نظام انصاف کی بگڑی ہوئی صورتحال پر تشویش لاحق ہے اور درج ذیل امور کے بارے میں شدید فکر مند ہے۔

(a) مجرمانہ ذمہ داری کی کم از کم عمر (10 برس)

(b) عدلیہ کی طرف سے بچوں کو سزائے موت یا طویل قید کی سزائیں، زیادہ تر دہشت گردی سے متعلقہ جرائم اور شرعی قانون کے تحت حدود جرائم کے لیے؛

(c) بچوں کے مقدمات کی عدالتوں کے قیام پر زور دینے والے بچوں کے نظام انصاف کے آرڈیننس 2000ء کا غیر موثر نفاذ، اور شرعی عدالتوں اور خصوصی عدالتوں میں منشیات اور دہشت گردی سے متعلقہ جرائم پر بالغ افراد کی طرح بچوں کا ٹرائل؛

(d) پیدائش سرٹیفکیٹ کی عدم موجودگی میں کسی فرد کی عمر کے تعین کے طرائق اور ذمہ داری کا فقدان جس کے نتیجے میں بعض اوقات بچوں کا بالغ افراد کی طرح ٹرائل ہوتا ہے اور انہیں سزائے موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے؛

(e) بچوں کو بالغ افراد کے ساتھ حراست میں رکھنا، خاص طور پر بلوچستان اور کے پی میں جس کے نتیجے میں بچے دیگر قیدیوں اور جیل کے عملے کی بدسلوکی کا نشانہ بنتے ہیں؛ اور

(f) غیر رسمی عدالتیں بدستور فعال ہیں، باوجود اس امر کے کہ قانون ان کی ممانعت کرتا ہے اور ان عدالتوں میں عزت کے نام پر قتل، دلہن کی قیمت اور دیگر معاملات کا تصفیہ کیا جاتا ہے۔

80۔ بچوں کے نظام انصاف کی بدولت بچوں کو حاصل حقوق پر اپنے عمومی تبصرہ نمبر 10(2007) کی روشنی میں، کمیٹی فریق ریاست پر زور دیتی ہے کہ وہ اپنے ملک کے بچوں کے نظام انصاف کو میثاق اور دیگر متعلقہ اصولوں کی مکمل مطابقت میں لائے۔ کمیٹی کا فریق ریاست سے مطالبہ ہے کہ وہ خاص طور پر؛

(a) سب سے پہلی ترجیح کے طور پر اپنی قانون سازی پر نظر ثانی کرے اور مجرمانہ ذمہ داری کی کم از کم عمر کو عالمی سطح پر تسلیم شدہ اصولوں سے ہم آہنگ کرے۔

(b) اپنی قانون سازی کا جائزہ لے تا کہ اٹھارہ برس سے

کم عمر افراد کو سزائے موت اور طویل قید سمیت ظالمانہ وغیر انسانی سزاؤں سے تحفظ فراہم کیا جاسکے۔

(c) بچوں کے نظام انصاف کے آرڈیننس 2000ء کو شرعی قانون سمیت دیگر تمام قوانین پر فوقیت دے۔ فریق ریاست کی توجہ آرڈیننس کی دفعات 11 (a) (جرائم پر سزایاب بچوں کے لیے سزائیں) اور 12 (بچوں کو سزائے موت کی ممانعت) کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔''دونوں دفعات قابل اطلاق ہیں چاہے کوئی دوسرا رائج الوقت قانون ان سے متصادم ہی کیوں نہ ہو''۔

(d) بچے کی عمر کے تعین کے لیے لازمی طرائق کار متعارف کروائے، بشمول پیدائشی سرٹیفکیٹ صحت کا مفروضہ اور یہ کہ بچے کو بغیر کسی قسم کے معقول شبہ کے بالغ ثابت کرنے کا فریضہ فریق ریاست پر عائد ہونا چاہیے؛

(c) جہاں ممکن ہو سزا کے دیگر ذرائع متعارف کرائے جو حراست کے متبادل ہوں، مثلاً تبدل، آزمائشی مدت، ثالثی، مشاورت یا کمیونٹی سروس اور اس چیز کو یقینی بنایا جائے کہ حراست کو آخری چارے کے طور پر استعمال کیا جائے اور ممکنہ حد تک قلیل ترین وقت کے لیے ہو اور یہ کہ حراست ختم کرنے کے مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر مستقل بنیادوں پر نظرثانی ہوتی رہے۔

(f) جن واقعات میں حراست (بشمول ٹرائل سے پہلے حراست) ناگزیر ہو، اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ بچوں کو بالغ افراد کے ساتھ حراست میں نہ رکھا جائے اور یہ کہ حراست کے حالات عالمی اصولوں سے ہم آہنگ ہوں اور زیر حراست بچوں کو تعلیم اور صحت کی سہولیات تک رسائی ہو۔

(g) حراستی مقامات جہاں بچے زیر حراست ہوں، ان کی باضابطہ اور مستقل نگرانی کی جائے اور بچوں پر تشدد یا ان کے ساتھ ناروا سلوک کی تمام اطلاعات کی تحقیقات کی جائیں اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مجرموں کو جرم کی شدت کے مطابق سزا دی جائے۔

(h) بچوں کے نظام انصاف کے آرڈیننس 2000ء کی مطابقت میں بچوں کے لیے خصوصی عدالتیں قائم کی جائیں جو کہ بچوں کے معاملات میں خصوصی تربیت یافتہ ججوں، پراسیکیوٹرز، پروبیشن آفیسرز، وکلاء دفاع اور دیگر متعلقہ عملے پر مشتمل ہوں، اور اس چیز کو یقینی بنایا جائے کہ 18 برس سے کم عمر کے تمام افراد کا بغیر کسی استثنیٰ کے ان عدالتوں میں ٹرائل ہو؛

(i) قانون کی مبینہ خلاف ورزی کا مرتکب ہونے والے بچوں کو مقدمے کے آغاز سے لے کر آخر تک سند یافتہ اور آزادانہ مفت قانونی نمائندگی فراہم کی جائے؛

(j) جرگہ اور پنچائت جیسی غیر رسمی عدالتوں کو کام کرنے سے روکا جائے اور ان عدالتوں کے فیصلوں کی فوری اور موثر تحقیقات کی جائیں اور جہاں مناسبت ہو فوجداری قانون کی متعلقہ دفعات کے تحت ان کے اراکین کی مقدمہ سازی کی جائے، خاص طور پر، عزت کے نام پر قتل کے واقعات میں؛

81۔ کمیٹی تجویز پیش کرتی ہے کہ فریق ریاست اس مقصد کے لیے منشیات و جرم پر اقوام متحدہ کے دفتر (یو این او ڈی سی)، یونیسیف، او ایچ سی ایچ آر، اور این جی اوز، نیز بچوں کے نظام انصاف پر ایجنسیوں کے پینل اور اس کے اراکین کے تشکیل کردہ فنی معاونت کے آلات کو بروئے کار لایا جائے اور بچوں کے نظام انصاف کے حوالے سے پینل کے اراکین سے فنی معاونت حاصل کی جائے۔

مسلح کشیدگی میں بچوں کی شمولیت اور ابلاغ کے طریقہ کار پر اختیاری پروٹوکول کی توثیق۔

82۔ کمیٹی کا فریق ریاست سے مطالبہ ہے کہ وہ بچوں کے حقوق کے تحفظ کو مزید مستحکم کرنے کے لیے مسلح کشیدگی میں بچوں کی شمولیت کے میثاق کے اختیاری پروٹوکول اور ابلاغ کے طریقہ کار پر بچوں کے حقوق کے میثاق کے اختیاری پرٹوکول کی توثیق کرے۔

انسانی حقوق کے عالمی معاہدات کی توثیق

83۔ کمیٹی کا فریق ریاست سے مطالبہ ہے کہ وہ بچوں کے حقوق کے تحفظ کو مزید مستحکم کرنے کے لیے انسانی حقوق کے ان معاہدات کی توثیق کرے جن کی ریاست ابھی تک فریق نہیں ہے، مثلاً مہاجر مزدوروں اور ان کے اہل خانہ کے حقوق کے تحفظ کا عالمی میثاق اور تمام افراد کو جبری گمشدگی سے تحفظ فراہم کرنے کا عالمی میثاق۔

84۔ کمیٹی فریق ریاست پر زور دیتی ہے کہ وہ بچوں کی فروخت، بچوں کی عصمت فروشی اور بچوں کی فحش نگاری کے اختیاری پروٹوکول کے تحت اپنی رپورٹنگ کی ذمہ داریاں پوری کرے۔ فریق ریاست کو 2013ء میں رپورٹ جمع کروانی تھی جو کہ ابھی تک نہیں کروائی گئی۔

نفاذ اور رپورٹنگ

بعدازاں ہونے والی کارروائی اور نشر و اشاعت

85۔ کمیٹی کا فریق ریاست سے مطالبہ ہے کہ وہ حالیہ نتیجہ خیز مشاہدات میں شامل سفارشات کے مکمل نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے تمام مناسب اقدامات کرے۔

کمیٹی یہ سفارش بھی کرتی ہے کہ پانچویں سلسلہ وار رپورٹ، فریق ریاست کی معاملات کی فہرست کے تحریری جوابات اور حالیہ مشاہدات کی ملکی زبانوں میں وسیع پیمانے پر دستیابی کو یقینی بنایا جائے۔

اگلی رپورٹ

86۔ کمیٹی فریق ریاست کو تجویز پیش کرتی ہے کہ وہ چھٹی اور ساتویں سلسلہ وار رپورٹ کو 11 جون 2021 تک ایک ساتھ ہی پیش کردے اور اس رپورٹ میں موجودہ نتیجہ خیز مشاہدات کے بعد ہونے والی پیش رفتوں کے متعلق معلومات بھی شامل کرے۔ رپورٹ کمیٹی کی معاہدے سے متعلقہ منظور شدہ ہدایات جو 31 جنوری 2014 (CRC/C/58/Rev.3) کو منظور ہوئی تھیں، کی مطابقت میں ہونی چاہیے اور 21,200 الفاظ (جنرل اسمبلی کی قرار داد 68/268، پیراگراف 16 ملاحظہ کریں) سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔ اگر رپورٹ مذکورہ الفاظ سے زائد ہوگی تو فریق ریاست کو کہا جائے گا کہ وہ مذکورہ قرارداد کی مطابقت میں رپورٹ کو مختصر کرے۔ اگر فریق ریاست رپورٹ پر نظرثانی کرنے اور اسے دوبارہ جمع کروانے میں ناکام رہتی ہے تو پھر اس بات کی ضمانت نہیں دی جاسکتی کہ اس کا ترجمہ کیا جائے گا تاکہ میثاق کے نفاذ کی نگران کار کمیٹی اس کا جائزہ لے سکے۔

87۔ کمیٹی فریق ریاست کو یہ تجویز بھی پیش کرتی ہے کہ وہ جدید معلومات پر مشتمل ایک بنیادی دستاویز بھی پیش کرے جو 42,400 الفاظ سے زائد نہ ہو اور انسانی حقوق کے عالمی معاہدات کے تحت رپورٹنگ کی ہدایات سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔ مزید برآں، مشترکہ بنیادی دستاویز اور معاہدے سے متعلقہ دستاویزات کے لیے ہدایات (HRI/GEN/Rev.6, chap1) اور جنرل اسمبلی کی قرارداد 68/268 (پیراگراف 16) کی پاسداری بھی کی جائے۔

انتہاپسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس

حویلیاں 16-17 مئی 2016ء

تحصیل حویلیاں ضلع ایبٹ آباد میں انتہا پسندی کے انسداد اور انسانیت دوست اقدار کے فروغ کے حوالے سے دوروزہ ورکشاپ منعقد ہوئی۔اس کا مقصد زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں انتہاء پسندی کے بڑھتے ہوئے مضر اثرات کے بارے میں آگاہی دینا تھا اور یہ بتانا تھا کہ اس کا سد باب کیسے ممکن ہے اور اس ضمن میں ہمارا کیا کردار ہے۔اس ورکشاپ میں سات خواتین سمیت 26 افراد نے شرکت کی اور اس ورکشاپ میں انسانی حقوق کے بارے بہت کچھ سیکھا اور یہ یقین دلایا کہ اس حوالے سے وہ اپنی کوششوں کو جاری رکھیں گے۔فضل کرم، ریجنل کوآرڈینیٹر ایچ آرسی پی نے پروگرام کے آغاز میں سب شرکاء کا تعارف کرایااور ورکشاپ سے قبل شرکاء کا استعدادی جائزہ لیا گیا۔

تحصیل حویلیاں کے مسائل کا جائزہ: مدنی اعجاز نے مختصر طور پر تحصیل حویلیاں کے مسائل بیان کئے اور کہا کہ یہاں انتہا پسندی اور دہشتگردی جیسے مسائل تو نہیں لیکن انسانی حقوق سے متعلق کافی مسائل ہیں جن کی وجہ سے عام آدمی کی زندگی آسان نہیں۔سب سے بڑا مسئلہ دیہاتی علاقوں میں صحت کی سہولیات کی عدم فراہمی کا ہے۔ بڑے ہسپتال شہر میں ہیں لیکن وہاں تک رسائی بہت مشکل ہے۔اس کے علاوہ اسکی وجہ شہر کے تنگ ہونے کی وجہ سے ٹریفک عموماً جام رہتی ہے اور لوگوں کو آمد ورفت کے مسائل کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔تعلیمی شرح بلند ہونے کے باوجود سرکاری ادارے فعال نہیں ہیں۔لڑکیوں کے سکول کافی کم ہیں اور مجبوراً ان کو شہر میں آنا پڑتا ہے۔ پرائیوٹ سکولوں کی فیس بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے بہت سے بچے تعلیم کے زیور سے محروم رہ جاتے ہیں۔خواتین کے حقوق پامال ہوتے ہیں اور اس کی بڑی وجہ اپنے حقوق سے بے خبری ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ایک بچی کو زندہ جلا دیا گیا تھا اور اس کے خاندان کو آج تک انصاف نہیں ملا۔انصاف کی عدم دستیابی لوگوں کو مشتعل کرتی ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔صاف پانی کا بھی بہت مسئلہ ہے کیونکہ یہ پہاڑی علاقہ ہے اور شہر تک پانی کی رسائی کافی مشکل ہوتی ہے۔

ریاست اور شہریوں کا رشتہ کن بنیادوں پر مستحکم یا کمزور ہوتا ہے؟ موجودہ صورتحال میں انتہاپسندی کے فروغ یا انسداد میں ریاست کا کردار آپ کیسے دیکھتے ہیں؟

ندیم عباس

ریاست کی بنیاد بہت پہلے رکھی گئی ہے لیکن ریاست کے لئے قانون آہستہ آہستہ ترتیب دیا گیا جس میں ریاست کی حدود اور ریاست کے باشندوں کے حوالے سے قوانین بنائے گئے۔ ان قوانین کا اطلاق کرنے کے لئے بھی ایک لائحہ عمل بنانا تھا جس کی بنا پر ریاست اور باشندوں کے درمیان ایک متوازن تعلق استوار ہو اور ایک جمہوری نظام وجود میں لایا جائے۔اس مقصد کے لیے ایک آئین ترتیب دیا جاتا ہے جس میں ریاست کے باشندوں کے حقوق اور دوسری اہم چیزیں شامل ہوتی ہیں۔کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اس آئین کی نفی ہوتی ہے اور لوگوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرہ بگاڑ کی جانب گامزن ہوتا ہے اور انصاف نہ ملنے پر لوگ مشتعل ہوکر انتہا پسندی پر اتر آتے ہیں۔اگر موجودہ صورتحال پر غور کیا جائے تو انتہا پسندی اپنے عروج پر ہے اور اس کی یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں اور ان کو انصاف نہیں ملتا۔اس چیز کا فائدہ معاشرے میں موجود انتہا پسند گروہ اٹھاتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے مذموم عزائم حاصل کرتے ہیں۔ریاست جب اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتی تو ایسی ہی صورت حال پیدا ہوتی ہے۔ریاست کے کئی ایسے ادارے اس میں ملوث ہوتے ہیں جہاں ریاست کے باشندوں کے کام پھنسے ہوتے ہیں۔رشوت ستانی،اقرباء پروری اور اپنی سرکاری حیثیت کا غلط استعمال ہی لوگوں کے روّیوں میں منفی تبدیلی لاتا ہے اور ریاست ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھی ہوتی ہے۔ریاست کا نظام چونکہ عوام کے منتخب نمائندے چلاتے ہیں اس لئے اس نا اہلی کا الزام انہی نمائندوں کو دیا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام نہیں دیتے اور لوگوں کو انتہا پسند ہونے پر مجبور کرتے ہیں۔ریاست اگر اپنی ذمہ داریاں بخوبی انجام دے اور عوام کو سہولیات دے تو کوئی بعید نہیں کہ یہ نظام ٹھیک چلے اور انتہا پسندی کا خاتمہ ہو۔

انتہاپسندی کیا ہے؟ اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل

پروفیسر الطاف خٹک

انتہا پسندی کا احاطہ آسان نہیں لیکن جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اس میں اس کی تعریف کرنا آسان ہوگا۔انتہا پسندی ایک ایسا عمل ہے جس میں انتہا پسند تہذیب اور ثقافت یا معاشرتی اقدار کو پس پشت ڈال کر ایسے حربے اپناتا ہے جس کا بالواسطہ اثر معاشرے کے اس طبقے پر ہوتا ہے جو کسی ادارے یا خاص طور پر ریاست کے ظلم کا شکار ہو۔ایسے لوگوں کو اپنی سوچ کا حامی بنانا انتہائی آسان ہوتا ہے کیونکہ وہ نظام سے متنفر ہوتے ہیں اور انتقامی سوچ رکھتے ہیں۔انتہا پسندی کی کئی اقسام ہیں جو کہ وقت اور تقاضوں کے ساتھ ساتھ نمودار ہوتی ہیں۔ان میں کچھ بڑی اقسام،ریاستی انتہا پسندی، سیاسی انتہا پسندی، معاشی اور معاشرتی انتہا پسندی اور مذہبی انتہا پسندی ہیں۔سب سے زیادہ خطرناک مذہبی انتہا پسندی ہے جس کی وجہ گروہ بندی اور فرقہ پرستی جنم لیتی ہے کیونکہ مذہبی عقائد کا پرچار یا اس کے حوالے سے حساس لوگ معاشرے میں بھکے ہوتے ہیں اور اگر ذرا سا بھی کسی ایک عقیدے کو تنقید کا نشانہ بنایا جائے تو اس عقیدے کے حامی تنقید کرنے والے کی جان کے دشمن بن جاتے ہیں اور صورتحال بہت گھمبیر ہو جاتی ہے۔ماضی اور حال میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ ایک فرقے کے ماننے والے دوسرے فرقے کے لوگوں کے دشمن ہوتے ہیں اور موقع ملنے پر ان کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں۔ان سب چیزوں کا معاشرے کی دوسری پرامن اکائیوں پر بھی برا اثر پڑتا ہے کیونکہ جب کہیں آگ لگتی ہے تو اردگرد کا پورا علاقہ اس کی لپیٹ میں آتا ہے۔معاشرے میں ایسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو کہ ریاستی نظام کی ناانصافی اور بربریت کا شکار ہوتے ہیں اور مایوس ہوکر وہ انتہا پسند گروہوں میں شامل ہوکر نہ صرف ریاست کی بنیادیں کھوکھلی کرتے ہیں بلکہ پرامن لوگوں کو بھی چین کی نیند نہیں سونے دیتے اور یہی انتہا پسندی پھر دہشتگردی اور دوسری تخریبی کاروایوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔انتہا پسندی کا سد باب تب ہی ممکن ہے کہ ریاست سنجیدگی سے اس پر غور کرے،اس کے اسباب جانے اور لوگوں کو انصاف کی فراہمی میں حیل و حجت سے کام نہ لے اور ریاستی اداروں کو فعال بنائے کیونکہ یہ ادارے عوام کی فلاح و بہبود اور ان کو سہولیات دینے کے لئے قائم کیے گئے ہیں۔عوام کو مطمئن اور خوشحال رکھنا چاہیئے تاکہ امن قائم رہے اور ریاست کا عوام کے ساتھ رشتہ متوازن بنیاد پر قائم رہے۔

کسی بھی ملک میں میڈیا کی بنیادی ذمہ داریاں کیا ہوتی ہیں،انتہاپسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

فضل کرم

میڈیا کی بنیادی ذمہ داریاں تو بہت ہیں لیکن سب سے جو اہم ذمہ داری ہے وہ ملک وقوم کا وقار بحال رکھنا اور ملک کی ترقی وخوشحالی میں اپنا کردار ادا کرنا اور لوگوں تک سچی اور کھری خبریں پہنچانا ہے۔لیکن بدقسمتی سے جب سے ہمارے ملک میں میڈیا کو آزادی ملی

ہے تب سے میڈیا نے ملک کی ترقی وخوشحالی کو تالے لگا دیے ہیں اور کوئی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا جس سے ملک کی بدنامی اور رسوائی ہو۔ میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اداروں میں تربیت یافتہ لوگوں کو بھرتی کرے اور غیر جانبداری سے کام لے۔ اس کے علاوہ میڈیا کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے ملک وقوم کی بدنامی ہو یا اس کے وقار پر آنچ آئے۔ معاشرے میں پروان چڑھنے والی برائیوں کی نشاندہی کرکے ان کے انسداد کی کوشش بھی میڈیا کی ذمہ داری ہے کیوں کہ میڈیا ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے لوگوں کی آگاہی ہوتی اور ان کو اپنے اردگرد کے ماحول کا پتہ چلتا ہے۔ میڈیا کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ان قوانین کی پابندی کرے جو پیمرا نے لاگو کئے ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں تک بات ہے انتہا پسندی کے فروغ کی تو کہا جا سکتا ہے کہ میڈیا نے کافی حد تک انتہا پسندی کو فروغ دیا اور میڈیا پر ایسی خبریں یا فوٹیج دکھائیں جو کہ معاشرے کے عام لوگوں کے لئے نئی چیزیں تھیں مثلاً کسی بھی دور میں انتہا پسند تنظیوں کے کارکنوں کی سرعام ویڈیوز نہیں دکھائی گئیں تھیں جس میں وہ عوام یا سرکاری اداروں کو دھمکیاں دیتے ہوں یا خوف وہراس پھیلاتے ہوں۔ اس کے علاوہ غلط خبروں کی اشاعت، واقعات کی جانچ پڑتال کئے بنا ان کو میڈیا پر بڑھا چڑھا کر دکھانا اور رشوت ستانی کو فروغ دینا یہ سب آج کی میڈیا کے کارنامے ہیں۔ بعض دفعہ میڈیا کی وجہ سے ایک بے گناہ مجرم اور ایک گنہگار معصوم بن جاتا ہے اور میڈیا کے اداروں کو ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ کس طرح سے انسانیت کی تذلیل کر رہے ہیں۔ جہاں تک انتہا پسندی کے انسداد کا سوال ہے تو جس تیزی سے میڈیا انتہا پسندی کے فروغ میں مدد لے رہا ہے اگر اسی انداز میں اس کے انسداد پر توجہ دے اور ایسے پروگرام ترتیب دے جو کہ لوگوں کی رہنمائی اور اصلاح کا باعث ہوں تو وہ دن دور نہیں جب ہمارا ملک پھر سے امن ومحبت کا گہوارہ بن جائے اور لوگ سکھ کی زندگی بسر کریں۔

کیا انسانی حقوق کی تعلیم خاص طور پر آئین میں درج بنیادی حقوق بطور مضمون نصاب میں شامل ہونے چاہئیں اگر ہاں تو اس حوالے سے کیا موثر حکمت عملی ہو سکتی ہے اور اس مقصد کے حصول کیلیئے انسانی حقوق کے کارکنوں کا کیا کردار ہو سکتا ہے؟

ڈاکٹر رفعیہ جدون

انسان کا وجود بہت پرانا ہے لیکن ایک معاشرے کا وجود بہت نیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو تہذیب یافتہ ہونے میں کافی وقت لگا۔ پتھر کے زمانے میں انسان اور جانور میں فرق صرف یہی تھا کہ انسان غاروں میں بسیرا کرتا اور جانور کھلے عام پھرتے تھے۔ لیکن ایک چیز دونوں میں مشترک تھی اور وہ یہ کہ زندہ رہنے کے لئے وہ ایک دوسرے پر انحصار کرتے تھے۔ اسی سوچ نے پھر ایک معاشرے کی بنیاد رکھی کیونکہ انسان کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ بقا کے لئے ان کا ایک ساتھ رہنا بہت ضروری ہے۔ یہی سوچ پروان چڑھتے چڑھتے شعور کو جنم دینے لگی اور انسانوں نے ایک دوسرے کے لئے کچھ حدود مقرر کیں جن کی بنا پر ان کے جان و مال محفوظ ہونے لگی، ایک تہذیب یافتہ معاشرے کی بنیاد پڑی اور کچھ قوانین وجود میں آئے۔ یہی عمل جاری رہا اور ایک وقت ایسا آیا کہ ریاست نے جنم لیا۔ لیکن اس دور میں جو طاقتور ہوتا وہی سربراہ ہوتا۔ جدت پسندی آتی گئی تو ایک وقت پھر ایسا آیا ایک جمہوری ریاستی نظام وجود میں آیا جو کہ آج کل ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں۔ چونکہ ریاست کو ایک بڑے ادارے کے طور پر مانا گیا اس لئے توقعات بھی ریاست سے یہ رکھی جانے لگیں کہ وہ عوام کے جان و مال اور ان کے حقوق کی پاسداری کریں گی۔ اس عمل میں اگر ریاست ناکام ہوتی ہے تو ریاست کے باشندے ریاست سے باغی ہو کر تخریبی سوچ کی طرف جاتے ہیں ایک غیر متوازن صورتحال پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری امر یہ ہے کہ ریاست نہ صرف باشندوں کے حقوق پورے کرے بلکہ کچھ ایسا بھی کرے جس سے لوگوں میں ان کے حقوق کے متعلق آگاہی پیدا ہو۔ اس کے لئے بہترین حل یہی ہے کہ بنیادی انسانی حقوق کو نصاب کا حصہ بنا دیا جائے تا کہ شروع دن سے ہی لوگوں کو اپنے حقوق کے بارے پتہ ہو اور ان کے حقوق کے حصول کے لئے وہ جائز اور پرامن راستہ اختیار کریں نہ کہ کوئی تخریبی راستہ اپنالیں۔ اگر ایک پورے کورس کی شکل میں ممکن نہ ہو تو کم از کم ایک باب تو ایسا ہو جس میں صرف بنیادی انسانی حقوق ہوں اور لوگ باخبر ہوں۔ اس ضمن میں انسانی حقوق پر عبور رکھنے والے لوگوں کی مدد لے ایک بہترین نصاب ترتیب دینا چاہیے جس میں ہر اس حق کے بارے میں معلومات ہوں جو کہ معاشرے کے لوگوں کا ہوتا ہے اور جس سے ان کی زندگی آسان ہوتی ہے۔ جہاں تک انسانی حقوق کے کارکنوں کے کردار کی بات ہے تو وہ یہ کر سکتے ہیں کہ معاشرے کے اندر رہتے ہوئے لوگوں کو انسانی حقوق کے بارے میں شعور دیں ان کی بہتر رہنمائی کریں اور تدریسی نصاب میں موجود خامیوں کی نشاندہی کر کے ان کی اصلاح کے لیے کوششیں کریں۔

کیا انتہا پسندی کے فروغ میں ہمارے عدالتی نظام ،اس کے طریقہ کار، انصاف کی عدم فراہمی یا سست روی کا بھی کوئی عمل دخل ہے؟ اگر ہاں تو وہ خرابیاں کیسے دور ہو سکتی ہیں اور اس حوالے سے انسانی حقوق کے کارکنوں کا کیا کردار ہو سکتا ہے؟

محترمہ رابیل ایڈوکیٹ

قانون کی بالادستی اور اس کا احترام ایک لازمی امر ہے اور ہر ریاست کا اپنا ایک قانونی نظام اور قوانین ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر اس ریاست کا نظام چلتا ہے۔ ہر ریاست میں قانون کی پاسداری اور قوانین کا صحیح اطلاق کرنے والے ادارے عدالتوں کی شکل میں موجود ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ عدالتیں انصاف کی فراہمی میں سست پڑ کر اور اثر رسوخ کی وجہ سے اپنی اصل ذمہ داری پوری نہیں کر پاتیں اور عوام تک انصاف نہیں پہنچ پاتا جس کی وجہ سے ناانصافی کا شکار طبقہ مشتعل ہو کر اس نظام سے متنفر ہو جاتا ہے اور متبادل منفی راستہ اختیار کرنے کی طرف رجحان بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں انتہا پسندی پروان چڑھتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ جس طرح اچھے قوانین بنائے گئے ہیں اسی طرح ان کا اطلاق بھی ہو اور اچھے طریقے سے انصاف کی فراہمی بھی ہو تو یہ نظام بالکل ٹھیک طریقے سے چلے گا۔ یہاں اگر کسی کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے اور وہ کم حیثیت والا ہوتا ہے تو اسے انصاف میسر آنے میں کافی مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ قانون بھی بدقسمتی سے اس کی سنتا ہے جس کے پاس اختیار ہو اور اس کی جان پہچان یا اثر رسوخ ہو۔ ایک غریب کو اس طرح انصاف میسر نہیں ہوتا جس طرح ایک امیر کو یا اثر رسوخ والے بندے کو ملتا ہے۔ ہمارا عدالتی نظام بہت سست روی سے کام کرنے کا عادی ہو چکا ہے اور ہفتوں کے کیسز سالوں تک چلے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ ججوں کی کمی بھی ہے جس کی وجہ سے کیس زیادہ اور جج کم ہوتے ہیں تو صحیح اور غلط کی پہچان مشکل ہو جاتی ہے جس سے لوگوں میں بے چینی اور انتشار پیدا ہوتا ہے۔ عدالتی نظام میں کام کرنے والے لوگ بھی خود کو محفوظ نہیں سمجھتے کیونکہ بعض دفعہ ان کو دھمکیاں ملتی ہیں اور وہ مجبوراً یکطرفہ فیصلہ دے دیتے ہیں۔ ہمارے عدالتی نظام میں سیاست کا بھی عمل دخل ہے اور کچھ سیاست دان اپنے فائدے کی خاطر خود ہی قانون شکنی کرتے ہیں اور اس نظام کے بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔ عدالتی نظام سے خرابیاں دور تو مشکل سے ہونگی لیکن امید ضرور رکھی جا سکتی ہے۔ اگر ریاست اس نظام کو مثبت طریقے سے چلانے کی کوشش کرے اور جو لوگ اس نظام سے جڑے ہوئے ہیں ان کے جان و مال کو محفوظ بنائے تو انصاف کی فراہمی آسان ہوگی اور اس نظام سے خرابیاں دور ہوں گی۔ انسانی حقوق کے کارکن بھی اس زمرے میں کافی کام آ سکتے ہیں۔ وہ معاشرے میں اس بات کے حوالے سے آگاہی پھیلائیں کہ کونسا راستہ اپنا کر عوام انصاف پا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر اس نظام پر نظرثانی کی جائے اور جدید دور کے تقاضوں کے ساتھ اس کو ڈھالا جائے تو اس سے بھی کافی بہتری آ سکتی ہے۔

☆☆☆

عبدالستار ایدھی کو خراج عقیدت

حیدرآباد عظیم سماجی کارکن عبدالستار ایدھی کے بیٹے فیصل ایدھی نے اپنے والد کے انسانیت کی خدمت کے مشن کو جاری رکھنے کا عزم ظاہر کیا اور کہا کہ جو لوگ ان کے والد پر تنقید کررہے ہیں ان میں برداشت نہیں ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی جانب سے عبدالستار ایدھی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے حیدرآباد پریس کلب میں منعقد کئے گئے ایک پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جو لوگ ایدھی سے محبت کرتے ہیں وہ ہمیشہ یہ چاہیں گے کہ ان کی جانب سے تشکیل دیے گئے ادارے اسی جذبے سے کام کرتے رہیں۔ انہوں نے ایدھی فاؤنڈیشن کی جانب سے لوگوں کو فراہم کی گئیں خدمات کے نیٹ ورک کو توسیع دینے کا عزم ظاہر کیا اور کہا کہ انہیں حیدرآباد کے لوگوں پر فخر ہے اور وہ ایدھی فاؤنڈیشن کی معاونت کرنے پر انہیں سلام پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس شہر نے ایدھی فاؤنڈیشن کو پہلا شہید دیا۔ یہ شہید ایک رضا کار جاوید میمن تھا جو حیدرآباد میں لسانی فسادات کے دوران ایک زخمی ڈاکٹر کی جان بچانے کے لئے اسے ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال لے جاتا رہا اور وہ ایمبولینس پر فائرنگ کے نتیجے میں ہلاک ہوگیا۔ انہوں نے ان لوگوں کو تنقید کا نشانہ بنایا جو اس بنیاد پر اعضاء کا عطیہ دینے کی مخالفت کرتے ہیں کہ اعضاء خدا کی امانت ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر اعضاء عطیہ کر بھی دیے جائیں تو اس صورت میں بھی وہ قبر میں مٹی کا حصہ بن جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ایدھی سینٹر کی سروس ''آپ کے ماں باپ کہاں ہیں'' شروع کرنے کا مقصد گمشدہ بچوں کو ان کے خاندانوں سے ملانا تھا اور اس کے نتیجے میں زیادہ تر لڑکے اپنے خاندانوں کے پاس پہنچ گئے لیکن لڑکیوں کے حوالے سے کامیابی کا تناسب غیر متاثر کن تھا۔ انہوں نے کہا کہ ان کا سینٹر سکیورٹی وجوہات کی بنا پر لڑکیوں کو اکیلے بس پر نہیں بھیجتا۔ انہوں نے ریڈیو پاکستان پر زور دیا کہ وہ اپنا پروگرام ''یہ بچہ کس کا ہے'' دوبارہ شروع کرے کیونکہ یہ بہت کامیاب رہا تھا۔ یہ پروگرام 2013ء میں بند کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ انہیں کسی قسم کی دھمکی کا سامنا نہیں کرنا پڑا لیکن جو لوگ ایدھی پر تنقید کرتے ہیں ان میں برداشت کی کمی ہے۔ ایچ آر سی پی کے اسد اقبال بٹ نے کہا کہ ایدھی نے دنیا میں پہلی مرتبہ ''جھولی پروگرام'' شروع کیا۔ آخر میں ایدھی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ٹیبلو پیش کیا گیا اور شاہ عبداللطیف بھٹائی کی شاعری پر مبنی کلام پیش کیا گیا۔ اس موقع پر ایچ آر سی پی کے کارکنان وسیم خان، ڈاکٹر اشوتھاما، سینئیر صحافی علی حسن اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان)

ہندوؤں کے قدیمی قبرستان پر قبضہ

عمرکوٹ 4 جون کو پریس کلب عمرکوٹ کے آگے چھور کے رہائشیوں عورتوں اور بچوں سمیت سنت چاندارام کے قبرستان پر قبضے کے خلاف فقیر داس، رانو بھیل، شریمتی ستبائی کی رہنمائی میں مظاہرہ کیا گیا۔ اس موقع پر مظاہرین نے کہا کہ علاقے کے بااثر افراد نے بھیل برادری کے قبرستان چاندارام پر قبضہ کیا ہے اور انہیں قبرستان میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا اور قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ احتجاج کے دوران گرمی شدید ہونے کی وجہ سے دو خواتین ستبائی اور مرواں بے ہوش ہوگئیں۔ جنہیں فوری طور پر علاج ومعالج کے لیے سول ہسپتال عمرکوٹ داخل کیا گیا۔ کامریڈ ساجن بھیل نے بتایا کہ سنت چاندورام بھیل برادری کے مذہبی اور روحانی پیشوا تھے اور ان کا قبرستان دوسو سال قدیمی ہے۔ یہ قبرستان پرانے چھور شہر میں ریلوے پھاٹک کے قریب ہے۔ سنت چاندورام کی صرف قبر بنی ہوئی ہے قبر پر نام کی تختی لگی ہوئی ہے اس وقت بھی دو سے تین سو قبریں ہوں گی۔ سنت چاندوررام کا پڑیوتہ پگدار بھگت نہال داس کی رہنمائی میں ہر ماہ چاندنی رات کے پیر کے دن سینکڑوں عقیدت مند پیدل اور گاڑیوں میں سوار ہوکر زیارت کرنے آتے ہیں اور خیرات اور لنگر کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس پر نوہڑی اور ملاح برادری کے افراد نے اعتراض کرنا شروع کیا کہ یہ قبرستان 1971ء کی جنگ میں شہید ہونے والے مجاہدین کا ہے۔ متاثرین کے مطابق انتظامیہ کو کئی مرتبہ اس حساس نوعیت کے مسئلے کو حل کرنے کی استدعا کی ہے۔ لیکن انتظامیہ ابھی تک سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کررہی ہے۔

(اوکھومنروپ)

نوجوان کی نعش برآمد

عمرکوٹ 18 جولائی کو ساماروشہر کے وارڈ نمبر 4 کے شیخ محلّہ کے رہائشی غریب مزدور شکیل خاصخیلی کے گھر پر رات کے وقت مسلح افراد نے دھاوا بول کر گھر خالی کرانے کے لئے گھر مالک اور اس کی بیوی سلمیٰ خاصخیلی پر تشدد کیا۔ اطلاع ملنے پر سامارو پولیس نے پہنچ کر گھر کے آگے پولیس چوکی قائم کرلی ہے۔ اہل خانہ کے مطابق دس سے بارہ مسلح افراد نے رات کو دیر سے ان کے گھر پر حملہ کرکے گھر خالی کرنے کے لیے وحشیانہ تشدد کرکے زخمی کردیا اور گھر میں توڑ پھوڑ کرکے قیمتی اشیاء بھی لوٹ لیں۔ وہ اس پلاٹ پر گزشتہ آدھی صدی سے گھر بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ ملزم امین خاصخیلی کا کہنا تھا کہ مذکورہ پلاٹ انہوں نے خریدا تھا۔ اور عارضی طور پر شکیل خاصخیلی کو دے رکھا تھا جو وہ اب خالی نہیں کررہا۔ (اکھومنروپ)

محنت کش پر تشدد

دیپالپور دیپالپور کے نواحی گاؤں آبادی سبحان شاہ کے رہائشی غریب محنت کش ماجد کو عید سے قبل گھر سے اٹھا کر لے گئے اور اپنے ڈیرہ پر محمد اسلم بلوچ، شبیر احمد بلوچ اور دیگر بااثر زمینداروں نے سر کے بال مونچھیں مونڈ ڈالیں۔ وقوعہ کا علم ہونے پر ماجد کے ماموں محمد احمد کی درخواست پر مقدمہ درج کر لیا۔ جس کی پاداش میں بااثر زمیندار شبیر احمد ولد محمد اسلم بلوچ نے ملک چمن پھلرون، ملک نوید اسلم، تنویر اسلم اور ملک امتیاز نے ماجد کے گھر داخل ہو کر اسے اٹھا کر دوبارہ اپنے ڈیرہ پر لے جا کر تشدد کیا اور دیگر گھر والوں کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں اور بعدازاں تھانہ صدر کے پولیس اہلکاروں کے ساتھ مل کر ماجد کے خلاف جنسی تشدد کا جھوٹا مقدمہ درج کروا دیا اور حوالات میں بند کروایا۔ واقعہ کی رپورٹ ملتے ہی ڈی پی او اوکاڑہ کیپٹن محمد فیصل رانا نے ملک تصور کو انکوائری افسر کر دیا جس پر انسپکٹر ملک تصور نے ملزم شبیر اسلم بلوچ کو گرفتار کر کے جوڈیشل کر دیا جبکہ باقی ملزم فرار ہو گئے۔

(مسعود علی ہاشمی)

مغوی کو بازیاب کرایا جائے

عمرکوٹ 11 جون کو بنی سرروڈ شہر کے قریب پولیس اسٹیشن ٹالہی تھانے کی حدود کے گوٹھ سوڈھو بھیل کے رہائشی بھیل برادری کے رہنماؤں اور دیگر کی رہنمائی میں عورتوں، بچوں اور مردوں نے درجنوں کی تعداد میں ٹالہی شہر سے کنری شہر تک احتجاجی ریلی نکالی۔ مظاہرین کے ہاتھوں میں پلے کارڈ بھی تھے اور انہوں نے بااثر وڈیرے اور پولیس کے خلاف نعرے بازی کی۔ کنری شہر میں احتجاجی مظاہرے کے دوران رہنماؤں نے کہا کہ علاقے کے بااثر وڈیرے نے ہمارے ایک رشتہ دار کو ہتھیاروں کے زور پر اغواء کرا کر قید کیا ہوا ہے۔ ہم نے ٹالہی تھانے پر اس سلسلے میں شکایت بھی درج کروائی ہے۔ آج واقعے کو تین دن گزر گئے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ معاملے کی انکوائری کر کے لیموں بھیل کو جلد از جلد بازیاب کرایا جائے۔ اس موقع پر لیموں بھیل کی بیوی ماروی اور والدہ ست بائی، بھی موجود تھیں۔

(نامہ نگار)

سابق ایم پی اے فائرنگ سے جاں بحق

صوابی 17 جولائی 2016 کو اے این پی کے سابق ایم پی اے اور امن کمیٹی کے رکن حاجی محمد شعیب اپنے حجرے میں نامعلوم موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے شدید زخمی ہو گئے جسے شدید تشویشناک حالت میں پشاور منتقل کیا جا رہا تھا کہ وہ راستے میں ہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئے۔ تھانہ یار حسین پولیس کی رپورٹ کے مطابق عوامی نیشنل پارٹی کے سابق ایم پی اے حاجی محمد شعیب جو کہ امن کمیٹی کا رکن بھی تھا اتوار کی رات نو بجے اپنے ڈیرے واقع یار حسین میں بیٹھے تھے کہ اس دوران نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے آ کر ان پر فائرنگ کر دی جس سے وہ سر پر گولی لگنے سے شدید زخمی ہو گئے۔ محمد شعیب کو فوری طور پر تشویشناک حالت میں مردان ہسپتال منتقل کرنے کے بعد لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور ریفر کر دیا۔ تاہم وہ راستے میں ہی زخمیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گئے۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔

(نامہ نگار)

غیرت کے نام پر دو اور نوجوان قتل

جندول 13 جولائی 2016 کو تھانہ معیار کی حدود گاؤں مسکینی میں باپ نے بیٹوں، بھائی اور بھتیجوں کے ساتھ مل کر بیٹی اور کراچی پلٹ بے گناہ سولہ سالہ نوجوان کو غیرت کے نام پر قتل کر دیا۔ جبکہ پولیس ملزمان کو گرفتار نہیں کر رہی ہے اور ملزمان راضے نامے کیلئے دھمکیاں دے رہے ہیں۔ مقتول کے ورثاء نے صوبائی حکومت اور انسپکٹر جنرل آف پولیس سے نوٹس لینے کا مطالبہ کر دیا۔ گزشتہ روز پریس کانفرنس کرتے ہوئے مقتول کشر خان کے والد ملوک اس کی والدہ مسماۃ (ج)، بھائی محمود خان اور چچازاد بھائی محمد گل نے کہا کہ گزشتہ دنوں کراچی پلٹ ان کے سولہ سالہ مزدور بیٹے کشر خان کو ملزمان نے بہن کے گھر کے سامنے سے اغواء کیا اور اسے زبردستی اپنے ساتھ گھر لے کر گئے جہاں انہوں نے بغیر کسی وجہ کے اسے گولیاں مار کر قتل کر دیا۔ انہوں نے صوبائی حکومت اور انسپکٹر جنرل آف پولیس سے معاملے کا نوٹس لینے اور انسانی حقوق اور خواتین کے حقوق کیلئے کام کرنے والی تنظیموں سے مقتولین کے ساتھ تعاون کا مطالبہ کیا۔ (ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

بیوی کو قتل کر دیا

شانگلہ 23 جولائی کو خیبر پختونخوا کے ضلع شانگلہ میں ایک شخص نے بھائی کی مدد سے غیرت کے نام پر اپنی حاملہ بیوی کو قتل کر دیا۔ غیرت کے نام پر قتل کا یہ واقعہ بیشام کے ضلع شانگلہ کے علاقے مائرا میں ڈنڈائی پولیس کی حدود میں 22 جولائی کو پیش آیا۔ ایس ایچ او ڈنڈائی پولیس اسٹیشن افضل خان کا کہنا تھا کہ مقتول خاتون کے بھائی نے ابتدائی معلومات میں کہا کہ ان کی بہن کی متعلقہ شخص سے 14 سال قبل شادی ہوئی تھی اور ان کے چار بچے ہیں جبکہ وہ اپنی بیوی پر تشدد کرتا تھا اور بھائی کے گھر جانے کی اجازت بھی نہیں دیتا تھا۔ ایس ایچ او کا کہنا تھا کہ خاتون 5 ماہ کی حاملہ تھی۔ افضل خان کے مطابق درخواست گزار نے ایف آئی آر درج کراتے وقت کہا کہ ان کی بہن کو ان کے شوہر اور شوہر کے بھائی نے پستول سے فائرنگ کر کے قتل کیا۔ افضل خان کا مزید کہنا تھا کہ انھوں نے مبینہ قاتل شوہر کے بھائی کے خلاف ایف آئی آر درج کر دی ہے اور ان کو گرفتار کرنے کی کوششیں کی جاری ہیں جبکہ قتل میں مبینہ طور پر شامل شوہر کو بھی جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ ایس ایچ او نے کہا کہ ڈنڈائی پولیس اسٹیشن کی حدود میں گزشتہ 8 ماہ کے دوران غیرت کے نام پر 3 افراد قتل ہو چکے ہیں اور اکثر قاتلوں کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا ہے جبکہ کچھ نے آپس میں معاملات طے کر دیئے۔ (نامہ نگار)

دھماکے میں سکول ٹیچر کی ہلاکت

باجوڑ ایجنسی 30 جون کو باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کے علاقہ انعام خورو چینہ گئی میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ سے سکول ٹیچر جاں بحق ہو گیا۔ باجوڑ ایجنسی کی تحصیل واڑہ ماموند علاقہ انعام خورو چینہ گئی میں ڈمہ ڈولہ سرکاری پرائمری سکول کے ٹیچر شہزادہ ولد باچا گل سکول جاتے ہوئے راستے میں ریموٹ کنٹرول بم پھٹنے سے جاں بحق ہو گئے۔ واقعے کے بعد سکیورٹی فورسز نے علاقے کو گھیرے میں لیکر سرچ اپریشن شروع کیا جبکہ پولیٹیکل انتظامیہ نے واقعے کی تحقیقات شروع کر دی ہیں۔ جبکہ 29 جون کو تحصیل واڑہ ماموند کے علاقے بدان کوٹ میں سڑک کے کنارے ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں امن کمیٹی کے رضا کار عمران ولد روفات شدید زخمی ہو گئے تھے جنہیں علاج کیلئے خار ہسپتال اور بعدازاں پشاور منتقل کیا گیا۔ (شاہد حبیب)

امن اور موجودہ صورتحال

ملتان جسٹس اینڈ پیس کمیشن-ایم ایس ایل سی پی نے ڈومنیکن فاریشن ہاؤس کے طلباء کے لیے 9 جون 2016 کو سیمینار کا انعقاد کیا۔سیمینار کا موضوع ''امن اور موجودہ صورتحال'' تھا۔ پروگرام کا مقصد امن اور موجودہ ملکی صورتحال میں امن کے فروغ کے حوالے سے طلبا میں شعوری بیداری پیدا کرنا تھا۔مقررین میں ہائی سینٹ پیٹر (ایگزیکٹو سیکرٹری جے پی سی) اور نعیم ہارون (کوارڈینیٹر جبری مشقت پراجیکٹ) تھے۔سہولت کار کے فرائض فیاض امین نے ادا کئے۔حفصیباہ افتخار نے جسٹس اینڈ پیس کمیشن کے اغراض ومقاصد بیان کئے۔نعیم ہارون نے ''امن کے نظریات'' پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ امن اس صورتحال کو کہتے ہیں جب لوگ اپنے تنازعات کا حل کسی قسم کے تشدد کے بغیر نکالیں اور اپنی زندگیاں بہتر بنانے کیلئے اکٹھے مل کر کام کرسکیں۔اس کے برعکس تنازعہ کو ایسے بیان کیا جاسکتا ہے کہ لوگوں کے درمیان ایسی جدوجہد یا مقابلہ جس میں خیالات، عقائد اور اقدار کی مخالفت ہو۔اسی طرح ہمارا ایسا رویہ جس میں جسمانی طاقت کے ساتھ کسی کو نقصان پہنچانا، تباہ کرنا اور مارڈالنا تشدد کہلاتا ہے۔انہوں نے امن کے بارے میں مزید بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہر شخص کو تحفظ فراہم ہونا، بغیر کسی خوف یا تشدد کے زندگی گزارنا، وسائل کی برابر تقسیم، ایک دوسرے کو عزت واحترام دینا، بغیر صنفی امتیاز ملازمت کے برابر مواقع، سیاسی حقوق کا حاصل ہونا، انصاف کی فراہمی اور قانون کی شفاف اور مؤثر عملدرآمد ہی کسی بھی معاشرے کو پُرامن بنانے کا باعث بن سکتی ہے۔اپنے معاشرے اور اپنی زندگیوں کو پُرامن بنانے کیلئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم انفرادی طور پر امن کو فروغ دیں جیسے کہ مشکل وقت میں ایک دوسرے کی مدد کرنا، امتیازات اور تعصّبات کے خلاف آواز بلند کرنا، کسی بھی مسئلہ پر پُرامن احتجاج کرنا اور کسی بھی قسم کے تشدد کے بغیر اپنے حقوق کی آواز بلند کرنا، بچوں کو بچپن سے ہی پُرامن رہنے، اپنے اردگرد کے ماحول سے محبت کرنے اور قدر کرنے کی تعلیم دیں۔ہائی سینٹ پیٹر نے ''بدامنی کے اثرات اور مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور میں ہمیں اپنے معاشرے میں امن کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے محرکات کو دیکھنے کی ضرورت ہے، اس کیلئے ہم سب کو انفرادی طور پر اپنا جائزہ لینا چاہیے اور امن پیدا کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔اس کے بعد ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو اُن کے جان ومال کا تحفظ فراہم کرے۔ہمارے ملکی قوانین بھی خاص حلقوں میں تعصّبات پھیلانے کا باعث جیسے کہ 1973 کے آئین آرٹیکل 252B میں اقلیتوں اور خواتین کے طرزِ انتخاب کا حق چھین لیا گیا ہے جو کہ تعصب اور امتیازی رویے کی نشاندہی کرتا ہے۔جس کی وجہ سے اقلیتوں میں بے چینی اور غیر محفوظ ہونے کی کیفیت ہے۔مذہبی انتہا پسندی بھی ہمارے ملکی امن کو تباہ کرنے کی ایک بڑی وجہ ہے جس کی بدولت ملک میں بسنے والی اقلیتیں خود کو غیر محفوظ محسوس کرتی ہیں جبکہ وہ سب بھی پاکستانی شہری ہیں۔ڈرون حملوں میں عام شہریوں کی ہلاکت ملکی امن کو تباہ کردیتا ہے جس کی وجہ سے نفرت اور بدامنی کو ہوا ملتی ہے۔ملک میں غربت اور زیادہ آبادی سے پیدا ہونے والے مسائل ملک میں بدامنی اور انتشار کی ایک وجہ اس لیے لوگوں کیلئے روزگار کے مواقع اور آبادی کو کنٹرول کے جامع منصوبے ضروری ہیں۔ریاست کی خاص علاقوں کی ترقی کی طرف خاص توجہ اور باقی علاقوں کو نظرانداز کردینا، ریاست کا ایسا رویہ شہریوں میں احساسِ کمتری کا باعث بنتا ہے۔لہذا پسماندہ علاقوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔بدعملی کی بھی بدولت ہمارا معاشرہ ترقی اور امن کی بجائے بدامنی کا شکار ہے اس صورتحال کو قابو میں رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اداروں کو مضبوط کریں۔ انفرادی طور پر پاکستانی شہری ہونے کے ناطے اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو پورا کریں، ہر لحاظ سے مثبت سوچ رکھیں اور اپنے اندر قبولیت کے عنصر کو پروان چڑھائیں۔

(حفصیباہ افتخار

جہدِ حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا
  جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کرکے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔حقائق اچھی طرح سے تصدیق کرکے لکھیں۔
- ہر شمارہ کی قیمت مبلغ =/5 روپیہ ہے
- سالانہ خریداروں کے لیے =/50 روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈ آفس کے پتہ پر روانہ کریں۔پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہدِ حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتے تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہدِ حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے اب ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔پتہ:

www.hrcp-web.org

معاشرے میں بڑھتے ہوئے تشدد کی مذمت

جھنگ ضلعی کور گروپ نے تشدد کے خلاف عالمی دن کے حوالے سے 27 جون کو سینٹ مارٹن ہائی سکول کرسچین کالونی پرانا چنیوٹ روڈ میں ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا۔ پروگرام کے آغاز پر پال شاہد نے کہا کہ ہماری کالونی شہر کی سب سے پسماندہ بستی ہے۔ کچھ عرصہ قبل بلدیہ جھنگ میں خاکروب اسی کالونی سے بھرتی کئے جاتے تھے جس سے انہیں روزگار مل جاتا تھا لیکن بدقسمتی سے یہاں بھی گھوسٹ ملازمین بھرتی کئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کے لیے روزگار کے ذرائع تقریباً بند ہو چکے ہیں۔ اس علاقے کے رہائشی جو پہلے ہی غیر تعلیم یافتہ ہیں جب ان کے پاس روزگار کے مواقع بھی نہیں ہوں گے تو وہ نفسیاتی مریض بن کر تشدد کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اور افراد خانہ خصوصاً عورتیں ان کا آسان ہدف ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس علاقے میں تشدد کے واقعات میں اضافے کے نتیجے میں یہاں فوجداری کیسز میں اضافہ ہو رہا ہے جس سے پولیس کی مداخلت بڑھ رہی ہے اور بالآخر رشوت دے کر معاملہ کو ختم کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر لوگوں کو معاشرتی انصاف ملنا شروع ہو جائے تو یقینی طور پر معاشرہ سے تشدد کا خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے۔ کور گروپ کے نمائندے قمر زیدی نے کہا کہ بدقسمتی ہے کہ ایک طرف ہماری حکومت عملاً پر تشدد کارروائیوں کے خلاف کوئی واضح پالیسی ترتیب نہیں دے پا رہی تو دوسری طرف وہ تشدد کے حامی عناصر کے سامنے بے بس نظر آتی ہے۔ یہ تشدد اب انفرادی سطح سے بڑھ کر معاشرتی اور ملکی سطح پر پھیل چکا ہے۔ اس میں حکومتی خاموشی نے تشدد کے حامی عناصر کے حوصلے بڑھا دیے ہیں۔ یہ بھی بدقسمتی ہے کہ حکومت کے اپنے ادارے بھی عدم تشدد کی پالیسی کی سرپرستی نہیں کر رہے ہے جس کا واضح ثبوت آپ کو تھانوں میں ہونے والے تشدد اور تعلیمی اداروں میں حکومت کی پالیسی تعلیم نہیں پیار پر عملدرآمد نہ ہونے میں نظر آئے گا۔ آج بھی سرکاری سکولوں کے ٹیچرز کے ہاتھوں میں ڈنڈا نظر آتا ہے اور وہ برملا کہتے ہیں کہ مار کے بغیر بچے پڑھتے ہی نہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں بھی مار پڑتی تھی۔ المیہ یہ بھی ہے کہ گھریلو تشدد میں بہت زیادہ اضافہ ہو رہا ہے اس سلسلہ میں خواتین اور بچے اس کا زیادہ شکار بنتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب اپنے اندر برداشت کا مادہ پیدا کریں۔ اس موقع پر تجویز کیا گیا کہ:

1۔ مار نہیں پیار کی پالیسی پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے اور اس سلسلہ میں نجی تعلیمی اداروں کو بھی کوئی استثنیٰ نہ دیا جائے۔
2۔ تشدد پر مبنی ہر قسم کے مواد پر پابندی لگائے جائے۔
3۔ تعلیمی اداروں میں پڑھائے جانے والے نصاب کو فوری طور پر جدید تقاضوں کے مطابق تبدیل کیا جائے۔ اس طرح ماحولیات اور موسمیاتی تبدیلیوں جیسے مضامین کو کورس کا لازمی حصہ بنایا جائے۔
4۔ سب سے اہم بات کہ محض قوانین نہ بنائے جائیں بلکہ ان کی روح کے مطابق ان پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔
5۔ مقامی سطح پر وہ اسامیاں جو محض مسیحی ورکروں کے لیے مختص سمجھی جاتی ہیں ان پر گھوسٹ ملازمین کا خاتمہ کیا جائے اور مسیحی ورکروں کو ان کا حق دیا جائے۔

(قمر زیدی)

مظاہرین کا اپنے حق میں مظاہرہ

اوکاڑہ انجمن مزارعین پنجاب کے سینکڑوں مزارعین نے 21 جون کو چک 15/4 ایل اوکاڑہ میں اپنے راہنماؤں مہر ستار، سلیم جھکڑ، عبداللہ طاہر اور مقامی صحافی حسنین رضا کی رہائی کے لیے ایک مظاہرہ کیا اور انتظامیہ کے خلاف نعرے بازی کی۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے انجمن مزارعین پنجاب کے رہنماؤں عبدالستار چمن اور منظور شاہ نے کہا کہ مزارعین کے رہنماؤں مہر ستار، سلیم جھکڑ کو دہشت گردی اور ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے جھوٹے الزامات کے مقدمات درج کر کے جیل میں بند کر دیا گیا ہے۔ جبکہ عبداللہ طاہر اور مقامی صحافی روزنامہ نوائے وقت کے ڈسٹرکٹ رپورٹر اوکاڑہ حسنین رضا جو کہ مرحوم صحافی سرور مجاہد کے بیٹے ہیں کو تین ماہ کے لیے بلاوجہ نظر بند کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم مذکورہ راہنماؤں کی رہائی تک اپنا احتجاج جاری رکھیں گے اور کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

(اصغر حسین)

صحافی کے گھر پولیس کا دھاوا

نوشہرہ 28 جون کو اکبر پورہ اور پبی پولیس نے ذاتی عناد کی بناء پر مقامی صحافی ملک حسن زیب کے گھر واقع اکبر پورہ پر چڑھائی کر دی اور چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے خواتین کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا گیا، پولیس نے صحافی ملک حسن زیب کے ایک بھائی کو بھی گرفتار کر کے حوالات میں شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔ آئی جی نے واقعے کی شفاف تحقیقات کا یقین دلاتے ہوئے ڈی پی او نوشہرہ کو انکوائری آفیسر مقرر کر دیا۔

(روزنامہ ایکسپریس)

امن کمیٹی کے سات ارکن ہلاک

دیربالا اپر دیر کے علاقے ڈوگ درہ میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں امن کمیٹی کے سربراہ خان محمد سمیت 7 افراد جاں بحق ہو گئے۔ 18 جولائی 2016 کو ڈوگ درہ میں جرگہ میں شرکت کے بعد 7 افراد واپس آرہے تھے کہ مینے گٹ کے مقام پر شر پسندوں نے گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم دھماکے سے تباہ کر دیا جس کے نتیجے میں امن کمیٹی کے سربراہ اور ویلج کمیٹی کے چیئرمین خان محمد، کونسلر عادل خان، سمیع اللہ، حبیب اللہ، امان اللہ خان، محمد جان اور ڈرائیور کبیر جاں بحق ہو گئے۔ سیکورٹی فورسز نے علاقے کو گھیرے میں لیکر سرچ اپریشن شروع کر دیا۔

(روزنامہ آج)

'غیرت' کے نام پر اعضاء کاٹے جانے پر ایک شخص ہلاک

ڈیرہ غازی خان صوبہ پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازی خان (ڈی جی خان) میں حملہ آور ایک شخص کے بازو، ہونٹ اور ناک کاٹ کر اعضاء اپنے ساتھ لے گئے، جس کے نتیجے میں وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ واقعہ 18 جولائی کو گدائی پولیس اسٹیشن کی حدود میں موزہ صابرہ نچواں کے رہائشی ایک شخص اللہ دتہ کے ساتھ پیش آیا۔ مقامی ذرائع کے مطابق اللہ دتہ شادی شدہ تھا اور اس کے پایگاں گاؤں کی رہائشی ایک شادی شدہ خاتون سے مبینہ طور پر تعلقات استوار تھے۔ ذرائع کے مطابق اس سے قبل مذکورہ شادی شدہ خاتون مقتول اللہ دتہ کے ساتھ فرار ہو گئی تھی بعد ازاں دونوں خاندانوں کی مداخلت کے بعد خاتون کو ان کے شوہر کے گھر واپس پہنچا دیا گیا تھا۔ پیر 18 جولائی کو اللہ دتہ پایگاں گاؤں جا رہا تھا جہاں 5 افراد نے اسے روک کر اس پر تشدد کیا اور اس کے بازو، ہونٹ اور ناک کاٹ کر متعدد اعضاء ساتھ لے کر فرار ہو گئے۔ متاثرہ شخص کو تشویشناک حالت میں غازی میڈیکل کالج کے ٹراما سینٹر منتقل کیا گیا، لیکن خون زیادہ بہہ جانے سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اسٹیشن ہاؤس آفیسر (ایس ایچ او) علی محمد نے ڈان کو بتایا کہ خاتون کے 2 رشتہ داروں اقبال، اللہ دیوایا اور 3 معلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے جبکہ ملزمان کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان)

بچے

بچی کو زیادتی کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا

ز٦ئـڑء نوشہرہ کے علاقہ امان گڑھ عاشور آباد میں ملزم نے پانچ سالہ معصوم بچی کو اغواء کر کے زیادتی کا نشانہ بنا کر پھانسی دے کر قتل کر دیا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بعد قتل کی تصدیق ہوگئی معصوم بچی کے جسم پر تشدد کے نشانات کی بھی تصدیق ہوگئی ہے۔ 10 جولائی 2016 کو سید بادشاہ ولد گل رحمان ساکن عاشور آباد امان گڑھ نے اضاخیل پولیس کو رپورٹ درج کراتے ہوئے بتایا کہ اس کی پانچ سالہ بیٹی زارہ گزشتہ روز برف مانگنے پڑوسیوں کے گھر گئی اور پھر واپس گھر نہیں آئی رات گئے تک اس کی تلاش جاری رہی اور مساجد میں بھی اعلانات کیے گئے مگر اس کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ اگلے روز فاروق نے اطلاع دی کہ اس کے پلاٹ میں اسکی پانچ سالہ بیٹی زارہ کی قتل شدہ لاش پڑی ہے۔ وہ اپنے بھائی لعل بادشاہ کے ہمراہ جائے وقوع پر پہنچا تو دیکھا کہ اس کی بچی قتل شدہ حالت میں پڑی ہوئی تھی اور لاش کے قریب بچی کے ٹوٹے ہوئے کنگن پڑے تھے اور اس کے جسم پر تشدد کے نشانات بھی تھے۔ ڈی ایچ کیو نوشہرہ ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر صدف سرور میڈیکل آفیسر ڈی ایچ کیو ہسپتال نوشہرہ نے اس کا پوسٹ مارٹم کیا۔ لیڈی ڈاکٹر کے مطابق معصوم بچی کے گلے میں کپڑے سے پھندا بنا کر اس کو پھانسی دی گئی، اس کے ساتھ زنا بالجبر ہوا اور اس کے جسم پر تشدد کے نشانات بھی ہیں۔ قاتل نے اس کی قمیض سے فیتہ کاٹ کر اسکو پھانسی دی۔ معصوم بچی کے جسم پر سگریٹ کے داغ بھی تھے۔

(روزنامہ مشرق)

پنجاب میں بچوں سے مشقت لینے پر پابندی

لاہور پاکستان کے صوبہ پنجاب کے گورنر نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے جس کے تحت صوبہ بھر میں 15 سال سے کم عمر بچوں سے مشقت لینے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ حکومت پنجاب کے محکمہ قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے جاری کیے گئے نوٹیفیکیشن کے مطابق پنجاب اسمبلی کا اجلاس 'ان سیشن' نہ ہونے کے باعث گورنر ملک محمد رفیق رجوانہ نے آئین پاکستان کے آرٹیکل 128 کی شق 1 کے تحت آرڈیننس جاری کیا جو فوری طور پر پورے صوبہ میں نافذ العمل کر دیا گیا ہے۔ آرڈیننس میں صوبہ کے تمام سرکاری اور نجی اداروں اور آجروں کو 15 سال سے کم عمر بچوں سے مشقت نہ لینے کا پابند بنایا گیا ہے جبکہ 15 سے 18 سال کی عمر کے افراد کو خطرناک پیشوں میں ملازمت پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ صحافی عبدالناصر کے مطابق آرڈیننس میں واضح کیا گیا ہے کہ 15 سے 18 سال کے بالغ افراد سے کام لیتے وقت ان کے تعلیم اور ووکیشنل ٹریننگ کے اوقات کا خیال رکھا جائے تا کہ ان میں کوئی حرج نہ آئے۔ آجروں کو اس بات کا بھی پابند بنایا گیا ہے کہ 15 سے 18 سال کے بالغ افراد سے مسلسل صرف تین گھنٹے کام لیا جائے اور اگلے تین گھنٹوں کی مشقت سے قبل انھیں آرام کے لیے ایک گھنٹہ کا وقفہ دیا جائے لیکن ایک دن میں وقفے سمیت سات گھنٹوں سے زیادہ یا شام 7 سات بجے سے صبح 8 بجے تک کام لینا جرم تصور کیا جائے گا۔ آرڈیننس میں آجروں کو بالغ افراد کو ہفتہ میں ایک چھٹی دینے کا بھی پابند بنایا گیا ہے جس کی خلاف ورزی پر کم از کم سات روز اور زیادہ سے زیادہ 6 ماہ قید اور دس ہزار سے 50 ہزار روپے جرمانے کی سزا دی جا سکے گی۔ اوقات کار اور ہفتہ وار چھٹی کے قانون کو دوسری بار توڑنے پر تین ماہ سے پانچ سال تک کی سزا دی جا سکے گی۔ آرڈیننس میں واضح کیا گیا ہے کہ غیر اخلاقی سرگرمی، جسم فروشی، منشیات کی تیاری یا خرید و فروخت کے لیے غلام بنانے پر 2 سے 10 لاکھ روپے تک جرمانہ اور 3 سے 7 سال تک کی قید کی سزا ہوگی۔ آجروں کو 15 سال سے 18 سال کے بالغ ملازمین کی عمر اور ملازمت کا مکمل ریکارڈ مرتب کرنے کا بھی پابند بنایا گیا اور عمر کے تعین کے لیے نادرا کے فارم 'ب' کی شرط رکھی گئی ہے۔ پاکستان میں غربت کی وجہ سے والدین بچوں کو مشقت کے لیے بھیج دیتے ہیں۔ کسی بچے کو ملازم رکھنے یا 18 سال تک کے بالغ افراد سے آرڈیننس کے منافی مشقت لینے کی صورت میں کارخانہ یا کوئی بھی ادارہ جس سے وہ وابستہ ہوں اسے بند کیا جا سکتا ہے۔ آرڈیننس میں خطرناک پیشوں کی بھی تفصیل دی گئی ہے جس کے مطابق سامان یا مسافروں کی منتقلی، ریلوے سٹیشن پر کیٹرنگ، ایک پلیٹ فارم سے دوسرے پلیٹ فارم یا ایک ٹرین سے دوسری ٹرین میں منتقلی شامل ہے۔ وزن اٹھانا، چمڑے کی رنگائی، سکھائی، زرعی ادویات کی مینوفیکچرنگ و سپرے، دھماکہ خیز مواد، کیمیکل، کاٹنے والی مشینری اور 50 وولٹ سے زیادہ بجلی کے تاروں کا کام بھی خطرناک پیشوں میں شمار کیا گیا ہے۔ آرڈیننس میں بالغ افراد کو سیمنٹ انڈسٹری، کان کنی، پتھروں کی پسائی، شیشہ مینوفیکچرنگ، قالین بافی، سگریٹ، بیڑی اور نسوار سازی، ایل پی جی اور سی این جی ریفائلنگ انڈسٹریز اور سینیماز میں ملازمت دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

ادویات کی قلت کے باعث بچی جاں بحق

خیبر ایجنسی لنڈی کوتل کے علاقہ ذخہ خیل میں رہائش پذیر سات ماہ کی افغان بچی زبیدہ کو بے ہوشی کی حالت میں ایجنسی ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے ایمر جنسی یونٹ میں لایا گیا تاہم ایمر جنسی میں لائف سیونگ ڈرگ کی عدم موجودگی کے باعث وہ ہسپتال میں دم توڑ گئی۔ ہسپتال کے ایک ڈاکٹر نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ ہسپتال میں کئی ماہ سے ایمر جنسی مریضوں کے لئے ایڈرینالین، ایمنو فائیلین ویلیوم، سولو کارٹیف اے ٹی ایس، مینی ٹال اور اینٹی ریبیز جیسے زندگی بچانے والی ضروری ادویات موجود نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر نظیر وزیر نے رابطے پر بتایا کہ ہسپتال سٹور میں ہر قسم کی دوائی موجود ہے اور ایمر جنسی مریضوں کو ضرورت کے وقت فراہم کی جاتی ہے۔ لنڈی کوتل کے عوام نے ہسپتال کو ادویات فوری طور پر فراہم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

(روزنامہ آج)

تعلیمی سہولیات کے بغیر سکول

کرم ایجنسی کرم ایجنسی کے گاؤں علیشاری نئے کلے میں 1990ء کو مسجد پرائمری سکول قائم کیا گیا تھا۔ جو تا حال اس حیثیت سے برقرار ہے یہ سکول دو کچے کمروں پر مشتمل ہے جس میں چوتھی جماعت تک بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ اور ان دو کمروں سے بیک وقت سٹور، دفتر اور پڑھائی کا کام لیا جاتا ہے۔ مقامی لوگوں نے حکام سے مطالبہ کیا کہ اس سکول کو پرائمری سکول کا درجہ دیکر تمام سہولیات فراہم کی جائیں۔

(نامہ نگار)

’کراچی کے 62 فیصد شہری کچی آبادیوں میں رہائش پذیر‘

کراچی معروف آرکیٹیکٹ اور معروف سماجی کارکن عارف حسن کا کہنا ہے کہ کراچی کے ایک کروڑ 30 لاکھ شہری آج بھی کچی آبادیوں میں رہائش پذیر ہیں، جو مجموعی آبادی کا 62 فیصد ہے۔ جامعہ کراچی کے اپلائیڈ اکنامکس ریسرچ سینٹر کے زیر اہتمام سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے عارف حسن نے کہا کہ کراچی ایک گنجان آباد شہر ہے جس کی آبادی کی ایک بڑی تعداد دوسرے صوبوں سے آئے ہوئے لوگوں پر مشتمل ہے، کراچی کے ایک کروڑ 30 لاکھ شہری آج بھی کچی آبادیوں میں رہائش پذیر ہیں جو مجموعی آبادی کا 62 فیصد ہے۔ انہوں نے کہا کہ زیادہ تر شہری کرائے کے گھروں میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ مناسب قیمت پر دستیاب ہوتے ہیں، شہر میں بلند و بانگ عمارتوں کی تعمیر میں اربن پلاننگ کا شدید فقدان ہے، جبکہ ان بلند و بانگ عمارتوں کی وجہ سے ہوا کی آمد و رفت بھی شدید متاثر ہوئی ہے، جس کے باعث اب خواتین گھروں کے باہر برآمدے میں بیٹھنے سے گریز کرتی ہیں۔ عارف حسن کا کہنا تھا کہ شہر قائد کی بڑھتی ہوئی آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے اربن لینڈ ریفارم ناگزیر حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ گذشتہ 25 سالوں میں 2 ہزار 800 سے زائد دیہاتوں پر قبضہ کر لیا گیا، جس سے دیہی معیشت کو شدید نقصان پہنچا۔ کراچی میں گرین لائن منصوبے سے متعلق عارف حسن نے کہا کہ منصوبے سے کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہیں آئے گی کیونکہ اس سے محض کراچی کی ایک اعشاریہ 2 فیصد آبادی مستفید ہوگی اور ٹرانسپورٹ کے مسائل جوں کے توں رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ 2015 تک کراچی میں موٹر سائیکلوں کی تعداد 17 لاکھ تک جا پہنچی تھی، موٹر سائیکل ایک سستی سواری ہے مگر اس سے ہونے والے جان لیوا حادثات سے بچنے کے لئے مربوط اور ٹھوس حفاظتی اقدامات وقت کی اہم ضرورت بن چکے ہیں۔

(انگریزی سے ترجمہ بشکریہ روزنامہ ڈان)

قتل کر کے خودکشی کا رنگ دینے کی کوشش

عمرکوٹ 7 جولائی کو تحصیل پتھورو کے علاقے بچاؤ بند شہر کے قریب گوٹھ ممتاز شاہد میں چوبیس سالہ شادی شدہ نوجوان خاتون دو بچوں کی ماں شریمتی سورجا کے فوت ہونے کی اطلاع سامنے آئی۔ مذکورہ خاتون کے شوہر بھنور اور سسر کا کہنا تھا کہ خاتون سورجا نے گھر کے اندر پھندا ڈال کر خودکشی کی ہے جبکہ خاتون کے والد ڈھواوڈ کا کہنا تھا کہ اس کی بیٹی سورجا کو اس کے شوہر اور سسر نے قتل کر کے خودکشی کا ڈرامہ رچایا ہے۔ خاتون کی نعش کا پوسٹ مارٹم تعلقہ ہسپتال پتھورو سے کرایا گیا۔ نعش کی وصولی خاتون کے والدین نے کی۔ لواحقین نے نعش پریس کلب عمرکوٹ کے پاس چوک مقام پر رکھ کر دھرنا دیا۔ دھرنے کی رہنمائی وکیل سوہنو، مٹھو، تارو، صدام اور ہر چند کر رہے تھے۔ دھرنے کے باعث ٹریفک کی آمد و رفت بھی معطل رہی۔ ٹائر بھی جلائے گئے۔

(اوکھو منروپ)

شیعہ کمیونٹی کے رہنما پر حملہ

ہری پور نیئر عباس جعفری شیعہ کمیونٹی کی سیاسی جماعت مجلس وحدت المسلمین کے کارکن ہیں اور ضلع ہری پور میں پاکستان بیت المال کے ضلعی آفیسر ہیں۔ وہ اور ان کے اہل خانہ کئی عشروں سے اہل تشیع سے منسلک مذہبی تقریبات کا اہتمام کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یکم جولائی کو انہوں نے امامیہ مسجد سے مرکزی چوک ہری پور تک یوم القدس ریلی کی قیادت کی اور بعد ازاں ایک افطار پارٹی میں شرکت کے لیے اسلام آباد گئے۔ وہ اسلام آباد سے ہری پور واپس آنے کے بعد رحمانیہ روڈ پر اپنی معمول کی واک کر رہے تھے کہ موٹر سائیکل سوار نامعلوم حملہ آور نے ان پر فائرنگ کر دی۔ ان کی چھاتی کی دائیں طرف گولی لگی۔ انہیں ویمن اینڈ چلڈرن ہسپتال ہری پور لایا گیا جہاں سے ڈاکٹر نے انہیں ایوب ٹیچنگ ہسپتال ایبٹ آباد منتقل کر دیا جہاں ان کا آپریشن کیا گیا۔ وہ پندرہ دن تک ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ مسٹر جعفری کے بقول ان کی کسی کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حملہ فرقہ وارانہ نوعیت کا تھا۔ پولیس نے نامعلوم ملزم کے خلاف اقدام قتل کا مقدمہ درج کر لیا تھا مگر اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزم کی شناخت نہیں کی جا سکی تھی اور نہ ہی اسے گرفتار کیا جا سکا تھا۔

(محمد صداقت)

امن کمیٹی کے رکن کو قتل کر دیا گیا

باجوڑ ایجنسی 29 مئی کو باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند علاقہ گٹ اگرہ میں نامعلوم مسلح افراد نے فائرنگ کرتے ہوئے مقامی شخص اور امن کمیٹی کے رکن عمران ولد محمد شیر عمر 16 سال کو قتل کر دیا۔ واقعہ کے بعد ملزمان فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ دریں اثناء واقعہ کے بعد پولیٹیکل انتظامیہ کے حکام نے جائے وقوعہ کا دورہ کیا اور واقعہ کی تحقیقات شروع کر دی۔ جبکہ سیکورٹی فورسز نے پورے علاقے کو گھیرے میں لیکر سرچ آپریشن شروع کر دیا۔

(شاہد حبیب)

گمشدہ افراد کی بازیابی کے لیے پٹیشن دائر

سوات پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مظہر عالم میاں خیل اور جسٹس داؤد خان پر مشتمل دو رکنی بنچ نے سوات سے لاپتہ ہونے والے باپ بیٹے کی بازیابی کے لئے دائر رٹ پر مقامی جرگہ ممبران کو نوٹس جاری کرتے ہوئے عدالت طلب کر لیا ہے۔ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس مظہر عالم میاں خیل اور جسٹس محمد داؤد خان پر مشتمل دو رکنی بنچ نے یہ احکامات سوات کے علاقہ کانجو کی رہائشی صائمہ نامی خاتون کی جانب سے دائر رٹ پٹیشن کی سماعت کرتے ہوئے کی۔ دائر رٹ میں موقف اختیار کیا گیا کہ ”سال 2009 میں ملک سجان، ملک رحمت خان اور رحمت علی نامی مشران نے گھر میں آ کر اس کے شوہر محمد خلیل ولد فقیر لکچول اور دو بیٹوں ناصر اللہ اور سلیم سے کہا کہ ”ہمارے ساتھ چلو۔ کانجو میں تعینات میجر ادریس سے تمہاری ملاقات کروانا چاہتے ہیں وہ تم لوگوں سے ملنا چاہتا ہے۔ جن کو ان سے کچھ پوچھ گچھ کرنی ہے“ تینوں مشران نے میرے شوہر محمد خلیل اور بیٹوں ناصر اللہ اور سلیم کو گھر سے وہاں پر تعینات میجر ادریس کے پاس لے گئے۔ تاہم 2009 کے اس دن سے لیکر آج تک ان کے بیٹے اور شوہر لاپتہ ہیں“۔ درخواست گزار نے روتے ہوئے چیف جسٹس سے فریاد کی کہ ان سے ان کے تمام خاندان کو چھین لیا گیا ہے اور اب وہ بالکل اکیلی رہ گئی ہے۔ لہٰذا اس کے بیٹوں اور شوہر کو بازیاب کرایا جائے۔ جس پر فاضل دو رکنی بنچ نے تینوں ملکان اور میجر ادریس کے نام نوٹس جاری کرتے ہوئے 13 جولائی کو ہونے والی سماعت پر انہیں عدالت میں پیش ہونے کے احکامات جاری کر دیئے، جبکہ فاضل عدالت نے خیبر پختونخوا کے مختلف علاقوں سے لاپتہ ہونے والے محمد شعیب اور حیات اللہ سمیت متعدد درخواستوں کی سماعت کرتے ہوئے کمشنر بنوں، پولیٹیکل ایجنٹ باجوڑ ایجنسی، ایڈیشنل چیف سیکرٹری فاٹا اور سیکرٹری داخلہ خیبر پختونخواہ سے جواب مانگ لیا ہے۔

(روزنامہ مشرق)

اقلیتیں

مسیحی نوجوان پر'توہین رسالت' کا مقدمہ

گجرات 12 جولائی کو سرائے عالمگیر میں مبینہ طور پر توہین آمیز ایس ایم ایس بھیجنے پر ایک مسیحی نوجوان کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ سرائے عالمگیر کے تھانہ سٹی صدر سے منسلک ریڈر برانچ کے نائب محرر اسجد نے بی بی سی کو بتایا کہ اس نوجوان نے اپنے ایک مسلمان دوست کو موبائل پر پیغام بھجوایا تھا جس میں مسلمان لڑکے کے مطابق 'توہین رسالت' کی گئی ہے۔ پولیس کے مطابق مدعی کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ 8 جولائی کو پیش آیا اور اس کی درخواست پر مسیحی نوجوان کے خلاف تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295 سی کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ متعلقہ تھانے کے ایس ایچ او ثناء اللہ نے بی بی سی کو بتایا کہ ملزم کو تاحال گرفتار نہیں کیا جا سکا اور اس کی تلاش میں چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ تاہم دوسری جانب ریڈر برانچ کے اہلکار کا کہنا ہے کہ ایف آئی آر سیل نہیں بلکہ ڈسٹرکٹ پولیس افسر کے پاس ہے اور اس کی نقل ریڈر برانچ کو بھی نہیں بھجوائی گئی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ حساس نوعیت کی ایف آئی آرز ڈی پی او اپنے پاس ہی رکھتے ہیں۔ مقامی ذرائع ابلاغ کے مطابق اس واقعے کے بعد علاقے میں ماحول کشیدہ ہے اور پولیس نے ندیم جیمز نامی اس نوجوان کے اہلِ خانہ کو بھی حفاظتی تحویل میں لیا ہے۔ خیال رہے کہ سرائے عالم گیر کے قریب ہی واقع صوبہ پنجاب کے شہر جہلم میں آٹھ ماہ قبل توہینِ مذہب کے مبینہ واقعے کے بعد فوج تعینات کرنا پڑی تھی۔ (بشکریہ بی بی سی اردو)

گھوٹکی میں احتجاج میں زخمی ہونے والا ہندو چل بسا

گھوٹکی 27 جولائی کو صوبہ سندھ کے ضلع گھوٹکی میں ایک ہندو کی جانب سے قرآن پاک کے نسخے کو مبینہ طور پر نذرِ آتش کرنے کے بعد مشتعل افراد کے احتجاج کے دوران گولی لگنے سے زخمی ہونے والے ایک مقامی ہندو تاجر دیوان ستیش کمار نے دم توڑ دیا۔ 26 جولائی کو گھوٹکی کے علاقے ڈہرکی کے ایک گاؤں مہراب سیجو کی مقامی مسجد میں ایک ہندو امرلعل کے داخل ہو کر قرآن پاک کے نسخے کو نذرِ آتش کرنے کی اطلاعات سامنے آئی تھیں۔ اس واقعے کی خبر ملتے ہی گھوٹکی کے علاقے میرپور ماتھیلو اور ڈہرکی سمیت دیگر علاقوں کے عوام سڑکوں پر نکل آئے اور نیشنل ہائی وے کو 6 گھنٹے تک بلاک رکھا، اس موقع پر مظاہرین نے ملزم کی گرفتاری، اس کے خلاف مقدمے کے اندراج اور ملزم کو سخت سے سخت سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ مشتعل عوام نے سڑکوں پر ٹائر جلائے، ہندوؤں کی دکانوں میں توڑ پھوڑ کی، جبکہ مشتعل افراد کو پر امن کرنے کے لیے آنے والے ایس ایس پی سکھر امجد شیخ کی گاڑی پر بھی حملہ کیا گیا۔ عوام کے شدید احتجاج اور ضلع بھر میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورت حال کے بعد پولیس نے ملزم امرلعل کو گرفتار کر لیا اور اس کے خلاف ڈہرکی پولیس اسٹیشن میں مقدمہ درج کر کے تفتیش کے لیے نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ مقامی ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ امرلعل کا ذہنی توازن درست نہیں، وہ منشیات کا عادی ہے، جس نے کچھ عرصہ قبل اسلام قبول کر لیا تھا۔ دوسری جانب مشتعل افراد کے احتجاج کے دوران گولی لگنے سے زخمی ہونے والے ہندو تاجر نے آج بروز بدھ دم توڑ دیا، جو واقعے کے وقت اپنے ایک دوست انیواش کے ہمراہ میرپور ماتھیلو کے ایک ہوٹل میں چائے پی رہے تھے۔ ضلع گھوٹکی کے سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) مقصود احمد بنگش نے ڈان کو بتایا کہ گھوٹکی میں قرآن پاک کو مبینہ طور پر نذرِ آتش کرنے کے واقعے کے بعد پیدا ہونے والی کشیدہ صورتحال کے دوران زخمی ہونے والا 'ایک مقامی ہندو تاجر ہلاک ہوگیا'۔ ان کا کہنا تھا کہ رینجرز کی مدد سے پولیس علاقے کی صورتحال کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی ہے، جبکہ پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں نے رات کو چھاپوں کے دوران ضلع میں کشیدگی پھیلانے کے الزام میں 150 افراد کو گرفتار کر لیا۔ واقعے کے دوسرے روز بھی ڈہرکی، گھوٹکی، میرپور ماتھیلو اور خان پور مہر میں صورتحال کشیدہ ہے اور کاروبارِ زندگی معطل ہے۔ ہندو کمیونٹی نے مقامی صحافیوں سے گفتگو میں اپنی جان و مال کے تحفظ کا مطالبہ کیا۔ ایس ایس پی بنگش نے بتایا کہ کسی بھی ناخوشگوار واقعے سے بچنے کے لیے پولیس کی بھاری نفری کو حساس مقامات خصوصاً ہندوؤں کے رہائشی علاقے کے باہر تعینات کر دیا گیا ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

پولیس کے خلاف احتجاج

عمرکوٹ 20 جون کو تحصیل سامارو کی دیھہ رام جاگو کے رہائشی صدیق گھیلڑ و خاندان کے مرد، عورت اور بچوں نے پریس کلب سامارو پولیس کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کر کے دھرنا دیا۔ اس موقع پر خواتین رہنماؤں نے کہا کہ رات دو بجے بااثر وڈیرے ستار گھیلڑو نے پولیس ڈی ایس پی سامارو کے ہمراہ ان کے گھروں میں گھس کر اہل خانہ پر فائرنگ کر کے دہشت پھیلائی۔ بااثر وڈیرے اور سادہ کپڑوں میں ملبوس سامارو پولیس تھانے کے اے ایس آئی نے چادر اور چاردیواری کا تقدس پامال کیا۔ عورتوں اور بچوں پر تشدد کیا۔ گھر کے دروازے توڑ کر تین تولے سونے، زیورات، ہزاروں روپے نقد نقد رقم چھین کر تئیس سالہ نوجوان اور میر خان کو ساتھ لے گئے۔ انہوں نے بتایا کہ بااثر وڈیرہ ستار گھیلڑو پولیس کی مدد سے انہیں ڈرا کر جھوٹے مقدمات درج کرا کران سے زمین ہتھیانا چاہتا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ انہیں انصاف دلایا جائے اور بااثر وڈیرے کے خلاف کارروائی کی جائے۔

(نامہ نگار)

مبینہ پولیس مقابلے میں ہلاکت

تورغر تورغر کی تحصیل جدباء کے گاؤں سنگری سے تعلق رکھنے والے ایک شخص حافظ نثار کو بٹگرام کی پولیس نے مبینہ پولیس مقابلے میں ہلاک کر دیا۔ پولیس کے مطابق مقتول تحریک طالبان پاکستان کا سرگرم کارکن تھا اور دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث تھا۔ ضلع بٹگرام کی پولیس نے تورغر پولیس کو وقوعہ کی تفصیلات سے آگاہ کر دیا تھا۔ مقتول تین بچوں کا باپ تھا۔

(محمد زاہد)

بین المذاہب ہم آہنگی پر زور

جھنگ کارتیاس پاکستان نے 18 جون کو مقامی کیتھولک تنظیم کے ساتھ مل کر سیکرڈ ہارٹ ہائی سکول میں ایک خصوصی تقریب بسلسلہ ''بین المذاہب ہم آہنگی'' کا اہتمام کیا۔ تقریب میں شرکاء نے امن اور ہم آہنگی کے کردار میں مذہبی و سیاسی رہنماؤں، سماجی کارکنوں اور اساتذہ کے کردار کے حوالے سے گفتگو کی۔ تقریب کے آغاز پر کیتھولک نوجوانوں کے نمائندہ پال شاہد نے کہا کہ اس تقریب کا اہتمام ماہ رمضان میں کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔ کارتیاس پورے معاشرے میں امن اور رواداری کے فروغ کے لیے سرگرم عمل ہے۔ اسی سلسلہ میں ہم نے آج جھنگ میں ان لوگوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے جو اپنے اپنے طور پر یا تنظیمی طور پر اس مقصد کے لیے کام کر رہے ہیں۔ فادر یعقوب یوسف نے کہا کہ ہماری کمیونٹی معاشرے میں اس نیک کام کے لیے سرگرم عمل ہے اور جھنگ میں ہم اپنی مذہبی وابستگی سے بالاتر ہو کر کام کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمیں بالخصوص ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے کورگروپ کا خصوصی تعاون حاصل ہے جو ہماری تمام سرگرمیوں میں ہمارے ساتھ شامل رہتا ہے۔ ضلعی کورگروپ کے رابطہ کار قمر زیدی نے کہا پاکستان میں مذہبی کشیدگی کا خاتمہ اسی صورت ممکن ہے کہ ہم بانی پاکستان کی 11 اگست 1947 کی دستور ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس میں کی گئی تقریر کو یاد رکھیں جو حکومت پاکستان کا پہلا پالیسی بیان بھی کہلاتا ہے جس میں یہ واضح کر دیا گیا کہ ہم مذہبی لحاظ سے جو بھی ہوں لیکن ہم ایک قوم یعنی پاکستانی قوم ہیں اور ہم سب کے سیاسی و سماجی اور انسانی حقوق برابر ہیں''۔ قمر زیدی نے کہا کہ پاکستان کا پہلا وزیر قانون جس کو خود قائداعظم نے مقرر کیا تھا وہ ایک ہندو تھا اور اس کا نام جوگندر ناتھ منڈل تھا یہ قائداعظم کے نظریات کا عملی ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی و سیاسی رہنماؤں سمیت اساتذہ اور سرگرم کارکنوں کا یہ فرض ہے کہ وہ بانی پاکستان کے نظریات سے آگاہی حاصل کریں۔ وہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کا مطالعہ کریں پھر وہ معاشرے میں امن و ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں کیونکہ دنیا میں کسی بھی معاشرے میں ترقی بالخصوص معاشی ترقی کے لیے امن کا قیام ضروری ہے۔ اگر امن نہیں ہوگا تو معاشرے میں سرمایہ کاری نہیں ہوگی۔ جس معاشرے میں سرمایہ کاری نہیں ہوگی وہاں بیروزگاری ہوگی اور بیروزگاری بدامنی کو جنم دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ کورگروپ مکمل تعاون کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی کرتا رہے گا۔ ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر اظہر عباس عادل نے اس موقع پر کہا کہ ان کا محکمہ اپنی رجسٹرڈ تنظیموں کے تعاون سے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے کہ خدمات کا دائرہ بلا امتیاز مذہب و فرقہ پورے معاشرے میں پھیلایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ضلعی بیت المال کمیٹی کا جلد نوٹیفکیشن جاری ہو رہا ہے جس میں اقلیتی برادری نمائندگی بھی موجود ہوگی۔ کارتیاس کی رہنما طاہرہ انجم نے کہا کہ جس طرح کارتیاس مذہبی وابستگی سے بالاتر ہو کر خدمت خلق کے لیے مصروف ہے اسی طرح جھنگ میں بھی یہ جذبہ دیکھ کر امید کی جاسکتی ہے کہ معاشرہ سے انتہا پسندی اور شدت پسندی کا خاتمہ یقینی ہے اور یہاں ہر مکتب فکر کے لوگوں کو برابری کی بنیاد پر آزادی حاصل ہوگی۔

(قمر زیدی)

ایک شخص کو قتل کر دیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ 26 جون کو دو مسلح افراد نے فائرنگ کر کے کریانہ کی دکان کے مالک کو زخمی کر دیا جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ محلہ اسلام پورہ میں پچاس سالہ محمد ظفر نے اپنے مکان کی بیٹھک میں کریانہ کی دکان بنا رکھی ہے۔ محمد ظفر معمول کے مطابق دکان پر موجود تھا کہ ایک موٹر سائیکل پر دو مسلح نوجوان آئے جنہوں نے ظفر کو دکان سے باہر نکال کر اسے سر پر گولی ماری اور فرار ہو گئے۔ گولی لگنے سے ظفر شدید زخمی ہو گیا جس کی اطلاع ریسکیو 1122 کو دی گئی۔ ریسکیو 1122 کا عملہ موقع پر پہنچا جس نے زخمی شخص کو طبی امداد دیتے ہوئے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال پہنچایا۔ ہسپتال میں دوران علاج زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ظفر دم توڑ گیا۔ اطلاع ملنے پر پولیس موقع پر پہنچی جس نے کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔ پولیس کے مطابق عینی شاہدین نے بتایا ہے کہ ملزم موٹر سائیکل پر آئے تھے جن کی عمریں 15 سے 16 سال کے درمیان تھیں جنہوں نے دکان میں داخل ہو کر پہلے جوس پیا اور بعد ظفر کو باہر نکال کر اس پر فائرنگ کی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں محمد ظفر کی نعش کا پوسٹ مارٹم کیا جا رہا ہے اور رپورٹ آنے کے بعد ملزموں کے خلاف مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ (نامہ نگار)

خواجہ سراؤں کو ہراساں کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

نوشہرہ خیبر پختونخواہ میں خواجہ سراؤں کے حقوق کیلئے کام کرنے والے خواجہ سراؤں کی تنظیم ٹرانزا ایکشن نے نوشہرہ کینٹ پولیس سٹیشن کے ایس ایچ او اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے 7 خواجہ سراؤں کو بغیر کسی جرم کے زبردستی اٹھا کر جس بے جا میں رکھنے اور ان سے بدتمیزی پر صوبائی حکومت سے نوٹس لینے اور واقعے میں ملوث اہلکاروں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ 15 جولائی 2016 کو پشاور پریس کلب میں ٹرانزا ایکشن کی نائب صدر پارو نے پختونخواہ سول سوسائٹی نیٹ ورک کے عہدیداروں قمر نسیم اور تیمور کمال کے ہمراہ پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ 14 جولائی 2016 کو تھانہ نوشہرہ کینٹ کے ایس ایچ او خالد نے تھانے کے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ خواجہ سراؤں سونیا، نومی، جگری، شہزادی، اور وفا کو بغیر کسی جرم کے تھانے میں دس گھنٹوں تک حبس بے جا میں رکھا اور ان کے ساتھ تھانے میں غیر انسانی سلوک کرتے رہے۔ تھانے میں موجود اہلکار کو ذہنی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بناتے رہے۔ انہوں نے صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا کہ پولیس اہلکاروں کے خلاف فوراً قانونی کارروائی کی جائے اور انہیں انصاف دلایا جائے۔

(نامہ نگار)

سسر نے تشدد کا نشانہ بنایا

پشاور پہاڑی پورہ کے علاقہ گل آباد میں آشنا کے ساتھ فرار ہو کر پشاور آنیوالی سندھ کی رہائشی خاتون کو اس کے سسر نے تشدد کا نشانہ بنا ڈالا اور جنس بیچا میں قید کرتے ہوئے کمرے میں بند کر دیا۔ جبکہ موقع ملتے پر خاتون وہاں سے فرار ہو کر پولیس سٹیشن پہنچ گئی۔ چناواں سندھ کی رہائشی شائلہ دختر محمد ہارون نے تھانہ پہاڑی پورہ میں رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ وہ گل آباد پشاور کے حبیب اللہ ولد صاء رائے کے ساتھ محبت کرتی تھی۔ 15 روز قبل وہ گھر سے بھاگ اس کے ساتھ پشاور آ گئی تھی جہاں وہ اس کے گھر میں مقیم تھی۔ گزشتہ روز حبیب اللہ کراچی گیا جہاں اسے پولیس نے گرفتار کر لیا جس کے بعد حبیب اللہ کے والد صاء رائے نے اس کے ساتھ جھگڑا شروع کر دیا اور اسے تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے زخمی کر دیا جبکہ اسے گل آباد چوک میں واقع فلیٹ میں بند کر دیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے متاثرہ خاتون کے سسر صباء رائے کو گرفتار کر لیا۔ (روزنامہ آج)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق **23** جون سے **21** جولائی کے دوران ملک بھر میں **222** افراد نے خودکشی کر لی۔ خودکشی کرنے والوں میں **88** خواتین شامل تھیں۔ **14** جون سے **11** جولائی کے دوران **127** افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد کے ذریعے بچا لیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں **69** خواتین شامل ہیں۔ اعداد وشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں **148** افراد نے گھریلو جھگڑوں و مسائل سے تنگ آ کر اور **18** نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہو کر خودکشی کر لی۔ خودکشی کے واقعات میں **109** نے زہر کھا /پی کر، **34** نے خود کو گولی مار کر اور **47** نے گلے میں پھندا ڈال کر جان دے دی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے **349** واقعات میں سے صرف **31** واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
23جون	وکیل احمد	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	گاؤں روڈے، سرائے مغل	-	روزنامہ نوائے وقت
23جون	راشدہ بی بی	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	گاؤں روڈے، سرائے مغل	-	روزنامہ نوائے وقت
23جون	طاہرہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے آ کر	ٹھینگ چک 7، پتوکی، قصور	-	روزنامہ نوائے وقت
23جون	عابد	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نوشہرہ جملیرا، ساہوکا	-	روزنامہ نوائے وقت
23جون	ریاض	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نون جاگیر، شاہ پور	-	روزنامہ نوائے وقت
23جون	محمود	مرد	-	-	-	جائیداد کا تنازعہ	خود کو گولی مار کر	تھانہ بنی گالا، اسلام آباد	-	روزنامہ خبریں
24جون	فضل خان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گاؤں ارمڑ میانہ، پشاور	درج	روزنامہ آج
24جون	رابعہ نرگس	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	ذہنی معذوری	شہ رگ کاٹ کر	صالح خانہ، پبی، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
25جون	رضیہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	شہ رگ کاٹ کر	پرانی آبادی، کامونکی	-	روزنامہ جنگ
25جون	عبدالغفار	مرد	-	26برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کلیاں والا، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
26جون	باغ چند	مرد	-	22برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	قبوسعید خان، شہداد کوٹ	-	روزنامہ کاوش
26جون	آصف	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مسنی سورانی، بنوں	درج	ایکسپریس
26جون	محمد کریم	مرد	-	-	-	-	پھندا لے کر	ایف سی قلعہ، کرم گڑھی، بنوں	درج	ایکسپریس
26جون	ب	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	قلا گئے، تحصیل کبل، سوات	درج	ایکسپریس
26جون	نسرین بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 275 رب، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
26جون	کلثوم	خاتون	-	18برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	228 ج ب، چنیوٹ	-	روزنامہ جنگ
26جون	محمد عثمان	مرد	-	30برس	-	-	زہرخورانی	چک 583 گ ب، جڑاں والا	-	روزنامہ جنگ
26جون	نبیل احمد	مرد	-	25برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع واں، سمبڑیال	-	روزنامہ جنگ
26جون	س	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	739 گ ب، کمالیہ	-	روزنامہ نئی بات
26جون	محمد کرم	مرد	-	-	-	-	پھندا لے کر	ممند خیل، بنوں	درج	روزنامہ خبریں
26جون	مریم بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	50 کے بی، ساہوکا	-	روزنامہ نوائے وقت
26جون	بخت زینت	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	منگورہ، سوات	درج	روزنامہ ڈیلی ٹائمز
27جون	سونیا	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹھاروشاہ، سکھر	-	روزنامہ کاوش
27جون	بابرک	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گاؤں غاڑیزہ، جمرود، خیبر ایجنسی	درج	روزنامہ آج
27جون	بشیر	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مرالی والا، تتلے عالی	-	روزنامہ خبریں
27جون	وقاص	مرد	-	24برس	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	ٹیکسٹائل ملز ایریا بائی لائن، اوکاڑہ	-	روزنامہ نوائے وقت
27جون	انتظار حسین	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک سونڈا، بہاول نگر	-	روزنامہ نوائے وقت
27جون	صدف	خاتون	-	23برس	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	قصبہ کوٹ پنڈی داس، فیروزوالا	-	روزنامہ نوائے وقت
27جون	آمنہ	خاتون	-	25برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کٹھیالہ شیخاں، گجرات	-	روزنامہ جنگ
27جون	سفیان	مرد	-	18برس	شادی شدہ	محبت میں ناکامی	نہر میں کود کر	پنڈی لالہ، منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ جنگ
27جون	ادیبہ	خاتون	-	17برس	غیر شادی شدہ	محبت میں ناکامی	نہر میں کود کر	پنڈی لالہ، منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ جنگ
27جون	فوزیہ	خاتون	-	33برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع کوڈیوال، رنگ پور، مظفرگڑھ	درج	روزنامہ خبریں ملتان
27جون	جاوید	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چاہ کیکر والا، سورج میانی، ملتان	درج	روزنامہ خبریں ملتان
27جون	امتیاز بی بی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
28جون	امان اللہ	مرد	۔	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	انصاری پاڑہ، خان پور، شکارپور	درج	روزنامہ کاوش
28جون	محمد عثمان	مرد	۔	23برس	۔	۔	عمارت سے کود کر	شیخ زید ہسپتال، لاہور	۔	روزنامہ ڈان
28جون	ثوبیہ	خاتون	۔	۔	غیر شادی شدہ	شاپنگ نہ کرانے پر	زہرخورانی	چک 120ج ب، فیصل آباد	۔	روزنامہ نئی بات
29جون	کوثر بی بی	خاتون	۔	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	۔	روزنامہ خبریں ملتان
29جون	نسیم بی بی	خاتون	۔	17برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چاہ کھیل واہ، بستی چھینہ، رحیم یار خان	۔	روزنامہ خبریں ملتان
30جون	ساجدہ	خاتون	۔	14برس	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	سلطان کوٹ، شکارپور	۔	روزنامہ کاوش
30جون	شہزاد	مرد	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کمال چشتی، قصور	۔	روزنامہ دنیا
30جون	صدیق بشیر	مرد	۔	۔	شادی شدہ	بیٹے کے رویے سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گاؤں بھاگوڈیال، نارنگ منڈی	۔	روزنامہ دنیا
30جون	عدنان مسیح	مرد	۔	20برس	غیر شادی شدہ	۔	زہرخورانی	مرالی والا، گجراں والا	۔	روزنامہ دنیا
30جون	عبیداللہ	مرد	۔	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	محلہ اسلام آباد، سمبڑیال	۔	روزنامہ دنیا
30جون	شائستہ	خاتون	۔	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خلیل آباد، ڈی جی خان	۔	روزنامہ دنیا
30جون	فوزیہ سلطان	خاتون	۔	18برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ ربانی چک نمبر 357ٹی ڈی اے، لیہ	۔	روزنامہ خبریں ملتان
30جون	شائستہ بی بی	خاتون	۔	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خلیل آباد، شادن لنڈ، ڈی جی خان	۔	روزنامہ خبریں ملتان
کیم جولائی	راشدہ	خاتون	۔	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	۔	روزنامہ خبریں ملتان
کیم جولائی	رضیہ	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	۔	روزنامہ خبریں ملتان
کیم جولائی	فوزیہ بی بی	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لکھوڈیر، پتوکی	۔	روزنامہ نوائے وقت
کیم جولائی	فوزیہ	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	طلاق پر دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	محلہ لوہاریاں، اگوکی، سیالکوٹ	۔	روزنامہ نوائے وقت
کیم جولائی	عامر	مرد	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 325 گ ب، پیرمحل	۔	روزنامہ نوائے وقت
کیم جولائی	ظفر میو	مرد	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	چک 756 گ ب، پیرمحل	۔	روزنامہ نوائے وقت
کیم جولائی	راشدہ بی بی	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد، رحیم یار خان	۔	روزنامہ دنیا
کیم جولائی	شہباز	مرد	۔	۔	۔	جائیداد کا تنازعہ	خود کو گولی مار کر	موضع ڈتہ بلوچ، مسافر خانہ	۔	روزنامہ دنیا
کیم جولائی	وسیم	مرد	۔	20برس	غیر شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	زہرخورانی	شاہ جمال	۔	روزنامہ دنیا
کیم جولائی	صوبیہ	خاتون	۔	22برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ جگت سنگھ، سرائے مغل	۔	روزنامہ دنیا
کیم جولائی	رضیہ	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لسکانی، جتوئی	۔	روزنامہ خبریں
کیم جولائی	محمد عمران	مرد	۔	26برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	ابراہیم کالونی، مانگا منڈی	۔	روزنامہ جنگ
2جولائی	امتیاز بی بی	خاتون	۔	20برس	غیر شادی شدہ	۔	زہرخورانی	میاں والی قریشیاں، رحیم یار خان	۔	روزنامہ خبریں ملتان
2جولائی	اسحاق	مرد	۔	18برس	غیر شادی شدہ	پسند کا رشتہ نہ ہونے پر	زہرخورانی	رحیم یار خان	۔	روزنامہ خبریں ملتان
2جولائی	مسز عبدالکریم	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈیرہ غازی خان	۔	روزنامہ خبریں ملتان
2جولائی	اسحاق	مرد	۔	۔	۔	بیماری سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	الائیڈ ہسپتال، فیصل آباد	۔	روزنامہ نوائے وقت
2جولائی	لائبہ	خاتون	۔	21برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈھڈی والا، فیصل آباد	۔	روزنامہ نئی بات
2جولائی	وسیم	مرد	۔	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	شمس آباد، گجراں والا	۔	روزنامہ نئی بات
3جولائی	حسینہ	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	نہرے والا، دریا خان	۔	روزنامہ دنیا
3جولائی	مصباح	خاتون	۔	24برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شجاع آباد	۔	روزنامہ دنیا
3جولائی	۔	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	۔	جھل مگسی	۔	روزنامہ دنیا
3جولائی	زوجہ قیصر خان	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	۔	زہرخورانی	مرغزیدہ، صوابی	درج	ایکسپریس
3جولائی	اسامہ	مرد	۔	16برس	غیر شادی شدہ	زندگی سے تنگ آکر	خود کو گولی مار کر	محلہ قادری، بنوں	درج	ایکسپریس
3جولائی	میگراج کولہی	مرد	۔	۔	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گلی جو وانڈیو، ننگر پارکر، تھرپارکر	۔	روزنامہ کاوش
3جولائی	منیر احمد	مرد	۔	۔	۔	مالی حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	بھلھی، شیخوپورہ	۔	روزنامہ جنگ
4جولائی	وقاص	مرد	۔	18برس	غیر شادی شدہ	عید کے لیے پیسے نہ ہونے پر	زہرخورانی	عزیز آباد، رحیم یار خان	۔	روزنامہ خبریں ملتان
4جولائی	ریحانہ	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	لاکھو، قصور	۔	روزنامہ خبریں

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
4جولائی	ز	خاتون	-	55برس	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	پاک ٹاؤن، کامونکی	-	روزنامہ خبریں
4جولائی	رینا	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	گاؤں محمد رؤف راجپر، کوٹ ڈیجی، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
4جولائی	لطیف کاڑک	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	دیہہ کاڑک، ننگرپارکر، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
4جولائی	محمد افضل	مرد	-	50برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	دھرماوالے، بہاولنگر	-	روزنامہ ایکسپریس
4جولائی	الطاف	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ٹنڈوآدم، سانگھڑ	درج	روزنامہ کاوش
4جولائی	صدام جونیجو	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ڈوکری، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
5جولائی	پاندی بنگلانی	مرد	-	-	-	-	نہر میں کود کر	گاؤں محمد قیوم بنگلانی ٹھل، جیکب آباد	-	روزنامہ کاوش
5جولائی	صنم بی بی	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کموں شہید، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
5جولائی	فاروق	مرد	-	25برس	غیرشادی شدہ	غربت سے تنگ آ کر	زہرخورانی	چک نمبر 30 ج ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
5جولائی	سراج شاہ	مرد	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	پرانا بازار، کرک	-	روزنامہ جنگ
5جولائی	فہیم سولنگی	مرد	-	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	پرجوگوٹھ، خیرپور	-	روزنامہ کاوش
6جولائی	غلام مجتبیٰ	مرد	-	30برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	گلستان جوہر، کراچی	-	روزنامہ دنیا
6جولائی	مہران	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	کوٹلی	-	روزنامہ دنیا
6جولائی	-	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کاموشہید، بہاولپور	-	ایکسپریس ٹریبیون
6جولائی	-	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 114 پی، بہاولپور	-	ایکسپریس ٹریبیون
6جولائی	نسیم	خاتون	-	18برس	شادی شدہ	تہمت لگائے جانے پر دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	موضع جگت پورہ، میانی	-	روزنامہ جنگ
6جولائی	محمد آصف	مرد	-	21برس	غیرشادی شدہ	محبت میں ناکامی	خود کو گولی مار کر	موضع رضا آباد، میانی	-	روزنامہ جنگ
6جولائی	شہباز	مرد	-	20برس	غیرشادی شدہ	محبت میں ناکامی	پھندا لے کر	چک 61 ج ب، امین پور بنگلا	-	روزنامہ جنگ
6جولائی	الف	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	مبارک آباد، فیروزوالا	-	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	جان شیر	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	نواں کلے، مردان	درج	روزنامہ آج
9جولائی	زین	مرد	-	25برس	غیرشادی شدہ	محبت میں ناکامی	سمندر میں کود کر	نیٹی جیٹی، کراچی	-	روزنامہ نئی بات
9جولائی	-	خاتون	-	-	-	-	عمارت سے کود کر	بغدادی، لیاری، کراچی	-	روزنامہ نئی بات
9جولائی	گلباز خوشی	مرد	-	45برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ملکوں کے باغ، شاہدرہ	-	روزنامہ جنگ
9جولائی	زاہدہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	جوگی چوک، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
9جولائی	-	مرد	-	-	-	-	ٹرین تلے آ کر	ہڑپہ، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
9جولائی	شبیر	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	موضع نہال گڑھ، ہیڈمرالہ، سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
9جولائی	-	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	عیدی نہ ملنے پر	زہرخورانی	موضع بھگت پورہ، ڈسکہ	-	روزنامہ جنگ
9جولائی	محمد حسین	مرد	-	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 40 ای بی، عارف والا	-	روزنامہ جنگ
9جولائی	اعجاز	مرد	-	-	-	-	پھندا لے کر	کشمیر روڈ، سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
9جولائی	رزاق	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک 272 ر ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	فہیم	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک 267 ر ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	آفتاب	مرد	-	24برس	غیرشادی شدہ	عید کے لئے پیسے نہ ہونے پر	ٹرین تلے آ کر	محلہ غازی آباد، منڈی شاہ جیونہ	-	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	شبیر	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	ڈسکہ	-	روزنامہ دنیا
9جولائی	بہادر علی	مرد	-	-	-	-	-	فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
9جولائی	امبر بھٹو	خاتون	-	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں نذیر علی شاہ، شکارپور	-	روزنامہ کاوش
9جولائی	نور احمد	مرد	-	-	-	زندگی سے تنگ آ کر	پھندا لے کر	پشین	-	روزنامہ دنیا
9جولائی	رتو	مرد	-	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	گاؤں امین آرائیں، میرپورخاص	-	روزنامہ کاوش
9جولائی	علی محمد چانڈیو	مرد		32برس	-	انصاف نہ ملنے پر	پھندا لے کر	چوہڑ جمالی، ضلع سجاول	-	روزنامہ کاوش
9جولائی	صغریٰ جمالی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گاؤں حاجی صالح جمالی، دادو	-	روزنامہ کاوش
10جولائی	یاد علی خان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	شہ رگ کاٹ کر	وسن پورہ، لاہور	-	روزنامہ دنیا

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
10جولائی	ثقلین	مرد	ـ	19برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جنوبی،منکیرہ	ـ	روزنامہ دنیا
10جولائی	احمدخان	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندالے کر	فتح روزنامہ جنگ	درج	روزنامہ دنیا
10جولائی	امین	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	محبت میں ناکامی	خودکوگولی مارکر	بلدیہ،کراچی	ـ	روزنامہ دنیا
10جولائی	لطیف	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	عیسیٰ خیل	ـ	روزنامہ جنگ
10جولائی	زینب	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	70ج ب،جڑاں والا	ـ	روزنامہ نوائے وقت
11جولائی	شعیب	مرد	ـ	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	گاؤں گنڈیری،رسالپور،نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
11جولائی	ر	خاتون	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	ـ	روزنامہ خبریں
11جولائی	عبدالغفور	مرد	ـ	40برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	غلام محمدآباد،فیصل آباد	ـ	روزنامہ خبریں
11جولائی	قاسم عمر	مرد	ـ	38برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چنیوٹ	ـ	روزنامہ خبریں
11جولائی	محمدزبیر	مرد	ـ	50برس	شادی شدہ	بےروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	حافظ آباد	ـ	روزنامہ خبریں
11جولائی	بشیر	مرد	ـ	35برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھگا،تھانہ صدر،فیصل آباد	ـ	روزنامہ خبریں
11جولائی	فخرعباس	مرد	ـ	20برس	غیرشادی شدہ	ـ	خودکوگولی مارکر	چک 37 کے بی،ساہوکا	ـ	روزنامہ خبریں
11جولائی	صوفیہ	خاتون	ـ	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع فتح گڑھ،ساہیوال	ـ	روزنامہ دنیا
11جولائی	جنت بی بی	خاتون	ـ	55برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کچی بستی،ساہیوال	ـ	روزنامہ دنیا
11جولائی	کویتا	خاتون	ـ	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	ـ	روزنامہ دنیا
11جولائی	عطیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	رحیم یارخان	ـ	روزنامہ دنیا
11جولائی	ملک احسن یار	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	حطار	ـ	روزنامہ دنیا
11جولائی	سیدنبی	مرد	ـ	ـ	ـ	ذہنی معذورہ	زہرخورانی	ہری پور	ـ	روزنامہ دنیا
11جولائی	شعیب	مرد	ـ	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رسالپور	ـ	روزنامہ دنیا
11جولائی	عباس	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	کوئٹہ	ـ	روزنامہ دنیا
11جولائی	غلام عباس خشک	مرد	ـ	28برس	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	کوٹری سائٹ ایریا،جامشورو	ـ	روزنامہ کاوش
11جولائی	اخترعلی	مرد	ـ	35برس	ـ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع مانوچک،پھالیہ	ـ	روزنامہ جنگ
11جولائی	مشتاق برڑو	مرد	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	بجلی کے تارچھوکر	ٹنڈوآدم،سانگھڑ	ـ	روزنامہ کاوش
12جولائی	ہاشم	مرد	ـ	30برس	ـ	ـ	خودکوگولی مارکر	شیخ ملتون ٹاؤن،مردان	درج	روزنامہ ایکسپریس
12جولائی	محمداسماعیل	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	دیئوال،جوہرآباد	ـ	روزنامہ نئی بات
12جولائی	کلثوم بی بی	خاتون	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	ـ	خودکوگولی مارکر	قصبہ 15جینڈی،اوکاڑہ	ـ	روزنامہ جنگ
12جولائی	زبیر	مرد	ـ	23برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	آدم چوک،غلام محمدآباد،فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
12جولائی	اسماعیل شیخ	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک69/16،سیدوالا	ـ	روزنامہ جنگ
12جولائی	صغراں بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ننکانہ صاحب	ـ	روزنامہ نیوز
12جولائی	بیگم مائی	خاتون	ـ	30برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحمان کالونی،رحیم یارخان	ـ	روزنامہ دینا
12جولائی	مہک	خاتون	ـ	25برس	شادی شدہ	ـ	پھندالےکر	ملیر،کراچی	ـ	روزنامہ دنیا
12جولائی	شاہدہ	خاتون	ـ	23برس	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گاؤں فضل پھمبرو،نوکوٹ،میرپورخاص	ـ	روزنامہ کاوش
12جولائی	ہرچندمیگھواڑ	مرد	ـ	60برس	ـ	انصاف نہ ملنے پر	پھندالےکر	گاؤں جوگلا،اسلام کوٹ،تھرپارکر	ـ	روزنامہ کاوش
12جولائی	وسیم	مرد	ـ	25برس	ـ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	گلشن بہار،اورنگی ٹاؤن،کراچی	ـ	روزنامہ دنیا
12جولائی	عبدالستار	مرد	ـ	35برس	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	گاؤں منوماچھی،ضلع ٹمیاری	ـ	روزنامہ کاوش
12جولائی	محمدعلی	مرد	ـ	20برس	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ٹنڈوآدم،سانگھڑ	ـ	روزنامہ کاوش
13جولائی	عدنان	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خودکوگولی مارکر	گل کدہ،بینگورہ،سوات	درج	ایکسپریس
13جولائی	ریحانہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اعظم روڈ،حافظ آباد	ـ	روزنامہ جنگ
13جولائی	مدارخان	خاتون	ـ	ـ	ـ	وقت پرکھانا نہ ملنے پر	ٹرین تلے آکر	محلہ شیش محل،شیخوپورہ	ـ	روزنامہ جنگ
13جولائی	ـ	مرد	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	ذہنی معذوری	نہرمیں کودکر	چک14،شرقپور	ـ	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
13جولائی	طاہر مشتاق	مرد	-	20برس	غیر شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	کوٹ غلام رسول، سمندری	-	روزنامہ جنگ
13جولائی	نسرین	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے آ کر	چک 10، قدرت آباد	-	روزنامہ جنگ
13جولائی	امیر علی	مرد	-	27برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	اسلام نگر، فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
13جولائی	سعدیہ	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	اسلام نگر، فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
13جولائی	-	مرد	-	25برس	-	غربت سے تنگ آ کر	زہر خورانی	چک 283 رب، جڑاں والا	-	روزنامہ دنیا
13جولائی	صائمہ چند	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	-	نہر میں کود کر	جوہی، دادو	-	روزنامہ کاوش
13جولائی	گل حسن شر	مرد	-	25برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	محمد بچل شر، ٹھری میرواہ، خیر پور	-	روزنامہ کاوش
13جولائی	وحیدہ	خاتون	-	19برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کود کر	نوڈیرو، لاڑکانہ	درج	روزنامہ کاوش
14جولائی	-	مرد	-	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	راجپوت پاڑہ، اسلام کوٹ، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
14جولائی	عاکف	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	داؤدزئی، پشاور	درج	روزنامہ آج
14جولائی	امجد	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	محلہ رسول پورہ، شیخوپورہ	-	روزنامہ خبریں
14جولائی	انیتا	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	راجپوت پاڑہ، اسلام کوٹ، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
14جولائی	وزیر علی	مرد	-	-	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	پھندا لے کر	گاؤں صاحب خان نظامانی، شہداد پور	-	روزنامہ کاوش
15جولائی	عبدالغنی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	گاؤں سربند، پشاور	درج	روزنامہ ایکسپریس
15جولائی	نادیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	شوہر کی دوسری شادی پر	زہر خورانی	سرگودھا	-	روزنامہ نئی بات
15جولائی	عامر سلطان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گاؤں 122 شمالی، سرگودھا	-	روزنامہ نئی بات
15جولائی	کوثر	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	دیور کے تشدد سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	اڈا شہنال اسٹیشن، لودھراں	-	روزنامہ خبریں ملتان
15جولائی	زین بخاری	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	کوٹ سلطان	-	روزنامہ خبریں ملتان
15جولائی	ثوبیہ مائی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	رسول آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
15جولائی	شریف احمد	مرد	-	20برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کوٹ حبیب شاہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
15جولائی	زبیر سولنگی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	اللہ آباد کالونی، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
16جولائی	تیمور علی	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	خود کو گولی مار کر	خویشگی پایان، غریب آباد، نوشہرہ	درج	روزنامہ مشرق
16جولائی	عالیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	نوکری کی اجازت نہ ملنے پر	خود کو جلا کر	31/2 ایل، اوکاڑہ	-	روزنامہ دنیا
16جولائی	مشتاق	مرد	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	82/5 ایل، ساہیوال	-	روزنامہ دنیا
16جولائی	الٰہی بخش	مرد	-	20برس	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	صحبت پور	-	روزنامہ دنیا
16جولائی	تنویر احمد	مرد	-	-	شادی شدہ	قرض سے تنگ آ کر	زہر خورانی	صادق کالونی، میاں چنوں	-	روزنامہ خبریں ملتان
16جولائی	شبو	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ٹبی مہراں، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16جولائی	رخسانہ بی بی	خاتون	-	25برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک نمبر 107 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16جولائی	فقیر وکولہی	مرد	-؛	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	گاؤں دل مراد چاکرانی، ٹنڈو آدم، سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
16جولائی	مان سنگھ	مرد	-	50برس	شادی شدہ	غربت سے تنگ آ کر	پھندا لے کر	میوتھیر، مٹھی، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
16جولائی	منجھان میرانی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	محبت میں ناکامی	زہر خورانی	لکی غلام شاہ، شکارپور	-	روزنامہ کاوش
17جولائی	فواد	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	ڈھیری کٹی خیل، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
17جولائی	آصف	مرد	-	22برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	90/6 آر، ساہیوال	-	روزنامہ نئی بات
17جولائی	مولانا زاہد پرویز	مرد	-	-	شادی شدہ	بیوی کی ناراضگی پر	زہر خورانی	چک 60، ساہیوال	-	روزنامہ نئی بات
17جولائی	صفیہ بی بی	خاتون	-	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک نمبر 28 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
17جولائی	شاہین اختر	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک نمبر 82 این پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
17جولائی	چنکی	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گاؤں عیدل حبار درس، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
18جولائی	معوذ	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	سلیم شاہ خان پور، دیر لوئر	درج	روزنامہ ایکسپریس
18جولائی	ف	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	زہر خورانی	بامبولئی، دیر لوئر	درج	روزنامہ ایکسپریس
18جولائی	احسان علی	مرد	-	35برس	شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	میرہ باندہ، رسال پور، نوشہرہ	درج	روزنامہ ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
18جولائی	نورین بی بی	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	راجارام،شجاع آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان
18جولائی	سمیرا بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	چوک سرورشہید،رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18جولائی	عمران	مرد	-	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دامن مہاڑ، جوہرآباد	-	روزنامہ دنیا
18جولائی	شازیہ	خاتون	-	20برس	غیرشادی شدہ	منگنی ٹوٹنے پر	زہرخورانی	کوڑے شاہ زیریں، ساہیوال	-	روزنامہ دنیا
18جولائی	شاہینہ	خاتون	-	21برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	میومبارک، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
18جولائی	رمضان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 314 این پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
18جولائی	پرویز	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈہرکی	-	روزنامہ دنیا
18جولائی	اسماعیل	مرد	-	22برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	موضع محمد ڈاہا، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
18جولائی	احسان علی	مرد	-	-	-	-	خودکوگولی مارکر	خیسگی بالا، نوشہرہ	-	راولپنڈی نیوز
18جولائی	اسماعیل	مرد	-	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	موضع ڈاہا، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
18جولائی	شفاءاللہ	مرد	-	20برس	-	-	خودکوگولی مارکر	خدوزئی، کمرمشانی	-	روزنامہ جنگ
18جولائی	واگھوکولہی	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	ٹنڈوباگو، بدین	-	روزنامہ کاوش
18جولائی	لیلاں	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹنڈوجام، حیدرآباد	-	روزنامہ کاوش
19جولائی	افضل	مرد	-	20برس	غیرشدی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گلشن اقبال، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
19جولائی	رمضان	مرد	-	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالے کر	موری گیٹ، لاہور	-	روزنامہ نوائے وقت
19جولائی	ماریا بی بی	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ جج والا، کوٹ رادھاکشن، قصور	-	روزنامہ نوائے وقت
19جولائی	ث	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	تعلیم جاری رکھنے سے روکنے پر	زہرخورانی	گاؤں دادفتیانہ، چیچہ وطنی	-	روزنامہ نوائے وقت
19جولائی	تصور حسین	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	چھت سے کودکر	بھینی غلام فرید عاکوکا، ساہوکا	-	روزنامہ نوائے وقت
19جولائی	شیراز	مرد	-	19برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	موضع دھنی خورد، پھالیہ	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	سمیرا انجم	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	خودکوگولی مارکر	چوک سرورشہید، کوٹ ادو	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	اعجاز	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندالے کر	گاؤں 126 ساہمبل، چنیوٹ	-	روزنامہ نئی بات
19جولائی	دودو	مرد	-	27برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کالروپاڑو، ٹنڈوالہیار	-	روزنامہ کاوش
20جولائی	زمان	مرد	-	-	-	-	پھندالے کر	نصیرآباد، لاہور	-	روزنامہ جنگ
20جولائی	محمد سلطان	مرد	-	-	شادی شدہ	جائیداد کا تنازعہ	زہرخورانی	ڈیرہ ملاسنگھ، فاروق آباد	-	روزنامہ دنیا
20جولائی	غلام فاروق	مرد	-	24برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندالے کر	اسٹیل ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ دنیا
20جولائی	بھٹوبھیل	مرد	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موہن جودڑو، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
21جولائی	آبینہ	خاتون	-	15برس	غیرشادی شدہ	-	پھندالے کر	بنوں	درج	روزنامہ آج
21جولائی	اسماعیل	مرد	-	36برس	شادی شدہ	بیماری سے تنگ آکر	خودکوگولی مارکر	شاہ گرام، مدین، سوات	درج	روزنامہ مشرق

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
14جون	راشد	مرد	-	27برس	-	-	-	میومبارک، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جون	فیصل علی	مرد	-	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک 131 پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جون	ثاقب	مرد	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	خان بیلہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جون	ظفراقبال	مرد	-	30برس	-	-	-	چک 243 پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں ملتان
14جون	خالد خان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	توحیدآباد، پھندو، پشاور	درج	روزنامہ ایکسپریس
14جون	فضل محمد شر	مرد	-	18برس	-	-	زہرخورانی	گوٹھ بلوچ خان شر، فیض گنج، خیرپورمیرس	-	روزنامہ کاوش
14جون	محمد تنویر	مرد	-	30برس	-	.	خودکوگولی مارکر	خالق آباد، جوہرآباد	-	روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
15جون	اشرف	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	چک19این پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
15جون	پروین بی بی	خاتون	ـ	30برس	ـ	ـ	ـ	رفیق آباد، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
15جون	سعدیہ خان	خاتون	ـ	23برس	ـ	ـ	ـ	ٹڈدرباری، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
15جون	صباء اعجاز	خاتون	ـ	16برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	ظفرکالونی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
15جون	رضیہ رحمان	خاتون	ـ	18برس	ـ	ـ	ـ	ٹڈدرباری، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
15جون	اویس احمد	بچہ	ـ	13برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	صادق ٹاؤن، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
15جون	حسینہ مائی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	تھانہ سٹی، علی پور	درج	روزنامہ خبریں ملتان
16جون	ہمیش	مرد	ـ	22برس	ـ	ـ	ـ	موضع پلوشاہ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
16جون	جہانگیر	مرد	ـ	25برس	ـ	ـ	ـ	اقبال آباد، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
16جون	نویداحمد	مرد	ـ	33برس	ـ	ـ	ـ	دستگیرکالونی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
16جون	ن ح	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	خان پور، شکارپور	ـ	روزنامہ کاوش
17جون	اقبال حسین	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	خودکوجلاکر	سیت پور، علی پور	درج	روزنامہ خبریں ملتان
17جون	نادیہ بی بی	خاتون	ـ	18برس	ـ	ـ	ـ	بستی ڈھڈی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
17جون	امام دین	مرد	ـ	30برس	ـ	ـ	ـ	صادق آباد	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
17جون	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	بلیڈمارکر	کربلامولا، روہڑی، سکھر	ـ	روزنامہ کاوش
17جون	ذکیہ تھیبو	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	بیماری سے تنگ آکر	نہرمیں کودکر	لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
17جون	ـ	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	خودکوجلاکر	گجراں والا	درج	روزنامہ جنگ
18جون	طاہرہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	75ای بی، قبولہ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
19جون	زرینہ	خاتون	ـ	21برس	ـ	ـ	ـ	چک122پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
19جون	کائنات	خاتون	ـ	35برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	موضع خیرپورکھڈالی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
19جون	شمیم	خاتون	ـ	18برس	ـ	ـ	ـ	بستی رحیم بخش، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
19جون	قاضیہ بی بی	خاتون	ـ	23برس	ـ	ـ	ـ	چک7این پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
19جون	تسلیم بی بی	خاتون	ـ	30برس	ـ	ـ	ـ	موضع جلال پور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
19جون	منیراحمد	مرد	ـ	40برس	ـ	ـ	ـ	چک173پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
19جون	انیلا بی بی	خاتون	ـ	20برس	ـ	ـ	ـ	ڈیرہ شمس، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
19جون	زین سرور	مرد	ـ	18برس	ـ	ـ	ـ	صادق آباد	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
19جون	روشن ملنگی	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	ـ	وگن، لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
20جون	محمداجمل	مرد	ـ	22برس	ـ	ـ	ـ	سردارگڑھ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
20جون	ارسلان	مرد	ـ	21برس	ـ	ـ	ـ	نیازی کالونی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
20جون	اللہ بچائی	خاتون	ـ	40برس	شادی شدہ	خاوند کے گھر سے نکالنے پر	نہرمیں کودکر	لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
21جون	نگینہ بی بی	خاتون	ـ	22برس	ـ	گھریلوجھگڑا	ـ	محمدنگر، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
21جون	امتیاز بی بی	خاتون	ـ	20برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	میاں والی قریشیاں	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
21جون	شبیرعلی	مرد	ـ	17برس	ـ	گھریلوجھگڑا	خودکوگولی مارکر	گڑھی حسن	ـ	روزنامہ کاوش
25جون	ـ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	کلیاں والا، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26جون	شکیلا سومرو	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	ـ	ڈگری کالج رانی پور، خیرپور	ـ	کاوش
26جون	رانی بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	ستیانہ روڈ، فیصل آباد	ـ	روزنامہ خبریں
26جون	ـ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	مظفرگڑھ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
26جون	وقاص	مرد	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	محمدنگر، کاموکی	ـ	روزنامہ خبریں
26جون	جہانگیر	مرد	ـ	ـ	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	چشتیاں	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26جون	نسرین	خاتون	ـ	27برس	شادی شدہ	ـ	ـ	سنجرپور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26جون	عائشہ بی بی	خاتون	ـ	40برس	شادی شدہ	ـ	ـ	شاہ گڑھ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26جون	ملائکہ بی بی	خاتون	ـ	18برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	ظفر آباد، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26جون	سعدیہ بی بی	خاتون	ـ	15برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	چک نمبر100، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26جون	انیس	مرد	ـ	15برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	سبجہ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26جون	طاہر علی	مرد	ـ	27برس	ـ	ـ	ـ	چک95/1، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
27جون	آمنہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہیرا آباد، شہدادکوٹ	ـ	کاوش
27جون	نسیم بی بی	خاتون	ـ	25برس	ـ	ـ	ـ	موضع بسم اللہ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
27جون	سیف اللہ	مرد	ـ	14برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	بستی مالک پور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
27جون	سہولت	مرد	ـ	17برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	چک نمبر123پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
28جون	منور بی بی	خاتون	ـ	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	درڑی سانگھی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
28جون	کرن بی بی	خاتون	ـ	14برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	جناح پارک، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
28جون	صفیہ بی بی	خاتون	ـ	18برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	ترنڈہ سوائے خان، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
28جون	منور حسین	مرد	ـ	25برس	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	ـ	بھٹہ واہن، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
28جون	جمشید احمد	مرد	ـ	23برس	ـ	ـ	ـ	صادق آباد	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
28جون	تنویر احمد	مرد	ـ	25برس	ـ	ـ	ـ	چاہ باغ واہ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
28جون	راجا	مرد	ـ	25برس	ـ	ـ	ـ	بھیل نگر، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
28جون	زاہد	مرد	ـ	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک209رب، فیصل آباد	ـ	پاکستان ٹائمز
28جون	اقراء شہزادی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک228رب، فیصل آباد	ـ	پاکستان ٹائمز
29جون	ثریا بی بی	خاتون	ـ	54برس	شادی شدہ	ذہنی معذوری	خود کو جلا کر	چک76پی فیروزہ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
29جون	عذرا بی بی	خاتون	ـ	15برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	درڑی سانگھی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
29جون	انعم بی بی	خاتون	ـ	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	صادق آباد	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
29جون	حفیظاں بی بی	خاتون	ـ	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	ترنڈہ سوائے خان، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
29جون	ـ	خاتون	ـ	19برس	ـ	ـ	ـ	فیکٹری ایریا، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
29جون	رشیدہ مائی	خاتون	ـ	55برس	شادی شدہ	ـ	ـ	موضع دولت پور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
29جون	صغراں بی بی	خاتون	ـ	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	بستی لانگی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
29جون	حسین علی	مرد	ـ	20برس	ـ	ـ	ـ	ابوظہبی موڑ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
29جون	محمد اسحاق	مرد	ـ	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں فرکی چانڈیو، خیر پور	ـ	روزنامہ کاوش
29جون	وقار جکھرانی	مرد	ـ	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گاؤں غلام نبی جکھرانی، جیکب آباد	ـ	روزنامہ کاوش
29جون	مولابخش	مرد	ـ	20برس	ـ	بے روزگاری سے تنگ آکر	زہرخورانی	ٹنڈو جام، حیدرآباد	ـ	روزنامہ کاوش
30جون	آمنہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	سبجہ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ دنیا
30جون	ارم	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	کمن بھٹہ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ دنیا
30جون	نسیم	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	اوباڑو	ـ	روزنامہ دنیا
30جون	عابدہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	بہودی پور ماچھیاں، رحم یارخان	ـ	روزنامہ دنیا
30جون	آمنہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
30جون	عذرا مستوئی	خاتون	ـ	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قمبر	ـ	روزنامہ کاوش
یکم جولائی	سمیرا بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	ہلہ، سرائے مغل	ـ	روزنامہ نوائے وقت
یکم جولائی	عائشہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	اسلم ٹاؤن، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ دنیا
یکم جولائی	ارم	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	گلشن عثمان، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ دنیا
یکم جولائی	عابد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	135پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ دنیا
یکم جولائی	علی احمد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	خان پوراڈہ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ دنیا

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
کیم جولائی	آصف	مرد	–	–	–	–	زیرخورانی	چک 77 این پی، رحیم یار خان	–	روزنامہ دنیا
کیم جولائی	شہمیراں میتلو	خاتون	–	22 برس	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کنڈیارو، نوشہرو فیروز	–	روزنامہ کاوش
کیم جولائی	بخشل برہمانی	مرد	–	47 برس	شادی شدہ	–	–	گاؤں پیارو، دادو	–	روزنامہ کاوش
کیم جولائی	گلبہار سولنگی	خاتون	–	25 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شہدادکوٹ	–	روزنامہ کاوش
2 جولائی	مٹھی مائی	خاتون	–	20 برس	–	–	–	ڈوڈھا لانگی، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
2 جولائی	مشتاق احمد	مرد	–	25 برس	–	–	–	سبجہ، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
2 جولائی	علیان	بچہ	–	13 برس	غیر شادی شدہ	–	–	آدم صحابہ، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
2 جولائی	شہنشاہ	مرد	–	30 برس	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	–	کوٹ حبیب شاہ، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
2 جولائی	منظور راجا	مرد	–	35 برس	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	–	شفیع ٹاؤن، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
3 جولائی	مدیر	مرد	–	–	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	چک 170 ٹی ڈی اے، رحیم یار خان	–	روزنامہ جنگ ملتان
3 جولائی	اقراء بی بی	خاتون	–	18 برس	غیر شادی شدہ	–	–	شاہ گڑھ، رحیم یار خان	–	روزنامہ جنگ ملتان
3 جولائی	شازیہ بی بی	خاتون	–	16 برس	غیر شادی شدہ	–	–	خان پور، رحیم یار خان	–	روزنامہ جنگ ملتان
3 جولائی	ثناء بی بی	خاتون	–	16 برس	غیر شادی شدہ	–	–	چک نمبر 104 پی، رحیم یار خان	–	روزنامہ جنگ ملتان
3 جولائی	مبین مراد	خاتون	–	19 برس	–	–	–	چک 93 پی، رحیم یار خان	–	روزنامہ جنگ ملتان
3 جولائی	شفقت حسین	مرد	–	26 برس	–	–	–	راجن پور کلاں، رحیم یار خان	–	روزنامہ جنگ ملتان
3 جولائی	بشریٰ	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پرانا خانپوال، رحیم یار خان	–	روزنامہ جنگ ملتان
3 جولائی	عاشق کولاچی	مرد	–	25 برس	غیر شادی شدہ	دوست سے ناراضگی	گلا کاٹ کر	احمد پور، خیرپور	–	روزنامہ کاوش
3 جولائی	گلستان مگسی	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شہداد پور، سانگھڑ	–	روزنامہ کاوش
4 جولائی	حمیرا بی بی	خاتون	–	19 برس	–	–	–	کوٹ سماب، رحیم یار خان	–	روزنامہ جنگ ملتان
4 جولائی	ارسلان	مرد	–	16 برس	غیر شادی شدہ	–	–	کوٹ کرم خان، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
4 جولائی	عثمان علی	مرد	–	15 برس	غیر شادی شدہ	–	–	تاج گڑھ، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
4 جولائی	طلحہ	مرد	–	20 برس	–	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	–	ستی مالک پور، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
4 جولائی	ہدایت خاتون	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کٹا میرانی، ڈہرکی، گھوٹکی	–	روزنامہ کاوش
4 جولائی	م ل	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دادو	–	روزنامہ کاوش
5 جولائی	اینلا بی بی	خاتون	–	20 برس	–	–	–	چک نمبر 23 این پی، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
5 جولائی	امتیاز احمد	مرد	–	20 برس	–	–	–	چک عباس، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
5 جولائی	سہیل احمد	مرد	–	20 برس	–	–	–	وائرلیس پل، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
6 جولائی	ابوبکر	مرد	–	–	غیر شادی شدہ	عید کے کپڑے نہ ملنے	زہرخورانی	ڈسکہ	–	روزنامہ دنیا
7 جولائی	باسط	مرد	–	17 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	پھلیلی تانگہ اسٹینڈ حیدرآباد	–	روزنامہ کاوش
7 جولائی	ز	خاتون	–	20 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں مراد جاگیرانی، شکارپور	–	روزنامہ کاوش
9 جولائی	–	مرد	–	–	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	خان پور، رحیم یار خان	–	ایکسپریس ٹریبیون
10 جولائی	نور آصف	مرد	–	–	–	–	–	کوٹ لکھپت جیل، لاہور	–	روزنامہ خبریں
10 جولائی	سجاد	مرد	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فتح روزنامہ جنگ	–	روزنامہ دنیا
10 جولائی	ص	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک کلاں، ڈسکہ	–	روزنامہ نئی بات
11 جولائی	ببلو	مرد	–	18 برس	غیر شادی شدہ	–	–	چک 54 پی، رحیم یار خان	–	روزنامہ خبریں ملتان
11 جولائی	رضیہ بی بی	خاتون	–	–	–	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	فاروق آباد، شیخوپورہ	–	روزنامہ دنیا
11 جولائی	رانی بی بی	خاتون	–	–	–	–	–	رحیم یار خان	–	روزنامہ دنیا
11 جولائی	شہزادی مائی	خاتون	–	–	–	–	–	رحیم یار خان	–	روزنامہ دنیا
11 جولائی	نتو بی بی	خاتون	–	–	–	–	–	رحیم یار خان	–	روزنامہ دنیا
11 جولائی	شاہینہ	خاتون	–	–	–	–	–	رحیم یار خان	–	روزنامہ دنیا

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط

شناختی کارڈ کا دفتر بنایا جائے

اوکاڑہ بصیر پور منڈی احمد آباد شہروں اور ملحقہ 300 سے زائد دیہات وآبادیوں کی آبادی چار لاکھ نفوس سے تجاوز کر گئی ہے۔ تاہم شناختی کارڈ کے اجراء کے لیے ''نادرا'' نے دونوں قصبوں میں اپنا دفتر قائم نہیں کیا جبکہ تحصیل میں تین مقامات پر دفاتر موجود ہیں جس کی وجہ سے روزانہ سینکڑوں شہریوں کو قومی شناختی کارڈ سے متعلقہ امور کے سلسلہ میں دیپالپور، حجرہ شاہ مقیم یا حویلی لکھا کا چالیس کلومیٹر تک کا سفر اختیار کرنا پڑتا ہے جس سے ان کے پیسے اور قیمتی وقت کا ضیاع ہو رہا ہے۔ نصیر احمد نے بتایا کہ تحصیل دیپالپور کے قصبوں حویلی لکھا اور حجرہ شاہ مقیم میں نادرا نے اپنا دفتر قائم کر رکھا ہے جبکہ بصیر پور اور منڈی احمد آباد قصبوں میں نادرا دفتر ختم نہیں کئے گئے ہیں شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ انچارج نادرا آفس دیپالپور محمد سمیع نے بتایا کہ بصیر پور اور منڈی احمد آباد میں نادرا کے دفتر قائم کرنے کے لیے کسی نادرا ہیڈ آفس اسلام بھجوا چکے ہیں۔

(اصغر حسین)

پانی کی فلٹریشن پلانٹ کا مسئلہ

اوکاڑہ شہر میں سرکاری انتظامات کے تحت چلنے والے ایک درجن سے زائد فلٹریشن پلانٹ بند پڑے ہیں جہاں پانی نہ ملنے کی وجہ سے شہری پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔ لیکن اس حساس نوعیت کے معاملہ پر ضلعی انتظامیہ کی خاموشی ایک سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے۔ مقامی شہریوں نے کمشنر ساہیوال ڈویژن بابر حیات تارڑ، اور ڈی سی او اوکاڑہ امان رانا سے مطالبہ کیا ہے کہ ضلع بھر میں پینے کے پانی کے تمام فلٹریشن پلانٹ کے فلٹرز تبدیل کئے جائیں اور وہاں پانی کی فراہمی چوبیس گھنٹے میں یقینی بنائی جائے۔ آصف علی نے بتایا کہ اوکاڑہ میں ایک درجن سے زائد واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے گئے ہیں جو کہ فلٹرز تبدیل نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ ضلعی انتظامیہ نے ان فلٹریشن پلانٹ کے فلٹرز ن کو تا حال تبدیل نہیں کیا ہے جس کی وجہ سے مقامی شہری صاف پانی کی فراہمی سے محروم ہو گئے ہیں۔

(اصغر حسین)

ڈاکٹرز کی حاضری کی فقدان

چمن بلوچستان کے دوسرے بڑے شہر چمن جو بارہ لاکھ نفوس سے زائد آبادی والا شہر ہے، لیکن اس میں ایک ہی ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال ہے۔ جس میں روزانہ سینکڑوں مریض آ کر ڈاکٹروں سے طبی معائنہ کراتے ہیں۔ لیکن ہسپتال کے اکثر ڈاکٹرز اپنی ڈیوٹی کے دوران اپنے نجی کلینکوں میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ مریضوں عبدالمنان، غلام محمد، سمیع اللہ اور محمد نسیم نے بتایا کہ ہسپتال میں گیارہ بجے سے پہلے ویران ہی رہتا ہے۔ اور مریض ڈاکٹرز کے دروازوں کے سامنے قطاروں میں بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں۔ گیارہ بجے کے بعد ڈاکٹرز آکر بارہ بجے سے پہلے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ مریضوں کو نجی کلینکوں میں بلایا جاتا ہے۔

(محمد صدیق)

کھلے گٹروں کو بند کیا جائے

پشین پشین شہر کے فٹ پاتھ پر نصب مین ہول کھلے ہوئے ہیں جن میں گر کر کئی بچے اور خواتین زخمی ہو چکی ہیں۔ پشین کے شہریوں کا مطالبہ ہے کہ ان کھلے گٹروں کو بند کیا جائے تا کہ ان میں کسی فرد کے زخمی یا ہلاک ہونے کے واقعے سے بچا جا سکے۔ علاوہ ازیں شہر کی سڑکوں کے فٹ پاتھ پر ناجائز تجاوزات کی وجہ سے شہریوں کو چلنے میں دشواری درپیش ہے۔ اس مسئلے کا بھی نوٹس لیا جائے۔

(عبدالخالق)

صحت کی سہولیات کی فراہمی پر زور

پاکپتن 25 جولائی کو ضلعی کور گروپ پاکپتن کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا جس میں وکلاء، صحافی، دانشور اور مزدور اور سماجی کارکنان نے شرکت کی۔ غلام نبی ڈھڈی نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم ضلع پاکپتن میں خراب پانی کے انسانی صحت پر برے اثرات کی بات کریں گے۔ کچھ دوستوں نے اس پر کام بھی کیا ہے اور اس کا آئندہ کا لائحہ عمل بھی طے کریں گے۔ غلام مصطفیٰ بھٹی ایڈووکیٹ نے کہا کہ ملکہ ہانس میں دو فلٹریشن پلانٹ لگے ہیں مگر دونوں بند پڑے ہیں ایک پلانٹ تو چلا ہی نہیں اور دوسرا ویسے بند پڑا ہے۔ آر ایچ سی ملکہ ہانس میں پچھلے تین سال کا ڈیٹا لیا گیا تو اس سے یہ پتہ چلا کہ سابقہ تین سالوں میں 3080 مریض گیسٹرو مرض میں مبتلا ہوئے ہیں۔ اختری بیگم سابقہ کونسلر نے کہا کہ اسی طرح سے نور پور اور دیگر کئی دیہات میں پچیس فلٹریشن پلانٹ بند پڑے ہیں اور لوگ خراب پانی پینے پر مجبور ہیں جس کی وجہ سے لوگ ہیپاٹائٹس، ٹی بی، جگر اور معدہ کے امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ صحافی عامر نے کہا کہ اس سلسلہ میں ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ متعلقہ اداروں اور ڈی سی او اور ایکسیئن پبلک ہیلتھ سے جا کر ملیں اور ان کو ساری صورتحال سے آگاہ کریں۔ ٹیم میں سول سوسائٹی کے دیگر نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے۔ فریاد حسین انجم نے کہا کہ ایک کمیٹی تشکیل دیں اور ڈی سی او سے ملاقات کا ٹائم طے کریں اور بند فلٹریشن کو چلوانے کی مہم شروع کی جائے تا کہ لوگ صاف پانی پی سکیں اور بیماریوں سے بچ سکیں۔ خادم حسین بھٹہ مزدور نے کہا کہ ہم اور ہمارے خاندان والے سخت موسم میں کام کرتے ہیں۔ ہمیں صاف پانی میسر نہیں ہے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ جہاں پر چار یا پانچ بھٹے اکٹھے ہیں۔ وہاں پر ایک فلٹریشن پلانٹ لگایا جائے تا کہ ہم بھی صاف پانی پی سکیں اور بیماریوں سے بچ سکیں۔

(غلام نبی ڈھڈی)

بھتہ نہ دینے پر تشدد کیا گیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ چھ مسلح افراد نے بھتہ نہ دینے پر ایک شخص کو یرغمال بنا کر نقدی موبائل فون چھینا اور رسیوں سے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے بڑی نہر میں پھینک دیا۔ راہگیروں نے دیکھا تو مذکورہ شخص کی جان بچائی جبکہ ملزم فرار ہو گئے تاہم پولیس کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ پیرمحل کے چک 771 گ ب کے شاہد کو آصف بلوچ اپنے دیگر ساتھیوں محمد مصطفیٰ، شہباز اور شعیب احمد اور دو نامعلوم افراد کے ہمراہ شاہد کو بڑی نہر پر لے گیا۔ نہر پر جا کر ملزموں نے شاہد سے اسلحہ کے زور پر موبائل فون اور نقدی چھین لی اور مزاحمت کرنے پر اسے تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے ہاتھ اور پاؤں باندھ کر نہر میں پھینک دیا۔ قریب سے گزرنے والے دو راہگیروں نے نہر میں چھلانگ لگا کر شاہد کو نہر سے نکالا اور اس کی جان بچائی۔

(نامہ نگار)

universally denounced by all civil society groups. The provision borrows language from Article 19 of the constitution, giving the power of interpreting constitutional provisions to an executive authority, thereby, giving it the power to censor the digital media without any oversight. The section should be removed from this Bill in its entirety.

ix. Section 36 remains directly contradictory to surveillance procedures described in the Fair Trail Act. Real-time surveillance has extremely serious implications towards privacy rights of people. The section does not deal with these concerns properly and sets a very low threshold for an invasive way of gathering evidence. This section should abide by the standards set in Fair Trail Act. The section also legitamises the use of raw intelligence as evidence. Raw intelligence or surveillance data should not be admissible in court as evidence of an offence and the powers given through this section should only be used to collect further evidence.

The UN Special Rapporteur on the promotion and protection of the freedom of opinion and expression has already expressed his concern over the PECB stating that, "if adopted, the draft legislation could result in censorship of, and self-censorship by, the media". The proposed law, which will now be put to vote in the Senate, remains a thoroughly flawed measure, which includes certain sections that are so offensive that they would not be inserted into a law in any civilized society.

HRCP seeks your support in preventing the PECB from becoming a law and cautions that allowing it to be adopted in its present form will place unbridled censorship powers in the hands of the authorities. Such curbs on citizens' right to information, opinion and expression on the new medium, indeed a medium for the future, will not affect just the present citizenry but our future generations as well. We must not let our failings in improving and reforming the deeply flawed PECB to create hurdles and challenges for our coming generations.

Sincerely,

Zohra Yusuf

Zohra Yusuf
Chairperson

Aiwan-i-Jamhoor, 107-Tipu Block, New Garden Town, Lahore-54600
■ Tel: (92-42) 35838341, 35864994, 35869969
■ Complaint Cell: (92-42) 35845969 or 0333-2006800 ■Fax: (92-42) 35883582
■ E-Mail: hrcp@hrcp-web.org ■ Website: www.hrcp-web.org

'One of the main concerns regarding the Prevention of Electronic Crimes Bill (PECB) is that various offences already defined under the Pakistan Penal Code and other laws have been redefined under PECB, often in conflict with other laws and almost always with harsher punishments and lenient processes. Several sections include vague and general formulations and contradictions. It is important to remove such provisions from the law.'

Most alarmingly, PECB grants unchecked and overbroad powers of censorship to Pakistan Telecommunications Authority (PTA), an executive body directly under government control. However, a body with such extensive powers has to be made completely independent of government control, which is not the case with PTA. A particularly grave concern is the lack of safeguards and checks on exercise of authority by investigative agency and PTA under the draft law. Absence of judicial and/or parliamentary oversight of the PTA and the power at its disposal in implementing the law can lead to potential abuse of authority and misuse of the law.

PECB contains various provisions that undermine or are in conflict with the various fundamental rights. Particularly, Sections 9, 18, 19, 22, 29, 34, 36 as well as several definitions of the Bill contain text that remains contrary to human rights and international best practices.

Among the key recommendations made by civil society organisations advocating for improvements in the Bill are:

i. Revision of Section 9, regarding glorification of an offence, to remove the word 'accused' from the text to ensure that accused are not being treated as guilty. A proviso protecting artistic and political expression should also be included in this section.

ii. Section 10 requires extensive redrafting as it deals with an area related more to cyber security than cyber crime. In its current form, the provision does not properly define cyber terrorism and provides life sentence and Rs 50 million in fine for offenses primarily related to illegal access and misuse of critical data.

iii. Section 18 essentially duplicates provisions of Sections 499, 500 and 501 of PPC besides overlapping of several offences covered under Defamation Act, 2002. It also introduced conflicting punishments and does away with the defenses given in PPC and Defamation Act. This section should be removed from the Bill.

iv. Section 19 should be bifurcated into two separate sections, one dealing with crimes against the minors and ensuring child protection against cyber crime. The other section dealing with victims who are not minors should be reviewed in line with human rights standards, should include malicious intent for culpability and contain a proviso protecting artistic and political expression. A formulation for this proviso submitted to the Senate standing committee by media development organization Media Matters for Democracy addresses these concerns.

v. Section 22 deals with spamming, which internationally is not seen as a cyber crime. Currently this provision also makes vulnerable small business owners who might be dependent on sending marketing emails and SMS to publicise their services. Spamming should ideally be dealt with under PTA licensing agreements and Pakistan Telecommunication (Re-organization) Act. However, if it has to be included in the PECB, it should be made a civil offence without criminal liability. An alternative formulation of this clause, submitted by digital rights organisation Bolo Bhi to both the Senate standing committee and to the relevant committee in the National Assembly, could be considered.

vi. Section 29, dealing with retention of traffic data, raises human rights and industry based concerns. From a human rights perspective, the retention of one year of traffic data without any determination of its protection, usage and eventual destruction, can lead to invasion of citizens' privacy. The rules of such retention have to be in line with international standards and protection mechanisms defining the use of this data have to be well-defined. The industry has also expressed concerns about the imposition of criminal liability and recommends dealing with this aspect under the terms of licensing agreements with PTA.

vii. Section 32, detailing the powers of an investigative officer, when read with various other sections of this law, opens up the possibility of abuse of power by investigative officers and agency. This section should be reviewed to include safeguards and citizens' protection against abuse of power must be ensured.

viii. Section 34 has remained the most vehemently opposed provision of this Bill. It has been

Prevention of Electronic Crimes Bill

Striving to prevent adoption of an intrusive law

The Pakistani civil society has consistently and very vocally articulated the reasons for its opposition to the Prevention of Electronic Crimes Bill (PECB) 2016. The bill has been adopted by the National Assembly and is now pending before the Senate. Despite around 50 amendments made to the draft law in the Senate, the PECB remains widely controversial. The HRCP chairperson has written an open letter, shared with the prime minister, parliamentarians and civil society activists and organisations, to rally together to prevent the draft from becoming a law.

In view of the implications if the PECB becomes a law, the open letter is being reproduced below.

HRCP

Human Rights Commission of Pakistan

July 26, 2016

Re: <u>Seeking support to prevent PECB from becoming a law in its present form</u>

Dear friends,

Through this communication, the Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) wants to bring to your attention the collective view of civil society organizations, on concerns regarding the Prevention of Electronic Crimes Bill (PECB) 2016, as articulated in a consultation in Islamabad on July 25, 2016 as well as earlier deliberations.

I write to share our grave concern that the PCEB's adoption in its present form has immense ramifications for the practice of the constitutional rights and fundamental freedoms of expression, privacy, human rights and democracy in the country.

HRCP commends and takes pride in the vigorous struggle of civil society organisations and individuals who have dedicated their time and energy in highlighting contentious provisions of the proposed law and sharing recommendations and alternative formulations with the lawmakers in the National Assembly and later with the Senate Standing Committee on Information Technology and Telecommunications.

While we appreciate the committee for listening to the concerns of civil society on the matter, the government seems more interested in questioning the motives of civil society rather than appreciating their efforts, plugging loopholes and addressing flaws in the draft.

One of the main concerns regarding the PECB is that various offences already defined under the Pakistan Penal Code and other laws have been redefined under PECB, often in conflict with other laws and almost always with harsher punishments and lenient processes. Several sections include vague and general formulations and contradictions. It is important to remove such provisions from the law.

Dishonour crimes in selected districts across six regions

Jan to June 2016

District	Jan	Feb	March	April	May	June	Total
Balochistan							
Bolan	0	1	1	0	0	1	3
Kalat	0	0	0	0	0	2	2
Khuzdar	1	0	0	0	0	0	1
Loralai	0	1	0	0	0	0	1
Naseerabad	0	1	0	2	0	0	3
TOTAL	1	3	1	2	0	3	10
Sindh							
District	Jan	Feb	March	April	May	June	Total
Badin	0	0	0	1	1	1	3
Dadu	1	0	0	1	0	1	3
Jacobabad	1	1	1	1	1	2	7
Jamshoro	0	1	1	0	0	0	2
Larkana	1	1	0	0	0	0	2
Naushero Feroz	1	0	4	0	2	0	7
Nawabshah	0	0	0	1	0	1	2
Shikarpur	3	0	0	0	1	0	4
Sukkur	1	0	0	0	0	0	1
TOTAL	8	3	6	4	5	5	31
Gilgit Baltistan							
District	Jan	Feb	March	April	May	June	Total
Astore	0	0	0	1	0	0	1
Diamer	1	2	0	1	6	1	11
Gilgit	0	2	0	2	2	0	6
Ghizer	1	1	2	0	3	2	9
TOTAL	2	5	2	4	11	3	27
South Punjab							
District	Jan	Feb	March	April	May	June	Total
Bahawalpur	0	1	0	0	1	1	3
D.G.Khan	1	1	1	1	2	1	7
Khanewal	2	1	2	1	0	1	7
Multan	1	1	2	1	2	1	8
Muzafargarh	0	1	0	2	1	0	4
Vehari	0	0	0	1	1	1	3
TOTAL	4	5	5	6	7	5	32
Khyber Pakhtunkhwa							
District	Jan	Feb	March	April	May	June	Total
Abbottabad	0	0	1	0	2	0	3
Bannu	2	1	3	1	0	0	7
Buner	1	1	0	1	0	0	3
Charsadda	0	0	0	0	1	0	1
Lower Dir District	0	2	0	1	0	1	4
Upper Dir District	1	0	2	1	1	1	6
Kohistan	1	0	3	2	1	1	8
Mansehra	1	2	2	2	1	1	9
Mardan	1	0	0	0	0	0	1
Nowshera	0	0	0	1	0	1	2
Peshawar	0	0	0	1	1	1	3
Shangla	1	1	1	1	2	0	6
Swabi	0	2	1	0	0	1	4
Swat	0	0	0	1	0	0	1
Tank	0	0	0	0	0	1	1
TOTAL	8	9	13	12	9	8	59
Federally Administered Tribal Areas							
District	Jan	Feb	March	April	May	June	Total
Khyber	0	1	0	0	0	1	2
Kurram	0	2	3	0	0	0	5
TOTAL	0	3	3	0	0	1	7
Total							166

- On May 3, in Shehri Talhar village of Badin (Sindh), a man killed his 18-year-old daughter with an axe over suspicion that she was having an affair. The family reported that when the girl went out early in the morning to respond to the call of nature, her father saw her and suspected that she was going out to meet her alleged lover. He followed her and attacked her with an axe. The family took her to a nearby hospital, where she was declared dead on arrival. The perpetrator was arrested.
- On June 5, in Bolan (Balochistan), a woman was shot dead by her brother who suspected that she had an affair with one of his friends. When the perpetrator saw them together, he shot his sister with an assault rifle while his friend, a resident of Jacobabad, managed to run away. A case was registered against the perpetrator, who remained at large.
- On June 10 (South Punjab), in Multan, a man threw acid on his wife on suspicion of her having an affair with their neighbor. The incident took place when the wife was sleeping along with her two daughters when the perpetrator threw acid on all three of them. Two days later, the wife passed away but the daughters recovered.
- On June 17, in Kalat (Balochistan), a man was beaten to death by the father, brother and an uncle of a girl who he was seen with in a room alone. The victim's family registered a case against the perpetrators, who were arrested.
- On June 22, in Diamer (Gilgit Baltistan), a 40-year old woman and his 45-year-old husband were fatally shot by her brother because she had married without her family's consent 20 years ago. The couple had eight children. The couple had moved to a far flung area in Darel Valley after they got married. The perpetrator had been looking for them since. The perpetrator managed to flee the scene of the crime.
- On June 28, in Jacobabad (Sindh), a man killed his wife and her alleged lover. The victim was nine months pregnant. The perpetrator fled from home after committing the crime. The same night he shot and killed a man he suspected his wife was having an affair with. A post-mortem was conducted, after which the family buried the victim. The family did not register an FIR against the perpetrator.
- In Khyber Agency (FATA), in June, two men confessed to killing their maternal uncle and sister-in-law as it was suspected that they had illicit relations. A five-member jirga was appointed which concluded that the accused should be asked to take an oath on the Holy Quran that in killing their sister-in-law and their maternal uncle 'they had done nothing wrong (with malafide intention)'. The Jirga stated that if the accused took the oath the murders stood 'justified' as per Riwaj (a custom in the tribal areas under which killing a woman in the family after killing a man and alleging 'illicit relations' effectively justifies both the murders and serves as a defence against prosecution for the crime) and the accused should be acquitted. The Assistant Political Agent (APA) Landi Kotal, Khyber Agency issued an order that the Jirga verdict 'is clear and in accordance with the local Riwaj.

The list of dishonour crimes reported by HRCP monitors seems to be unending but the ones mentioned above facilitate an understanding of the atrocities faced by women in Pakistan. Attempts were made to make the law related to honour killings stricter when the Anti-Honour Killings Laws (Criminal Laws Amendment) Bill 2014 was adopted by the Senate in 2015. However, the bill lapsed when the lower house of parliament did not adopt it. Following the recent high-profile cases of honour crimes reported in the media, there has been a hype that the long-awaited bill on honour killings is due to be presented in parliament soon. The bill aims to prevent killing of women in the name of honour by making the crime a non-compoundable offence.

In a society where people resort to violence without much provocation, any law on honour killings will be far too solitary a tool to curb the menace on its own. The situation calls for effective and meaningful campaigns to raise awareness and educate the general public, law enforcement personnel and judicial officials about human rights and the importance of sustained efforts to protect the lives of women. If these measures are not taken on priority, spectacular violation of women's rights will continue and women will continue to be killed in the name of honour of men.

The following table shows district-wise breakdown of dishonour crimes reported by HRCP monitors from selected districts across six regions over the first six months of 2016.

province, in July this year, a man killed his two sisters on the eve of their weddings because they had chosen their own husbands while the brother had insisted that the women marry within the extended family instead. He is now on the run and a police search is currently underway.

The sheer number of dishonour killings reported through HRCP's focused monitoring by monitors in 60 districts across six regions in Pakistan has highlighted that in the first six months of 2016 alone, around 166 women were killed. The trend suggests that although the nature of violence has varied geographically, no region has been immune to the aforementioned phenomenon.

Some of the cases of dishonour crimes representative of the trends in the six regions during the first six months of 2016 mentioned below suffice to provide an understanding of the perils faced by women. The true numbers, however, are believed to be higher, with many cases going unreported.

- On January 4, in Naushero Feroze (Sindh), a man killed his sister because she had married a man of her choice six months earlier without her family's approval. A jirga had the victim brought back to her parents' house. Her brother walked into the room she was kept in and opened fire on her while she was sleeping. She died on the spot and her brother fled from the scene. Her parents tried to bury her during the night without even holding her funeral. However, the police arrived at the graveyard and took the dead body into custody. The main accused who had fled had hidden at the house of a local landlord, who had earlier arranged the jirga for settling his sister's case. An FIR was registered on the victim's father's request and the body was taken for a medical examination.
- In Larkana (Sindh), on January 9, a police constable shot and killed a man who he suspected had an affair with his wife. The police constable called the victim and asked to meet him outside the latter's house early in the morning. When he came outside, the constable opened fire and killed him. The victim's family registered a case against the perpetrator.
- On February 29, in Dera Ghazi Khan (South Punjab), a 19-year-old girl was sold to an 80-year-old man reportedly in exchange for Rs. 0.3 million. The girl was accused of having an affair with a neighbor. As punishment, a panchayat (group of village elders) and the girl's father decided to sell her off. No criminal action was taken against the accused.
- On February 25, in Gilgit, a 12-year old girl was killed by her brother and maternal uncle after she had run away with a boy from her neighbourhood who was also a distant relative. She had refused to marry the person chosen by her parents. After running away from home, the girl was preparing to contract a marriage with the boy in a civil court. The girl's family had threatened to kill them both and so the boy abandoned her in his house in the village and escaped with his family. Her brother, accompanied by her maternal uncle, came the boy's house and shot her dead. Police registered a case against the perpetrators and arrested them.
- On March 5, in Upper Dir (Khyber Pakhtunkhwa), a woman was shot and killed by her in-laws for visiting a bank without their permission. The victim was a widow who visited her sister's house in order to be able to go to a Benazir Income Support Program office nearby and receive a monthly stipend meant to augment income of poor women. The in-laws accused her of trying to elope with someone while at her sister's house and also said that she must have spoken to strangers at the bank, which brought shame to the family. Her brother-in-law came to her sister's house to take her back home but instead shot and killed her.
- In Naushero Feroze, on March 17, a woman and he husband were killed by the woman's ex-husband when he got to know that she had remarried. The woman's former husband reportedly considered her remarriage a threat to his honour. He stopped the car of the newly-married couple and shot and killed them both. The perpetrator also kidnapped his eight-year-old daughter. He was later arrested and the daughter recovered.
- In Bannu (Khyber Pakhtunkhwa), on March 23, a man killed his wife and her alleged paramour, who was a security guard at an internally displaced persons (IDP) camp in the area of Sokari Jabbar where the woman was residing with her husband after relocating from North Waziristan. The perpetrator told his wife that he was going out with friends and would return the next morning. Meanwhile, he sat near the camp to observe and when he saw his wife's alleged paramour enter the camp, he killed them both. The post-mortem revealed that they had been shot 27 times. A case was not registered.

Dishonour crime

Why legislation alone will not be enough

The reprehensible practice of family members killing women in so-called honour crimes—over suspicion that they are considering having a say in matters such as their marriage—has been prevalent in the areas that comprise Pakistan since time immemorial. Since the victim and the killer belong to the same family and since murder is a compoundable offence in Pakistan, it has been very easy for the killer to walk off scot-free after being pardoned by the family.

The Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) refers to this form of violence against women as 'dishonour' crimes, as it considers that there is no 'honour' in killing any human being in an arbitrary manner, that too for having a say in decisions that affect her life or simply because someone in her family has a suspicion that she has so much as spoken to a man.

While one is sadly familiar with the ugly chauvinism, in combination with hyper-religiosity and misogyny of a vast part of the population, it is vital to discuss why masculinity is so fragile that women have to die to protect it. It has become ever more important to find ways to stop the culture of impunity in dishonour crime cases and bring about a change in social attitudes.

In 2004, the Criminal Law (Amendment) Act 2004 made changes to the Pakistan Penal Code (PPC) and the Criminal Procedure Code (CrPC) and described 'honour' killing as a murder that attracted the same penalty as other premeditated killing. Although the so-called honour killings have been outlawed in the country in this manner, the conviction rate in these cases has always remained low, owing to loopholes in the law, poor criminal justice system and societal norms. Changes in the law, like introduction of the Qisas and Diyat Ordinance, which were injected into the PPC during General Zia ul Haq's dictatorial regime, have privatised murder and allowed the family of the murder victim to pardon the perpetrator, including by payment of compensation known as 'diyat' (blood money). It has also been noted that the actions of the perpetrators in dishonour crimes at times find sympathy or approval of law enforcement personnel and judicial officials.

Even a cursory glance at recent statistics and the national media demonstrate that the law alone cannot curb dishonour crimes. It can also be observed that whereas some years ago dishonour crimes were reported only from certain tribal, rural or somewhat remote areas of Pakistan but the 'epidemic' is now spreading to the main cities as well. Recent incidents of dishonour crimes committed in the month of July alone, including the alleged murder of Qandeel Baloch, a young woman known for her daring social media posts, invoked a strong reaction from within the country and also triggered global outrage.

It was reported in the media that Qandeel's brother confessed to strangling his sister while she was asleep because he was upset by her 'sexually provocative' videos and selfies and believed that “girls are born only to stay at home”. Human rights activists and civil society organisations welcomed the decision of the Punjab authorities to register Qandeel Baloch's murder as a crime against the state, denying her family the chance to pardon their son. In another recent case, Samia Shahid, a British national of Pakistani origin, died in what appears to be a dishonour crime. It has been reported in the media that Samia's family killed her when she was visiting them in northern Punjab for daring to divorce her husband and marrying another man. The initial police report was said to be botched but now a murder inquiry has been launched to investigate the case properly. In one of the latest cases of the so-called 'honour' crimes, reported from central Punjab

Dishonour crimes in selected districts across six regions (Jan June 2016)

Region/Month	Jan	Feb	March	April	May	June	Total
Balochistan	1	3	1	2	0	3	**10**
Sindh	8	3	6	4	5	5	**31**
FATA	0	3	3	0	0	1	**7**
Gilgit Baltistan	2	5	2	4	11	3	**27**
KP	8	9	13	12	9	8	**59**
South Punjab	4	5	5	6	7	5	**32**
Total	**23**	**28**	**30**	**28**	**32**	**25**	**166**

The chart above shows the number of attacks on public places in the first six months of 2016 across six regions of Pakistan.
Fifteen attacks on public places were reported from Khyber Pakhtunkhwa, which is the region most affected by such strife. In these six months, no cases of attack on public places were reported from South Punjab and Sindh.
Some examples of such attacks are as follows:

- On January 13, at least 14 people were killed and 10 injured when a suicide bomb exploded near a polio vaccination centre in Quetta's Satellite Town. The Tehrik-e-Taliban Pakistan (TTP) claimed responsibility for the attack. Of the fatalities, 13 were policemen.
- On April 24, there was a bomb blast in the Government High School at 10:30 PM. Painda Khan (Headmaster of the school) said that there were 520 students enrolled in the school and the students were frightened after the attack. However the school was reopened, after one week. He further said that no group has accepted the responsibility for this attack nor anyone had threatened them prior to the blast.

Attacks or explicit threats against religious minorities (Jan-Jun 2016)

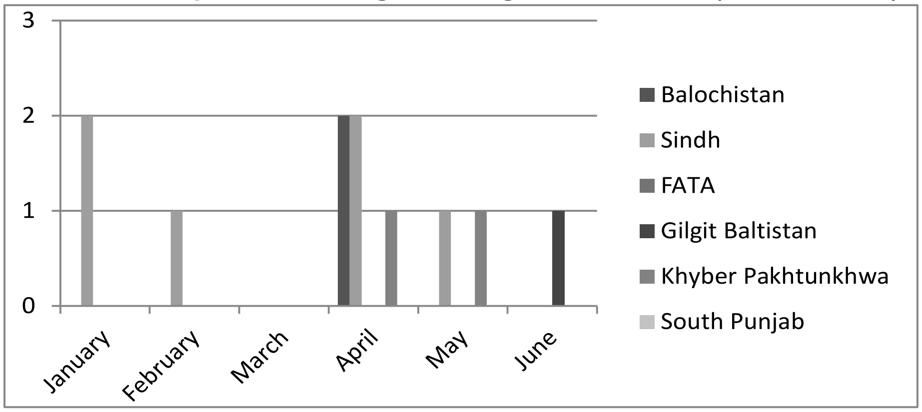

The chart above shows the number of faith-based attacks and threats against religious minorities in the first six months of 2016 in selected districts across six regions of Pakistan. Mainly rooted in religious extremism and intolerance, violence against religious minorities not only represent the state's failure to protect citizens' fundamental rights but has also long been a blemish on Pakistan's image internationally.
The highest number of faith-based threats and attacks over the six-month period was reported fro Sindh.

Some emblematic cases of attacks or threats against religious minorities are as follows:

- On January 22, two Hindu minor girls in Umerkot district were allegedly abducted from their house in Mufti Asad village, by four armed men. The family staged a protest and blocked the road for 10 hours but no action was taken. A day later, they again blocked the road for five hours, after which senior police officials arrived there and the police registered a case on the complaint of the victims' father.
- On May 28, unidentified men opened fire on an Ahmadi individual in the Ahmadiyya Colony in old Nawabshah and fled scene. The Ahmadi community reported that some land grabbers were interested in occupying a plot owned by the man attacked. He had received threats prior to the attack to give up his plot. He was unharmed in the firing but his vehicle was damaged. The victim gave a statement to the police but they did not register a case against the perpetrators. The victims attributed the lack of action to his faith.

The analysis indicates the challenge and the widespread nature of these violations and crimes and the work for the authorities in this respect is clearly cut out. What is needed to prevent such violations is adequate safeguards to prevent agents of the state from abusing their authority to violate citizens' rights. The need for the state to honour its obligation to prevent bands criminals, including bigots operating under their own versions of religious commandments, cannot be emphasized enough. It is important for civil society organisations and rights-respecting citizens to keep the spotlight trained on such violations and crime to build pressure on the authorities to fulfill its obligations to provide a safe environment for all citizens.

Ashfaq in a double-cabin truck. When the family came to know about his disappearance, they approached the police immediately but the police denied having any information about Ashfaq's whereabouts. He has not been produced in the court either. Ashfaq is affiliated with Jeay Sindh Qaumi Mahaz (JSQM) and is a student of the University of Sindh. The monitor was also told that he had not received any threats from any agency before he was picked up.

- On February 24, a man named Nadir was allegedly picked up by 20 armed men in Frontier Corps (FC) uniforms when he was travelling from Panjgur to Gramkan. The eyewitnesses said that the men had beaten Nadir before taking him with them on gunpoint. When the victim's family approached the deputy commissioner of Panjgur, he denied having any information about the disappearance.

Attacks or explicit threats against political workers (Jan-Jun 2016)

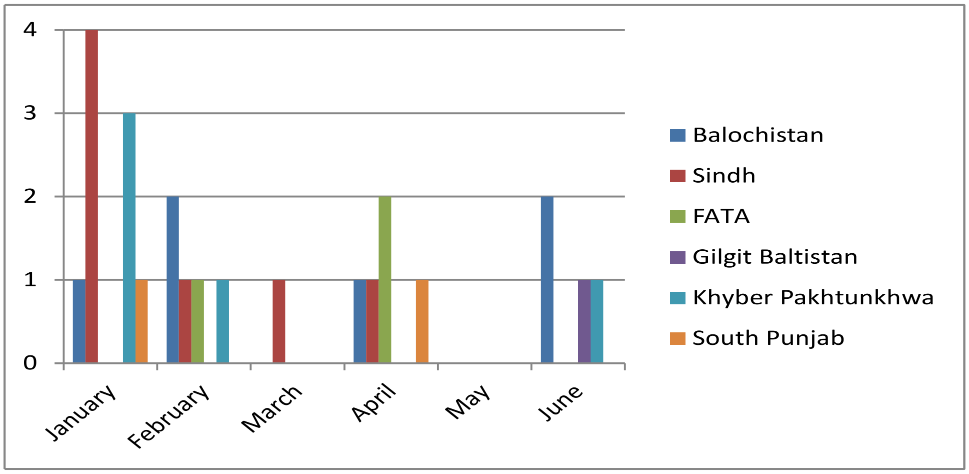

The chart above shows the number of attacks or threats against political workers in the first six months of 2016 across six regions in Pakistan. Such incidents have been reported from all the six regions. The highest numbers of offences reported in a month was nine, in January.

Some emblematic cases of attack on political workers are as follows:

- On February 7, two activists of a nationalist party, Sindh United Party (SUP), were called to the police station and beaten up for a few hours before they were locked up. The men had supported SUP in the local body elections and a local feudal lord wanted revenge as he had asked them to support the party that was in power in the province. Two cases were registered against the two activists under the Anti-Terrorism Act (ATA). When party workers received information about the incident, they called for a shutter down strike and staged a protest against the police and demanded immediate release of the activists.
- On June 4, four men were killed and 11 injured in Mardan district in Khyber Pakhtunkhwa, when Pakistan Tehreek-e-Insaf (PTI) workers and Awami National Party (ANP) workers opened fire on each other, over an old dispute. After the incident, both parties registered cases against each other. According to the investigation officer, it was a political dispute on the issue of workers leaving one party to join another. He said that some people had been arrested from both parties and the investigation was ongoing.

Attacks on public places (Jan-Jun 2016)

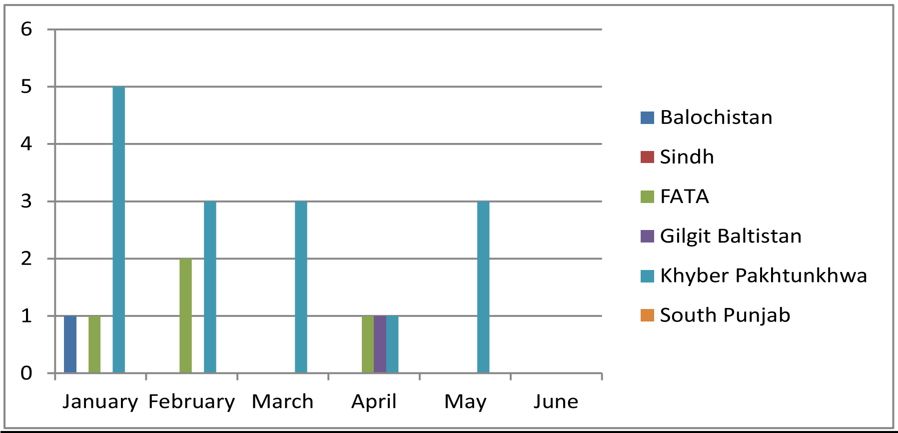

Serious violations that need to be tackled on priority

The Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) has been closely tracking the violent breaches of the rule of law across Pakistan. Reports gathered by HRCP monitors not only help understand the gravity and frequency of these violations but also the trends of violations in the country. With a view to improve the overall rights situation, HRCP considers it vital to focus on serious violations of human rights and crime in selected parts of the country and for efforts to create an environment where not only are the violators punished but steps are taken to introduce mechanism to prevent violations.
According to reported submitted by HRCP monitors from 60 districts across six regions of Pakistan, in the first half of 2016, there were 21 attacks on public places, 43 enforced disappearances, 24 attacks or explicit threats against political workers and 11 faith-based attacks or threats against religious minorities. The highest number of violations and such crime was reported in January and the lowest in March. In the first six months of 2016, majority of the cases reported43 out of 99were of enforced and involuntary disappearance.

Violations	January	February	March	April	May	June	Total
Enforced and involuntary disappearance	6	10	4	9	8	6	43
Attacks or explicit threats against political workers	9	5	1	5	0	4	24
Attack on public places	7	5	3	3	3	0	21
Attacks or explicit threats against religious minorities	2	1	0	5	2	1	11
Total	24	21	8	22	13	11	99

The preceding table shows the number of violations and serious crime reported from 60 districts across six regions in the first half of 2016.

Enforced and involuntary disappearance (Jan-Jun 2016)

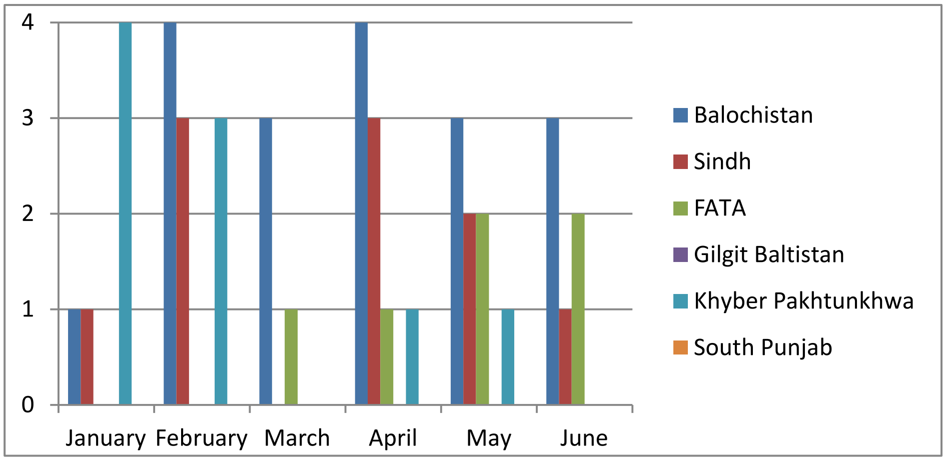

The chart above shows the number of enforced disappearance cases reported in the first six months of 2016 by HRCP monitors in 60 districts across six regions in Pakistan. This violationwhich has earned Pakistan embarrassment internationallyhas been taken up by the Supreme Court of Pakistan but not a single perpetrator has been brought to justice. Enforced disappearance remains one of the most pressing violations of law in the country.
In the six months under review, 18 cases of enforced disappearances were reported from the selected districts of Balochistan, the highest number for the six regions. Districts from the interior part of Sindh had the second highest number of disappearance. No cases were reported from Gilgit Baltistan and South Punjab.

Some examples of this violation are as follows:

- On January 18, Ashfaq Ahmad Markand, affiliated with a Sindhi nationalist party, was abducted in Larkana by unidentified plainclothes men while he was travelling in a public transport bus from Warrah to Larkana. Ashfaq was going to his home when unidentified men stopped the bus and forcibly took away

Reviving POPA is a bad idea

Over the past few years, Pakistan has introduced a range of security laws, almost all of which have been criticized for undermining due process and other fundamental rights of the accused.

One such law is the Protection of Pakistan Act (POPA), which expired on July 15 and there have been reports about moves to revive this law.

The Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) has expressed concern over these moves and urged the government to avoid resorting to laws that violate the fundamental rights enshrined in the Constitution.

HRCP has noted with alarm reports of the Ministry of the Interior sending a summary to the prime minister, seeking to revive POPA.

In a statement released to the media, the Commission has stated: “The many concerns of the civil society with respect to POPA undermining basic human rights have only grown over time. POPA empowered the security agencies to detain the accused in prolonged custody without adequate safeguards, which has been a major concern, especially in view of the law enforcement and security agencies’ track record of treatment of detainees.

HRCP particularly highlighted that one particular problem with POPA was that it shifted the burden of proof to the accused and violated due process rights, including the right to a fair trial, which had been acknowledged by the Constitution as a fundamental right.

“At the time of PoPA’s approval, the government had assured parliament that it will be used only against ‘jet black terrorists’. That, however, has not proven to be the case and slum dwellers of Islamabad and protesting peasants in Okara are only some of the examples of the ordinary citizens against whom the law has been invoked. A number of political parties are said to be wary of POPA revival reportedly over concerns that the broad powers for law enforcement agencies under the law have been used to target political workers,” HRCP noted in its statement issued after the expiry of POPA.

HRCP reminded the government that in 2014, many opposition political parties were apprehensive of the draconian nature of POPA and the so-called sunset clause of two years was inserted to reassure them that this extraordinary legislation would remain in existence only for a short period. “It is a fair question to ask why the government inserted the sunset clause in the law, if it intended to extend the law,” HRCP has noted.

The Commission notes that the special courts established under this law have remained largely non-functional for a considerable time and failed to prosecute those accused of committing terrorist offenses.

HRCP strongly advises the government to drop the idea of reviving this draconian law and instead rely on measures that do not violate the fundamental rights enshrined in the Constitution.

HRCP also demands that the deliberations on the future of POPA must not be held behind closed doors and the concerns from all stakeholders must be considered and addressed. HRCP also calls upon lawmakers, especially members of the Senate, to do their duty to safeguard the law and the rights of the people.

Human Rights Commission of Pakistan جہدحق Monthly JEHD-E-HAQ

Monthly JEHD-E-HAQ - August 2016 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 23...... شمارہ نمبر 8 ......اگست2016..... قیمت 5روپے

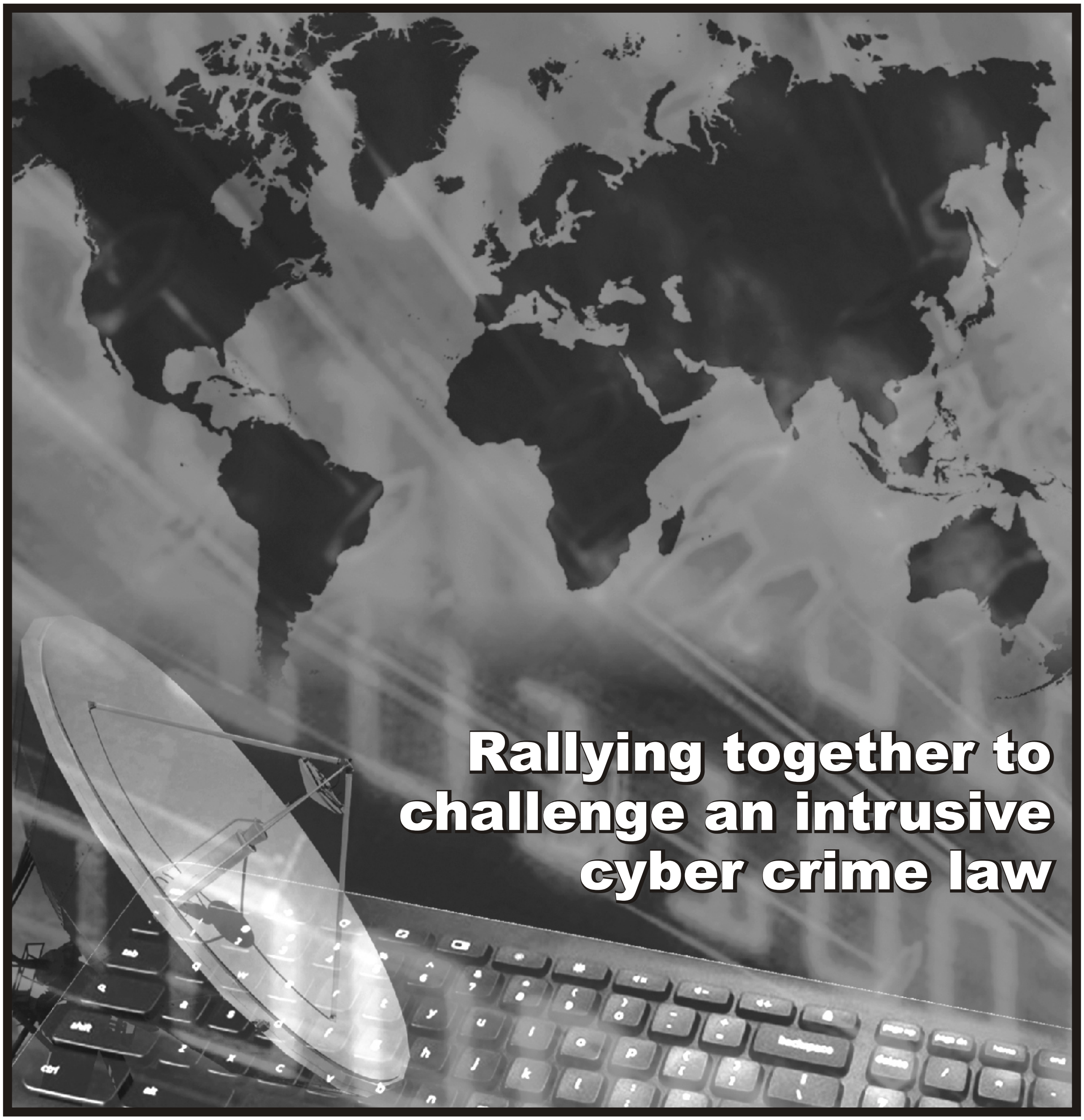

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
”ایوان جمہور“ 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org
پرنٹر : مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15

Monthly JEHD-E-HAQ - August 2016 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 23...... شمارہ نمبر 8 ......اگست2016